Muhammad Bahādur Shāh II, King of Dehi

Kulliyyāt-i Ẓafar

الماس رخشان روشن بیانی و لعل تابان لآلی افشانی

منجملہ چار جلد

کلیات ظفر

دیوان سوم

مطبع نامی منشی نولکشور میں نقش گزین نگین طبع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ردیف الف

ادا پورا نہو یکحرف اصلا حمد یزدان کا
اگرچہ صد زبان ہو ہو زبان خامۂ سخندان کا

ملک سے تا بشر مصروف ہین سب اسکی طاعت مین
ہر اک ہی عرش سے تا فرش ممنون اسکے احسان کا

وہی کعبہ کا صاحب خانہ وہی دیر کا مالک
وہی رازق ہی کافر کا وہی ہادی مسلمان کا

اگر ہو جای پارہ پارہ دل اسکی محبت مین
تو پھر ہر پارۂ دل کو سمجھ سیپارہ قرآن کا

نکرتا وہ اگر پیدا نبیؐ کو نوع انسان مین
تو مخلوقات مین اشرف نہوتا رتبہ انسان کا

نبی وہ رحمۃ للعالمین جسکی شفاعت سے
نہو وے عاصیون کو حشر کے دن خوف عصیان کا

عجب کیا نعتین گر اسکی نور حسن معنی سے
بجاے حسن مطلع ہو وے مطلع مہر تابان کا

جبکہ ہوتا ہی دل مرا بیتاب	تو سنبھالا ذرا نہین جاتا
محو حیرت ہون صورت تصویر	کیا کہون کچھ کہا نہین جاتا
بادۂ عشق سے جو ہین مخمور	اونکا ہرگز نشا نہین جاتا

اوڑکے جاؤن ظفر وہان لیکن
بے پر و بال اوڑا نہین جاتا

جو تیرے آتشین رخ پر نہ خط عنبرین ہوتا	تو آتش سے دھوان پیدا نہ عالم مین کہین ہوتا

مطلع ثانی

مرے نالون سے پتھر موم ہی اے نازنین ہوتا	مگر دل مین اثر تیرے نہین ہوتا نہین ہوتا
کہان جا سکتا چھپکر مجھسے ظالم تو جہان جاتا	برنگ سایہ پیچھے پیچھے تیرے مین ہین ہوتا
تری دوری مین کیا کیا سوجھتی ہے دور کی مجکو	عیان ہر حال مجھپر دور کا بی دوربین ہوتا
ترے مضمون خال لب کے آگے مانتا چین وہ	تری محفل مین گر کیسا ہی کوئی نکتہ چین ہوتا
دکھاتا کان کا بالا جو تو رخسار پر اپنے	ترے حلقہ بگوشی مین مہ ہالہ نشین ہوتا
ہمارے پیچ و تاب دل کی یہ تاثیر تو دیکھو	نہ ہمکو دیکھکر ہی اور دو چین بر جبین ہوتا

لپٹتا اے ظفر اسکو نہ دود آہ گر میرا
تو کاہیکو کھڑا یہ خیمۂ چرخ برین ہوتا

۳

مطلع ثانی

کھل گئیں یکبارگی آنکھیں مری جو آہ کی	جبکہ اپنے منھ سے تو نے دور گھونگھٹ کر دیا
جو ترے کوچہ میں سویا خاک پر آرام سے	ترک اسنے اپنے سونیکا چھپر کھٹ کر دیا
یہ تو لٹکا خوب سیکھے ہو جسے چاہا ہے	تمنے سودائی دکھا کر زلف کی لٹ کر دیا
اشک کے قطرے لیے جاتی ہیں بھر بھر کر سبو	جوش گریہ نے مری آنکھوں کو پنگھٹ کر دیا
دل نقیری سے صفا کر اس سے کیا حاصل اگر	تو نے داڑھی کو بڑھایا یا صفاچٹ کر دیا

ہوتا ہے چرچا محبت کا لگاوٹ سے ظفر
ہمنے رسوا آپ کو واں بے لگاوٹ کر دیا

تیری گلی سے عاشق زار اُٹھ کر رہگیا	اُٹھا تھا ناتوان سا غبار اُٹھ کر رہگیا
دنیا میں اک جہان کو بہا سیل اشک سے	پر دل میں میرے جوش سا یار اُٹھ کر رہگیا
گنبد بنا نہ گور پہ مجنون کے دشت میں	اکثر بگولا گرد مزار اُٹھ کے رہگیا
رخ سے اُٹھا کے زلف جو پھر اس نے چھوڑ دی	دل پرسے پردۂ شب تار اُٹھ کے رہگیا
گر کر سنبھل سکا نہ ترا زخمی نگاہ	دیکھا یہ تیر خوردہ شکار اُٹھ کر رہگیا
رکھ ہاتھ سے نہ جام و صراحی اُٹھا کے تو	ساقی بلا سے ابر بہار اُٹھ کے رہگیا

بھڑکی ہی بطرح یہ ظفر آج دل کی آگ
آ گئے تو شعلہ سا کئی بار اُٹھ کے رہگیا

دیگر

خمسہ سوم دیوان ...

مین چمن مین بھی رہونگا دل گرفتہ اے صبا
دل نہین ہے میرا وہ غنچہ کہ جو کھل جائیگا

جان شیرین جائیگی اپنی مثال کوہکن
پر نہ تیرا شوق اے شیرین شمائل جائیگا

تیرے کوچے سے کہان جائیگا تیرا خاکسار
مثل نقش پا وہین یہ خاک مین ملجائیگا

ہوویگی اُس روز برپا کیا قیامت اے ظفر
خاک پر جبدن شہیدون کے وہ قاتل جائیگا

غلط ہو جو کہے یہ چپکے رہنا کچھ نہین اچھا
نہ کہنے مین مزا ہو منھ سے کہنا کچھ نہین اچھا

جنون ہے دوستی کی وہ ہماری ہو گئے دشمن
قصور اُنکا نہین ہے اپنا لینا کچھ نہین اچھا

ستم اُس یار کا سہنے پہ سہنا اے دل اچھا ہو
ولیکن یار کا غیرونکے سہنا کچھ نہین اچھا

محبت کی پڑین گر بیڑیان پانؤ نہین رسے کے
نہ کہنا چاہیے ہرگز یہ کہنا کچھ نہین اچھا

جہانتک رُک سکے اس گریہ کا ہو روکنا اچھا
ہمیشہ اشک کا آنکھونسے بہنا کچھ نہین اچھا

خط شبرنگ تیرا خوشنما ہو تیرے عارض پر
وگرنہ چاند کا عالم مین گہنا کچھ نہین اچھا

مثل یہ اے ظفر ہے کلی ہونٹون اور چڑھی کوٹھون
نہین کہنے کی جو بات اُسکا کہنا کچھ نہین اچھا

دیگر

جال اُس زلف نے ایسا کسی ڈھب کا مارا
ہوگیا دل یہ گرفتار غضب کا مارا

پھر گیا منھ ترا عقبی سے کہ جب تیا نے
اک طپانچہ ہوس عیش و طرب کا مارا

رفیق راہ محبت کدھر گئے یارب

دیگر

اے پری رو اپنی صورت تو دکھائیگا جسے	صاف وہ حیرت زدہ آئینہ سان ہو جائیگا
وہ جو دل مین لگ رہی ہے آگ بجھنے کی نہیو	چشم تر سے گرچہ اک دریا روان ہو جائیگا
دیکھتا اُس چاند کے ٹکڑے کو کیونکر جانتا	ٹکڑے ٹکڑے دل مرا مثل کتان ہو جائیگا
اے جنون تیری بدولت نام میرا آخرش	دشت مین ہر خار کے ورد زبان ہو جائیگا
بار اس خونفشانی سے کہین اے چشم تر	دیکھ میرا راز دل سب پر عیان ہو جائیگا
او تغافل کیش کی تونے اگر آنے مین دیر	کام آخر تیرے عاشق کا یہان ہو جائیگا

کرتے ہین دعوی محبت کا جو اُس سفاک کے
اے ظفر اک روز انکا امتحان ہو جائیگا

دیگر

ہمارا انکا ہے جسدم مقابلا پڑتا	نہین کلام کا غیرون کو حوصلا پڑتا
فراق یار مین ہووےگی زندگی کیونکر	کہ پیچھے جان کے یہ غم تو ہے بلا پڑتا
یہ سوز دل سے مرا اشک گرم ہو کہ جہان	بدن پہ گرتا ہے وان ایک آبلا پڑتا
سنائی نالۂ پردرد ہم اگر اپنا	تو بلبلو ابھی صیاد بلبلا پڑتا
نصیب ہوتے بھلے اپنے گر محبت مین	تو بد معاملہ سے کیون معاملہ پڑتا
اسیر زلف ترا ہو یہ قید سے مانوس	کہ چین ہے اسے نہین بی طوق و سلسلا پڑتا
بلا سے تیری جو الجھے وہ زلف شانہ سے	تو اسکے پیچ مین ہر کسیلیے دلا پڑتا

تیرے اک تار کی قیمت مین جو دو چین و تتار	تو بھی سودا نہوا جو زلف پریشان مہنگا
روبرو اس لب پان خوردہ کے کچھ لال نہین	کیا ہوا گرچہ بجا لعل بدخشان مہنگا
جان تک بھی تو اگر دیکے لے ایدل	نہ کہون مین کہ لیا تو نے یہ پیکان مہنگا
کہو قاتل سے کرے ہاتھ لہو سے رنگین	نہین منھ دی سے سوا خون شہیدان مہنگا
کردیا آنسوؤن نے میرے بہا کے آب	ایک کوڑی پہ بھی ہے اب دُر غلطان مہنگا

گر ظفر ایک نگہ پر ترا ہو جاے غلام
چھوڑ یوسف کہ نہین تجکو یہ انسان مہنگا

دیگر

ساقی ہے نشہ انکو نہین جو سے ہلکا	نظروں مین ہے اب طل گران پھول سے ہلکا
ہر بات مین تو ایک بھی ہے لاکھ پہ بھاری	گر بات کو اپنے نکرے طول سے ہلکا
ہو جامہ تکلف کا پسندیدہ احمق	ہوگا نہ گدھا یہ کبھی اس جھول سے ہلکا
اچھا کیا سر تو نے مرے تن سے اوتارا	اب کوئی نہین اس ترے مقتول سے ہلکا
جز تارک دنیا ہو ہوس سے نہ سبکدوش	یہ بوجھ نہ دنیا کے ہو مشغول سے ہلکا
حرفہ نہین کاغذ کا مگر بھیجتے ہین وہ	خط ڈاک مین اندیشہ محصول سے ہلکا

دنیا مین ظفر جو ہو گرانبار جہالت
کب ہوتا ہے وہ مردم معقول سے ہلکا

کہوں کے حال دل اپنا ظفر کیا مہ جبینوں سے
کہ ابکا تو دماغ اے مہربان پایا نہیں جاتا

کھا کھا کے تیر غم یہ مرا حال ہو گیا
سینہ تمام سینۂ غربال ہو گیا

زلفوں کو اُس نے ہاتھ لگانی دیا نہیں
کچھ دستگیر اپنا جو اقبال ہو گیا

کوئی درخت زلف کی کشتہ کی خاک سے
پیدا ہوا نہ ایک مگر جال ہو گیا

جانیکا دل کے غم ہی نہیں اور غم تجھے
غارت بلا سے گرچہ زر و مال ہو گیا

رنگ شفق نہیں ہے کسی پر مگر فلک
گرم غضب ہوا ہے جو منہ لال ہو گیا

عاشق ہوا جو یار کے طرز خرام پر
آخر کو رفتہ رفتہ وہ پامال ہو گیا

وقت نظارہ روئے مصفا پہ یار کے
عکس اپنی مردمک کا ظفر خال ہو گیا

کدورت دل میں ہے ظاہر صفائی گر ہوئی تو کیا
ملاپ اُنسے ہوا تو کیا جدائی گر ہوئی تو کیا

ارے نا آشنا پھر وہی نا آشنا ہو تم
کسی کی تم سے دو دن آشنائی گر ہوئی تو کیا

بنایا ہے صنم جسنے انہیں سجدہ اُسی کو ہے
تبوں کے سنگ در پر جبہہ سائی گر ہوئی تو کیا

جوانی کیسی طاقت کوئی ہو سکتی ہے پیری میں
کسی تدبیر سے حاجت روائی گر ہوئی تو کیا

لڑائی جاتی ہے وہ آنکھ دیکھو اب بھی غیروں سے
دمی اسباب پر اُنسے لڑائی گر ہوئی تو کیا

نہیں پرواز کی ہمت ہیاد بال و پر میں جب طاقت
قفس سے ہم اسیروں کو رہائی گر ہوئی تو کیا

نتھا کسو کے بھی قابو کا یہ بشر لیکن | قضا نے ہمکو دیا یا فنا نے بھنا یا

ستم سے ہم نہیں اُس بیوفا کے گھبراتے
ظفر ہمیں تو ہماری وفا نے بھنّا یا

دیگر

دیکھکر مثل الف وہ قدِ رعنا سیدھا
نہ وا گردنِ دلدار میں خم یونہیں رہا
کج ادا ایسا کیا حسن کی دولت نے اُسے
باتیں کرتا ہر عدو مجھسے جو ٹیڑھی سیدھی
خانہ زلف کو تو ہمیں کہ ہر خم در خم
اے کماندار ترے تیر کے قربان ہوں نکیوں

دل سے نکلا مرے جو نالہ سو نکلا سیدھا
مدتوں پھر دعا دست تمنا سیدھا
بولنا بھی نہیں وہ شوخ خود آرا سیدھا
ایک دن خوب یہ کج بحث بنیگا سیدھا
دل شامت زدہ لے مانگ کا رستا سیدھا
چھوٹتے ہی جو ترے دل کی طرف آیا سیدھا

طرز ٹیڑھی ہے سخن کی ترے کس سے ہو ادا
ظفر انداز ہے یاروں کا تو سیدھا سیدھا

بنا ہے جو رخ مہوش پہ تل پری ہے بنا
جو قطرہ میں اشک تو یاقوت و لعل لخت جگر
کوئی بنا کوئی بگڑا یہی رہا ہر روز
تمہارے روے منور پہ مطلع ابرو

کوئی ہے زہرہ بنا کوئی مشتری ہے بنا
ہمارا دیدہ یہ دوکان جوہری ہے بنا
جہاں میں جیسے کہ یہ چرخ چنبری ہے بنا
عجیب مطلع دیوان انوری ہے بنا

فریاد میں جو نالۂ دم دم ہے پیہم ہی
جو دل کو نہیں تابع فرمان سمجھے ہم ۱
آرام اماں تجکو نہ جب تک ہو بغل میں
وہ شوخ کہ آرام دل و جان سمجھے ہم ۱
تجھ سے نشاں ہوں میں نام ظفر خاقان کا
اوچھا ما دل اوس نام پہ قربان سمجھے ہم ۱
اوس جان جہاں کو تو سب طرح سے سمجھ جان لیا
وہ اپنا مجھے بھی پہچان لیا

مطلع ثانی

علم کر تیغ کو سو بار اُس قاتل کا ہاتھ اُٹھا	نہ ہرگز واسطے فریاد کے بسمل کا ہاتھ اُٹھا
رہا تجھ میں یہ عالم رات دل کی بیقراری کا	کہ دل پر سے نہ دم بھر عاشق بیدل کا ہاتھ اُٹھا
عطا منظور ہے اسکو دعا دستور ہے اسکا	اُدھر منعم کا ہاتھ اُٹھا ادھر سائل کا ہاتھ اُٹھا
اوٹھا یا دو جہاں سے ہاتھ پر تیری محبت سے	نہ ہرگز اے ستمگر اس سے تیرے مائل کا ہاتھ اُٹھا
نہیں اُٹھنے کا ہو کر خشک اُسکا ہاتھ اے مجنوں	جو تجھ پر ساربان ناقۂ محمل کا ہاتھ اُٹھا
گئے ہم سامنے سو بار پر حفا سلامت کو	نہ محفل میں کبھی اوس رونق محفل کا ہاتھ اُٹھا

رہا سر پر ہمارے دو جہاں میں افسر شاہی
ظفر سر سے نہ اپنے مرشد کامل کا ہاتھ اوٹھا

دیگر

ہیں تیرے عجب حال مری جان ہے میرا	بیٹھا ہوں کہیں اور کہیں دھیان ہے میرا
کچھ پوچھ نہ جو حسن بتاں کی ہے تجلی	دل دیکھتا کچھ اسمیں عجب شان ہے میرا
حال دل غمگیں نہ کہا میں نے کسی سے	اے حسرت غم تجھپہ یہ احسان ہے میرا
نے مجکو غرض دین سے نہ کفر سے مطلب	عشق اوس بت بے کیش کا ایمان ہے میرا
مانع جو رہ نیک سے ہو وے تجھے غافل	تو جان لے یہ دل میں کہ شیطان ہے میرا
صحرا سے بھی میں جاؤں نکل تنگ ہوں اتنا	پر خار نہیں چھوڑتا دامان ہے میرا

۱۰

آج کیا کل بھی نہین آئیگا وہ وعدہ خلاف | اے دل بیتاب ہین کیونکر کہون آج آئیگا

زلف کے افعی کو ہاتھون مین کھلائیگا وہی
ہاتھ جسکے اے ظفر کوئی فسون آجائیگا

دیگر

سنا ہے شور وہ شب اُسکے گھر مین اور کچھ ٹھہرا | ارادہ کیا دل رشک قمر مین اور کچھ ٹھہرا
یہ ٹھہرا جاتے جاتے کیون ہوا خط لیکے کیا باعث | مگر قصد اب خیال نامہ بر مین اور کچھ ٹھہرا
نگین دل کا تھا مول اور کچھ ٹھہرا ہوا پہلے | گیا جب دام آئے دست سیمبر مین اور کچھ ٹھہرا
کبھی اخگر کبھی شعلہ کبھی گل ہو کبھی لالہ | نہ ٹھہرا داغ یہ میرے جگر مین اور کچھ ٹھہرا
کوئی زہرا جبین ٹھہرا ہو کوئی مہ لقا اسکو | مگر وہ مہوش میری نظر مین اور کچھ ٹھہرا
نہین نازان ہم اُسپر اُس نے ہمکو دوست ٹھہرایا | ابھی دیکھا وہ ظالم لحظہ بھر مین اور کچھ ٹھہرا
ہر اک کے ذہن مین کچھ طور ٹھہرا اُسکے ملنے کا | طریق اُسکا پر فہم ظفر مین اور کچھ ٹھہرا
اس بتکدہ مین جسنے کہ اے بت تجھے تاکا | کیا خوب نظر باز وہ بندہ ہے خدا کا
اللہ ری تیزی تری شمشیر نگہ کی | دم بھر جسے دیکھ سکے ہو تیغ قضا کا
کہتے ہین مہ نو جسے دیکھا اُسے ہمنے | ہے ایک تراشیدہ ترے ناخن پا کا
کیا اس ترے بیمار کو امید شفا ہو | جسکو کہ اثر ہو نہ دعا کا نہ دوا کا
اے دوستو اُس دلبر بیمہر سے آگے | کیا نام وفا لون کہ وہ دشمن ہے وفا کا

عشق کے ہاتھ اے ظفر بیچ متاع جان کو
وہ زر نقد داغ دل دیگا تجھے کھرا کھرا

دیگر

سوزش غم سے پڑا دل پر پتنگا آگ کا
یہ جلا ہوگا بڑی مشکل سے چنگا آگ کا

جامۂ آبی کا اپنی آسمانی دیکھنا
ہے شفق سے کیا تماشا رنگ رنگا آگ کا

نالۂ سوزاں کی میرے گرمئ ہنگامہ سے
اُسکے گھر میں رہا شب ایک دنگا آگ کا

دیکھکر بجلی کو مستوں نے یہ پوچھا ابر سے
تو نے ڈالا ہے گلے میں کیا جھلنگا آگ کا

دل مرا پروانہ ہے آتش رخوں کے عشق سے
مانتا ہرگز نہیں ڈر یہ پتنگا آگ کا

ہر بن مو سے ترے دیوانہ کی نکلی جو آگ
بن گیا پتلا سراپا جسم ننگا آگ کا

رنج بے بادہ نہو مستوں کی گرمی جگر
کب بجھاتا ہے یہ شعلہ آب گنگا آگ کا

ہے خدا جانے یہ میری آہ سوزاں کیا بلا
آسماں پر ایک لگاتی ہے اڑنگا آگ کا

لڑتی ہے بندوق سے جو اے ظفر فوج فرنگ
رکھے ہے ہتھیار پاس اپنے تلنگا آگ کا

عارض کا صاف رنگ تر گل میں آگیا
زلفوں کا پیچ و خم ترے سنبل میں آگیا

کس چشم پر خمار کا ساقی پڑا ہے عکس
جس سے کہ یہ نشا قدح مل میں آگیا

کب تک کروں میں صبر کہ درد فراق سے
ہے فرق میرے صبر و تحمل میں آگیا

کرشمہ ہے یہ تری چشم مست کا ہیکلشر
چمن میں جو کف نرگس پہ دھر ایاغ دیا

نہیں نصیب وہ شاہان ہفت کشور کو
ہمیں جو فقر نے ہر گوشہ فراغ دیا

شگفتہ غنچۂ دل کیون نہو کہ اس گل نے
ہمیں جو بوسہ دیا ہو کے باغ باغ دیا

سخنوری میں ظفر کون تمسے ہو ہمسر
خدا نے ہے یہ تمہیں کو دل و دماغ دیا

نکوئی یار پایا اور نکوئی آشنا پایا
جسے یان دوست جانا اسکو دشمن جا بجا پایا

پھرے ہم ڈھونڈھتے مدت تلک راہ محبت میں
رفیق اپنا نکوئی بھی ترے غم کے سوا پایا

قمر کو نسبت اس عارض سے کیا ہمنے بلا دیکھا
اسے اس سے جدا پایا اسے اس سے جدا پایا

کسی سے کسلیے پوچھیں صنم خانہ کا رستہ ہم
کہ اپنے اُس صنم کا ہمنے دل ہی میں پتا پایا

بلا یا تیرہ خال رخ کو جب خال سویدا سے
قسم ہے ہمنے دونو میں فرق اک نکتہ کا پایا

خط اس نے نامہ بر سے لے لیا پڑھکر چھپا ڈالا
الٰہی شکر غیرون نے نہ میرا مدعا پایا

سنا یوسف کو بھی اور اک جہاں کو آنکھ سے دیکھا
مگر تجھسا حسین ہمنے نہ ہر گز دوسرا پایا

ذرا بھی دل ہلا تیرا نہ کافر میرے نالے سے
فرشتے کانپ اٹھے عرش بریں کا ہلگیا پایا

ظفر کیونکر نہ یہ ظلم و ستم مجھپر روا رکھیں
کہ مجھکو ان ستمگارون نے اپنا مبتلا پایا

مانگ کی لیکھ پہ ہر رات سویرا دیکھا
کوچۂ زلف میں نکلا بھی اندھیرا دیکھا

مطلع ثانی

[illegible] نہ وہ ہم کی محفل میں بیٹھ

[illegible] اگر مقابل میں بیٹھ

اگر دوست بھی بزم قاتل میں بیٹھا

[illegible]

زلف عارض پہ ہے اس شوخ گلستان رو کے
یا چمن میں ہے کوئی مار سیہ بل کھاتا

دیکھ اے قاتل سفاک ترا کشتۂ ناز
خون کے دریا میں ہے غوطے سر مقتل کھاتا

بوسہ لوں سیب ذقن کا ترے [illegible]
نخل ہے سرو کے ہو کوئی اگر پھل کھاتا

چشم گریاں سے جو میرے نہ مقابل ہوتا
تو ہوا کے نہ طمانچے کبھی بادل کھاتا

کھا لیا آج ہی گر غم نے مجھے خوب ہوا
آخرش کھاتا ہی یہ آج نہیں کل کھاتا

ہوں وہ سرگشتۂ جنوں میں کہ بگولے کی طرح
اے ظفر دیکھ کے چکر مجھے جنگل کھاتا

وہ سیکھے ہے طرح کچھ بیر کرنا
مجھے ڈر ہے الٰہی خیر کرنا

ہے تو دل میں جو میرے آ بسے تم
ہوا منظور کعبہ دیر کرنا

طیور سدرہ و طوبیٰ کو سکھا کے
ہمارا طائر دل طیر کرنا

غضب ہے تو پہ پر عاشق کو رکھ کر
فرنگی زادہ تیرا غیر کرنا

ہرے ہونے پہ ہیں زخم دل کے
پھر آکر اس چمن کی سیر کرنا

نہیں اوس مصحف رخ پر [illegible]
تجھے اپنے زلف [illegible] کرنا

ظفر جاتے وہ میرے پاس سے کیوں
اگر ہوتا نہ پاس غیر کرنا

کوئی دم فنا کی ہے منزل میں بیٹھا
بس اب تو ہر کس ذکر باطل میں بیٹھا

صدا آتی نہیں قلقل کی ساقی شیشہ مے کو
تجھے وہ جا نگر ہر رونق محفل دعا دیتا

دل بایذا طلب یون میران آنزاد ہند و کو
دعا دیکھ ہر سحر کو جیسے ہر سائل دعا دیتا

تجھے اے صید افگن دیکھ تو کس کس محبت سے
ترا امید محبت ہر دم بسمل دعا دیتا

ظفر اشکوں سے میرے حباب دیکھو پہنچے ہیں دریا کو
تو میری چشم تر کو ہے لب ساحل دعا دیتا

نہ آئے آتے آتے کیوں خبر کیا تھی ہوا یہ کیا
وہ آ لٹے پھر گئے نہ نظر کیا تھی ہوا یہ کیا

وہ ڈوبا دشمنوں کا گھر ترے رونے سے ہم ڈوبے
توقع ہمکو تجھسے چشم تر کیا تھی ہوا یہ کیا

کیے خط کی طرح کیوں ان نے پرزے پرزے او قاصد کے
کوئی پوچھے خطا کی نامہ بر کیا تھی ہوا یہ کیا

دعا کی ہم ہوئے خواہاں کیا تو نے ستم ہم پر
تمنا ہمکو اے بیداد گر کیا تھی ہوا یہ کیا

کہیں کیا سرگذشت اپنی نہ پوچھو شمع ساں ہم سے
لگی لو ہمکو شب سے تا سحر کیا تھی ہوا یہ کیا

ہوا دل اسکا پتھر چاہتے تھے موم ہو جاوے
ہمیں نالوں سے امید اثر کیا تھی ہوا یہ کیا

دعا دو اپنی پیری کو بنے تم پارسا دیکھو
تمھاری وضع آگے اے ظفر کیا تھی ہوا یہ کیا

دیگر

یوں تیرے ہجر میں دل مضطر ہے لوٹتا
جیسے کہ ذبح ہو کے کبوتر ہے لوٹتا

کیا کہدیا ہے کان میں باد بہار نے
مارے ہنسی کے گل جو زمین پر ہے لوٹتا

۱۵

تصور رخ روشن قمر پہ باندھ لیا [illegible]
[illegible] بجائے سپر باندھ لیا
وہ آدمی تھا [illegible] پہ باندھ لیا
[illegible] اور اوسکو دریہ باندھ لیا
اُسے کہ جسنے ہے طوفان ظفر پہ باندھ لیا

دیگر

کی اگر تونے وہ ساقی قتل کی تدبیر ساتھ [illegible]
جان کو ساتھ [illegible]
یون تو آ [illegible] ہین وہ کشتہ خاطر
تجھ مین [illegible] گردش دل ہے جو تاثیر ساتھ
روز بیجانی [illegible]
کبھی [illegible] گردش تقدیر ساتھ

چمن مین جا کبھی جب اے ظفر وہ رشک چمن +
تو اوسکو دیکھکے ہے باغ باغ گل ہوتا

جب آکے میرے قتل کو قاتل اُلٹ گیا
مضطر ہوئی یہ سُنکے قضا دل اُلٹ گیا

آتا نظر ہے یون فلک سبز واژگون
جیسے ہو جام زہر ہلاہل اُلٹ گیا

جان اولٹی پھر گئی مرے اگر لبون تلک
یہ آکے راہ رو سر منزل اُلٹ گیا

عاشق کے دل کو یہ ترا مار سیاہ زلف
بس کاٹتی ہے جو رو شمائل اُلٹ گیا

ساقی مثال شیشہ مرے روتے رو آج
دم میرا ہین ترے سر محفل اُلٹ گیا

عالم وہ کیا عمل نہو جسکا کتاب پر
بیفائدہ [illegible] یو ہین جاہل اُلٹ گیا

بتیابیون سے دل کی پس از مرگ اے ظفر
سنگ مزار عاشق بیدل اُلٹ گیا

دیگر

جب اُسنے ناز سے تیغ کمر پہ باندھ لیا
قضا نے میر الکفن اپنے سر پہ باندھ لیا

یہی علاج تھا پٹی کی جا ترا رومال
اوٹھا کے ہمنے جو زخم جگر پہ باندھ لیا

یہ کہدو شمع سے گلگیر چھوڑنے کا نہین
ارادہ اُسنے ترے تاج زر پہ باندھ لیا

ترا ہے تار نظر بھی عجب کمند بلا
کہ تونے اُسکو چڑھا جو نظر پہ باندھ لیا

گذر ہو کیونکہ مرا وہان کہ جینے گون نے
عزیز و میرا ہی اُس رہگذر پہ باندھ لیا

[illegible]

مطلع ثانی

بیٹھ کے مثل کف پا اُٹھیے نہ اُس کے کوچے سے
کچھ ہی ہووے اب تو ظفر یہ دل مین ہمنے ٹھان لیا

اگر بے پردہ ہمسے وہ بت کافر ادا ہوتا
بیشتر ہمکو دنیا ہی مین دیدار خدا ہوتا

چھپاتا مجھسے زیر زلف تو کیون جمال رخ اپنا
ستارہ گر مرا چمکا ہوا اے مہ لقا ہوتا

اگر تھوڑا سی چھین بھی نمک مین ہے پیکر قاتل
لگا دیتا مرے زخمون کے منھ کو کیا مزا ہوتا

خدا سے ڈر نہ کر ہم پر روا جور و ستم اپنے
کہ ظالم دل ستانا ہی غریبون کا برا ہوتا

نہ ملتا اسطرح مین خاک مین گر تیر جانب سے
نہوتا تو مکدر دل ترا مجھسے صفا ہوتا

تری اس بیوفائی پر فدا ہوتی ہے جان اپنی
خدا جانے اگر تجمین وفا ہوتی تو کیا ہوتا

خطر ہو کیا اگر دشمن ہے میرا وہ بت کافر
نہین ای حضرت دل کچھ بھی بحکم خدا ہوتا

خدا نے خیر کی جلدی بجھائی آگ اشکون نے
وگرنہ سوز دل سے آج مین جل ہی گیا ہوتا

ظفر کچھ درد ہوتا ناصح بیدرد کو میرا
اگر درد محبت مین دل اسکا مبتلا ہوتا

دیگر

جبکہ مجھے اندیشہ عقبیٰ دنیا مین ہے بہلاتا
پھر تو بہلتا جی نہین میرا لاکھ طرح ہون بہلاتا

مطلع ثانی

نالہ کرون کیا سانس ہی لینی اب تو جی ہے گھبراتا
چشم تر مین کچھ اشک بہا کر دل کو ہون اپنے بہلاتا

دیگر

مطلع سوم

17

ہوا نصیب پدر کو پسر کا ہنگامہ

بڑھا ستارون کے تار نظر کا ہنگامہ

تمام دانش و فضل و ہنر کا ہنگامہ

بھیجے ہی قاصد کئی دن سے وہان بھیجا ہوا
آجتک آیا نہین کیا جانے اسکو کیا ہوا

مین اگر یہ جانتا تجھسے نکرتا دوستی
دوستی مین تیرے دشمن اک جہان میرا ہوا

آگ سے تو آگ اسطرح مجھپر نہوتا تھا کبھی
آج ہے آہ شعلہ خو تو کسکا بھڑکایا ہوا

مرگیا بیمار آ سکے نرگس بیمار کا
دوستو اچھا ہوا اچھا ہوا اچھا ہوا

دل کو سمجھا تو مرے ناصح اگر سمجھا سکے
مجھکو سمجھاتا ہے کیا ہو نہین تو سب سمجھا ہوا

درد اوٹھے رشک سے کیونکر نہ پہلو مین مرے
غیر کو دیکھون بغل مین جب ترے بیٹھا ہوا

وہ جو دل کی آگ تھی میری نہ ہرگز تجھ بجھی
گریہ اشکو بکار وان چشمو نسے اک دریا ہوا

تب کہا مین نے کہ کیجے دل کا سودا زلف سے
بولے برہم ہو کر وہ ہی کیون تجھے سودا ہوا

خیر تو ہے کیا ہوا بگڑی ہی کہین اوس یار سے
آج کیون تو اسے ظفر پھرتا ہے گھبرایا ہوا

جو مطلب ہے کتاب عشق مین سب یاد ہو جاتا
تری صحبت مین مجنون بیٹھکر اُستاد ہو جاتا

زبان جب بند ہی ہو جاتی ہے اپنے واسطے ورنہ
سخن ہی اپنا حق مین انکے جلاد ہو جاتا

قیامت کر بپا عاشق شوریدہ پر کیا کیا
اگر بیدار شب کو سُنکے وہ فریاد ہو جاتا

مرے نالون سے پتھر موم ہو جاتا ہے پر ظالم
ترا دل اور بھی ہے سخت اک فولاد ہو جاتا

خجل ہو جاتا ہے گل دیکھکر رخسار کو تیرے
ترا قد دیکھکر شرمندہ ہے شمشاد ہو جاتا

اگر دو چار ہوتے اور بھی مجھسے ترے مجنون
تو اسے وحشی نگہ دشت جنون آباد ہو جاتا

دیکھیے

[illegible]

غیر کے ہاتھوں سے پی تو نے شراب اچھا کیا
کھوئی میری آبرو روکے کوئی یار ہیں
کہتے ہیں کہنے دو اُسکے لوگ دیوانہ مجھے
شکوہ میں کس کس خرابی کا کروں تیرے دلا
ہوتا عیسیٰ سے نہ برسوں میں بھی چنگا یہ مریض
سوز دل سے رات دن ہیں آتش دوزخ میں ہم
اپنے ابرو پر بنایا نقطۂ خال سیہ سے
لگ گیا کوچہ میں اُس بیداد گر کے کیوں مجھے

رشک سے دل کو کیا میرے کباب اچھا کیا
تو نے رسوا مجھکو اے چشم پر آب اچھا کیا
یار نے مجھکو عنایت یہ خطاب اچھا کیا
جو کیا تو نے سوا ہے خانہ خراب اچھا کیا
اے اجل تو نے اے اکر شتاب اچھا کیا
عشق نے ہمکو گرفتار عذاب اچھا کیا
واہ وا کیا تمنے مطلع انتخاب اچھا کیا
یہ نہ تو نے اے دل پر اضطراب اچھا کیا

ٹکڑے ٹکڑے تو ہوا خط کی طرح قاصد مگر
جو کیا اُسنے ظفر اُس سے جواب اچھا کیا

حال غم لکھکر تجھے بھیجوں ہے تا گمراہ کیا
قامت رعنا کا تیرے جب سے ہے ہمکو خیال
بسکہ طرح چاہ زنخداں کی ہوئی ہر دلکو چاہ
لاغری سے عشق نے دیکھو لگائی پر مجھے
اُس پری کو دیکھکر دیوانہ یہ جو بنگیا
ہمسے گر تیغ آزمائی اب تجھے منظور ہے

تجکو اے بندے خدا کے ہے مری پرواہ کیا
دل سے نکلی ہے ہمارے ایک سیدھی آہ کیا
دیکھیں ڈانواڈول کرتی ہے اثر یہ چاہ کیا
اُڑتا پھرتا ہوں ہوا سے میں بہر گاہ کیا
بیٹھے بیٹھے ہو گیا دل کو ہمارے ناگاہ کیا
کر تو بسم اللہ دیکھے ہے اجل کی راہ کیا

[illegible]

ردیف الیای موحدہ

[illegible]

زبان ہے منہ مین ہمارے بھی پر ترے ڈر سے	ہمیشہ رہتے ہین ہم اے شوخ بدزبان ہین چپ
بہار ہو کہ خزان مثل بلبل تصویر	ترے فریفتہ اے رشک گلستان ہین چپ

ظفر نہین ہے اگر باغبان کا کچھ کھٹکا
تو آج کیون ہوے مرغان بوستان ہین چپ

ردیف التاء فوقانی

شانہ اُس زلف کو ڈالے ہے شکن مین انگشت	کون یون دیتا ہے کالے کو دہن مین انگشت
کر دیا فاختہ کو عشق مین انگشت نما	سرو نے اپنی اُٹھائی جو چمن مین انگشت
کرین اُس چشم مفتن سے اگر ہم چشمی	تو کرون چشم غزالان ختن مین انگشت
دیکھ اُس بانگ کو دانتو نکلے تلے انجم نے	کہکشان سے ہو دیا چرخ کہن مین انگشت
خونفشان ہے جو کسی پاے برہنہ کی خراش	کیا حنائی ہوئی ہر خار کی تن مین انگشت
پوچھے قاتل کو اگر کوئی تو کشتہ تیرا	دے اوٹھا تیری طرف اپنے کفن مین انگشت

دست نازک پہ ظفر اُسکے ہو بار سنگین
ہو اگر خاتم یاقوت یمن مین انگشت

دیگر

اللہ ری تری مشت کمان از سنگ چست	بیٹھا ہے جگر مین ترا ہر خدنگ چست
کیونکر بچاؤن جان کو مین چشم یار سے	باندھے کمر جو قتل پہ یہ خانہ جنگ چست

مطلع ثانی

کیا کہین اپنی مصیبت کو جدائی مین تری	ہم پہ ہر وقت گذرتا ہے مصیبت کا وقت

اس زمانہ مین ظفر مہر و محبت ہے کہان
ہے یہ وقت اور گیا مہر و محبت کا وقت

کیا غضب ہین تیز ظالم آرہ ہائے غم کو دانت	ہین یہ گر جائے جگر مین عاشق بدیم کو دانت
دُر دندان سے ترے نسبت نہین کیا رشک گل	گو وہان غنچہ مین ہون ہر گوہر شبنم کے دانت
عشق اوس آہو نگہ کا ہے قوی دست اسقدر	مارے گر منھ پر طمانچہ جھڑ پڑین ضیغم کے دانت
اس فلک کو دشمن عالم نہ مین کیونکر کہون	پیستا ہے یہ ہمیشہ سر پہ اک عالم کے دانت
کان کے بالے کے موتی اُلجھے بالو نمین نہین	ہین یہ اوس مار سیاہ زلف خم در خم کو دانت

سامنے آئے عدو گر عشق کے میدان مین
کھٹے کردون ایکدم مین اے ظفر رستم کے دانت

آشنا کون رہا جس سے رکھین ہم صحبت	نہ وہ ہمدم نہ وہ ہمدرد نہ وہ ہم صحبت
زلف کے چھیڑتے ہی ایسے ہوے وہ برہم	روش زلف پریشان ہوئی برہم صحبت
کم نصیبی یہ ہماری ہے کہ جو غیرون سے	اُنکا اخلاص بڑھا ہمسے ہوئی کم صحبت
کرتے کس لطف سے آپس مین ہین یہ سرگوشی	شیشہ و جام مین ساقی رہے جم جم صحبت
عشق مین ہین تو یہی اپنے مصاحب دو لوگ	ہم رکھین کس سے سوائے الم و غم صحبت
دیکھنا اوس رخ روشن پہ عرق کو قطرے	رکھتی کیا مہر درخشان سے ہے شبنم صحبت

ہو یکسر جو دل میں نہ زاہد کی صفائی
جب تک نہ کرے ریش کو زندہ نمیں صفاچٹ

ہے تار محبت بھی عجب رشتۂ نازک
جب دل میں کبھی چاوٹ ہوئی یہ ٹوٹ گیا چٹ

اچھے سے نہ کام اسکو نہ مطلب ہے برے سے
کر جاے ہے اک روز ظفر سبکو قضا چٹ

ظالم بلا سے سر کو تو اس مبتلا کی کاٹ
لیکن نہ بات غیر و نمیں باتیں بنا کے کاٹ

اے دل اوٹھا نہ ہاتھ محبت سے ہجر میں
دن جسطرح کٹیں یہ مصیبت اوٹھا کے کاٹ

ہمسر جو تجھسے گل ہو تو اوسکا جگر تمام
شبنم چمن میں دے ابھی ہیرا کھلا کے کاٹ

اے مار زلف یار مجھے کیوں نہ ڈسے ہے تو
چھیڑا اگر ہے دل نے تجھے اوسکو جا کے کاٹ

گن گن کے تارے کرتے ہیں ہم صبح اسطرح
دیتے ہیں رات ہجر میں اُس مہ لقا کی کاٹ

حاضر ہیں چار ون سینہ و دل جان اور جگر
جو رنگ کاٹ تیغ نگہ کا دکھا کے کاٹ

منظور کوہ غم کا ہے گر کاٹنا تجھے
نالہ کو اپنے تیشہ ظفر تو بنا کے کاٹ

جسوقت ترے تجھسے طرفدار گئے ٹوٹ
جو جو کہ ترے دلمیں تھے پندار گئے ٹوٹ

مطلع ثانی

اب تو ترے پیمان سبھی یکبار گئے ٹوٹ
آگے تو یہ تھا چار رہے چار گئے ٹوٹ

۲۷

ردیف الثاء مثلثہ

رات کو جاتے تھے تم غیر و نکے گھر سچ ہے کہ جھوٹ
چھپ گئے تھے آپ ہمکو دیکھ کر سچ ہے کہ جھوٹ

اونکے آنیکی سُنی ہے ہمنے اُڑتی سی خبر
اے صبا تو سچ بتا دے یہ خبر سچ ہے کہ جھوٹ

اپنا جلوہ تم دکھا دو سبکو تا معلوم ہو
ہم جو کہتے ہیں تمہیں رشکِ قمر سچ ہے کہ جھوٹ

کھینچتے ہیں آج اے دل اُنکو ہم اپنی طرف
دیکھتے ہیں جذبِ الفت میں اثر سچ ہے کہ جھوٹ

خط میں تو ہے سر بسر مضمون الطاف و کرم
پر خدا جانے لکھا ہے نامہ بر سچ ہے کہ جھوٹ

جبتلک جل بھن کے سر تا پا نہ میں ہو جاؤں خاک
کوئی کیا جانے مرا سوزِ جگر سچ ہے کہ جھوٹ

عشق میں جو حال ہے میرا نہیں اوسمیں خلاف
قصہٴ مجنون خدا جانے ظفر سچ ہے کہ جھوٹ

دیگر

قول بھی جھوٹ قسم بھی ہے بتِ گمراہ کی جھوٹ
جو کہے وہ اُسے جانو قسم اللہ کی جھوٹ

لوگ کہتے ہیں تجھے مہر وش و مہ رخسار
نہ تو یہ مہر کی ہے شکل نہ ہے ماہ کی جھوٹ

آشنا کون ہوا اور چاہے تجھے کون کہ ہے
روشِ الفت کی غلط طرز تری چاہ کی جھوٹ

سنگدل ہے یہ وہ پتھر کہ نہ ہو موم کبھی
ہوئی ذلیں تری تاثیر مری آہ کی جھوٹ

تم جو ہر بات پہ ٹھہراتے ہو جھوٹا کہیے
دیکھی بات آپنے کیا بندہ درگاہ کی جھوٹ

منہ سے لوگونکے یہ سنتے ہیں کہ آج آئینگے وہ
پر خدا جانے خبر سچ ہے کہ افواہ کی جھوٹ

سیل گریہ سے ہوئی خانہ خرابی ایسی	نہ رہا در کا پتا اور نہ دیوار کا کھوج
کوچۂ زلف میں گو شانہ پھرا سرگردان	نہ ملا پر نہ ملا میرے دل زار کا کھوج
جب ہوئی رخصت پرواز قفس سے ہمکو	کہ جو ڈھونڈھا تو نپایا گل گلزار کا کھوج
لاغری سے ہے یہ حالت کہ نہیں ہاتھ آیا	بستر غم پہ ترے عاشق بیمار کا کھوج
نہ وفا دیکھی نہ دیکھا کوئی خواہان وفا	نہ کہیں جنس کا پایا نہ خریدار کا کھوج

قطعہ

رفتہ رفتہ روش چشم نشان کف پا	مٹ گیا ہے ترے حسرت کش دیدار کا کھوج
زلف کافر تری برہم زن اسلام جو ہو	نہ رہے دین کا نشان اور نہ دیندار کا کھوج

یوں گیا دل سے گذر تیر ظفر اوسکا
کہ نہ پیکان کا ملا اور نہ سوفار کا کھوج

ہوا ہے عہد میں ظالم ترے جفا کا رواج	کہاں ہے رسم محبت کہاں وفا کا رواج
جو دیکھیں خون سے بھرے ہاتھ اس نگار کے سرخ	تو گلرخوں میں نہ ہرگز رہے حنا کا رواج
ترا مریض کرے کیا کہ درد فرقت میں	نہ ہے دوا کا رواج اور نہ ہے دعا کا رواج
جھکا رہی ہے جو یوں چشم سرمگین نرگس	ابھی ہے کچھ چمن دہر میں حیا کا رواج
کرے نہ کیونکہ وہ عاشق کا پائمال خون	کہ جانتا ہی نہیں ہیں خون بہا کا رواج
بدن پہ سمجھے ہے مجنون برہنگی کو لباس	دیا جنون نے اٹھا جامۂ قبا کا رواج

خواہش بوسہ ہے اس تیرے لب شیرین سے مجھے
ای شکر لب نہیں ہم قند و شکر کے محتاج

نور افزاے بصر جبکہ ہین تیرے رخسار
وہ نہیں روشنی شمس و قمر کے محتاج

یا کبھی رہتے تھے گلشن ہی مین یا ہیں
ہم قفس مین ہین صبا گل کی خبر کے محتاج

اشک لخت و جگر اپنے ہین جو یہ دامن مین
انکے دولت نہیں ہم لعل و گہر کے محتاج

جو تری تیغ غم عشق سے ہون سینہ سپر
وہ بجز داغ جگر ہون نہ سپر کے محتاج

چشمہ و دجلہ و جو بحر و سحاب نیسان +
اے ظفر سب ہین مرے دیدۂ تر کے محتاج

ہین ترے شیفتہ مال نہ زر کے محتاج
بھوکھے اک ناز کے ہین ایک نظر کے محتاج

جنکو بوسہ ہو میسر لب شیرین کا ترے
اے شکر لب وہ نہوں قند و شکر کے محتاج

دیجیے کسکے بھروسے پہ دل اپنا اسکو
نالہ و آہ تو دونوں ہین اثر کے محتاج

سامنے تیغ غم یار کے سر باز وفا
ہون بجز داغ محبت نہ سپر کے محتاج

اشک لخت جگر اپنے کی بدولت عاشق
ہون نہ دنیا مین کبھی لعل و گہر کے محتاج

نکہت گل کی روش ہے جو خانہ خراب
وہ مسافر نہیں اسباب سفر کے محتاج

دل سے ہے دل کو ظفر راہ نہو گی ہر گز +
انکے ہم اور ہمارے وہ خبر کے محتاج +

ردیف الجیم فارسی

مطلع ثانی

گل جو پھولے نہیں جامہ مین سماتے ہین صبا	آیا کیا باغ مین وہ غیرت گلشن سچ مچ
ابھی مر جاؤن اگر مجکو یقین ہو کہ وہ شوخ	آئیگا گور پہ میرے پس مُردن سچ مچ
یون ہلی زلف ہوا سے کہ ڈرا مین وہ ہین	کاٹ کھائیگی ابھی اُڑکے یہ ناگن سچ مچ
جب مسی سے ہوے رنگین لب نازک اُسکے	برگ گل بنگئے برگ گل سوسن سچ مچ

قشقہ ماتھے پہ ہے زنار گلے مین ہے ظفر
بنگیا عشق مین اُس بت کی برہمن سچ مچ +

نقاش نقشہ کھینچ سکے اُسکا گر تو کھینچ	کیا کھینچتا ہے دیکھین وہان کمر تو کھینچ
کیون کھینچتا عبث ہے دلا آہ بے اثر	گر جانتا ہے کچھ بھی ہے اسمین اثر تو کھینچ
قمری پہ کیا کریگا ستم اور عشق سرو	ڈالا گلے مین طوق دیا دار پر تو کھینچ
بولیگا اوسکے سامنے اے غنچہ منہ ہے کیا	باہر تو اپنا جیب خجالت سے سر تو کھینچ
کیون دیر کر رہا ہے اگر میرے قتل پر	تلوار تونے باندھی ہے اے فتنہ گر تو کھینچ
کھتا ہے جذب شوق کہ مین کھینچا ہون یہان	اوس تنگ دل کو لاکے کبھی ادھر تو کھینچ

ایسے نہین ہین وہ تو چلے آئینگے ابھی +
تو اونکا انتظار ظفر دو پہر تو کھینچ +

دیگر

ردیف الحاء المہملہ

گرچہ بچا نہیں یار مری سو کسی طرح
پر ایک سے نہ دل کی بچھے لو کسی طرح

تا حسن میں تیرے پاؤں کے ہمسر نہو سکے
اے مہروش فلک پہ مہ نو کسی طرح

ہر چند ہے نصیب پہ موقوف وصل یار
پر چھوڑیے نہ اوسکی تک و دو کسی طرح

اوس رنگ گندمی کا دلا آدمی ہے شوق
جبتک ہے زندہ کم نہو یہ جو کسی طرح

مانیں نصیحتیں کہو کس کس کی ناصحو
وہ کہتے ہیں کسی طرح اور سو کسیطرح

ہیں ضبط گریہ کرتا ہوں سو سو طرح مگر
اشکوں کی میرے تھمتی نہیں رو کسیطرح

خورشید وار جسکے ہیں دل روشن اے ظفر
پڑ جائے اونکا مجھپہ بھی پرتو کسی طرح

دیکھو اوس ابرو کی جو تصویر کو اچھی طرح
پھر مبصر دیکھیے کب شمشیر کو اچھی طرح

بن پڑھے خط پرزے پرزے یکقلم تمنے کیا
پڑھ تو لینا تھا مری تحریر کو اچھی طرح

دیکھا جب گردش کو تیری چشم کی آفت گر
ہمنے جانا گردش تقدیر کو اچھی طرح

اپنی کیا اچھی عمارت پر ہو نازاں غافلو
دیکھ لو اگلوں کی یہاں تعمیر کو اچھی طرح

کاتب قدرت نے گرد اوس مصحف رخ کی لکھا
کیا ہے خط خوب سے تفسیر کو اچھی طرح

دل سے گھر اچھا نہیں ہے گو کوئی ہو دلکشا
بیٹھنے دے آہ میں اپنے تیر کو اچھی طرح

ہو رہینگے تار بھی مانوس اتنے جنون
پاؤں پڑنے دے مری زنجیر کو اچھی طرح

ہو جو تجھے منظور ہے کرنا وہی پر ایکبار
سنتو لے ظالم مری تقریر کو اچھی طرح

مجنون کے جو قدم بقدم اک طرح پہ ہو | رکھے کبھی نہ اپنا قدم دوسری طرح

قطعہ

یکبار اک طرح پہ نہین لکھے کوئی حال | گر خط کرے دوبارہ رقم دوسری طرح
ہاتھ اوسکا قطع ایک تو ہوا ایک طرح پر | اور وہ دوسرا جو ہاتھ قلم دوسری طرح

جب اک طرح پہ چڑھتے نہین دم پہ وہ ظفر
دمباز اونکو دیتے ہین دم دوسری طرح

کیون لینگے اب وہ مجھسے گنہگار کی صلاح | دس پانچ دن سے اور ہے دوچار کی صلاح

مطلع ثانی

اوسکے خلاف کب ہو دل زار کی صلاح | دل کی وہی صلاح جو دلدار کی صلاح
کافی ہے اک نگاہ تری میرے قتل کو | دینے کا مین نہین تجھے تلوار کی صلاح
رکھینگے ہم خیال خط سبز کا ترے | ہم زخم دل پہ مرہم زنگار کی صلاح
امکان کیا کہ آئے وہ میری طرف کبھی | جبتک کرے نہ اپنے طرفدار کی صلاح
برگشتگی بخت کا دیکھو مرے اثر | یہان آتے آتے پھر گئی اوس یار کی صلاح
مرجائیے نہو جیے منت کش مسیح | اتنو یہی ہے اس دل بیمار کی صلاح
ناصح ترے کہے پہ عمل مجھسے کیون کہ ہو | دیوانہ کیا جو مانے ہشیار کی صلاح

۳۳

ردیف الحاء مہملہ

چھپی مژہ کی جو بخت دل خراب مین سیخ
دیکھائی دی وہ پروئی ہوئی کباب مین سیخ

ہمیشہ نان بز آسمان کے ہاتھون سے
خط شعاع کی ہے قرص آفتاب مین سیخ

نشا بغیر گزک بے مزا ہے اے ساقی
کباب کیا ہو کہ خالی دھری ہے تابہ مین سیخ

تری نظر سے جو دیکھے تجھے وہ آمہوش
تو کردے آہ مری چشم ماہتاب مین سیخ

یہ دیکھو شعبدہ برق کرکے آگ مین لال
لپیٹ دیتی ہے کیا چادر سحاب مین سیخ

کباب واسطے اوس خوش دماغ کے لگاے
نہ دھو کے پہلے کبابی اگر گلاب مین سیخ

بندھا خیال کبابون کا رات کو جو ظفر
تو کہکشان بھی لگی نشۂ شراب مین سیخ

ہے اوسکی چشم کی گردش سے آسمانکو چرخ
اور آسمانکی گردش سے ہے جہان کو چرخ

فریب اوس رخ روشن کے دیکھکر گردش
فروغ دے نہ مہ و زہرہ کے قران کو چرخ

بتون کے ہاتھ سے لٹوا ہے ہر زمانہ مین
ہمارے دین کو ایمان کو دل کو جان کو چرخ

کرے نہ جلوۂ شام و شفق پہ ناز اتنا
جو دیکھ لے ترے رنگ مسی و پان کو چرخ

ہزار قصر و محل ہون تو دے مٹا آخر
مثال نقش کف پا ترے نشان کو چرخ

عجب نہین ترے ابرو کے سامنے دل سے
اوتار دے مہ نو کی اگر کمان کو چرخ

نہین یہ کاہکشان گرمی فغان سے مرے
نکال دیتا ہے منہ سے ظفر زبان کو چرخ

تشبیہ دیتی روے عرقناک کو ترے میرے وفور گریہ سے ہالہ کو ماہ کے	نزدیک میرے ہے گل سیراب سے بعید نسبت نہین ہے حلقہ کو گرداب سے بعید

میرے گلے سے اونکو لگا دین جو عید کو
ہے کیا ظفر عنایت احباب سے بعید

پھانس الفت کی نہ اے دل دیکھ نشتر سے کرید دیکھ تو کتنے نکلتے ہین ترے پیکان تیر جب ذرا بھرنے لگی ہے پاے مجنون کی خراش مل گئے ہین خاک مین کتنے ہی تیرے ہاتھ سے ہاتھ آتا ہے نصیبون سے دفینہ اے حریص ناخن حسرت نے چھیلا سینہ باہر سے مرا	ڈھب نے تو سوزن مژگان دلبر سے کرید میرے سینہ کو ذرا تو نوک خنجر سے کرید دے ہے نوک خار صحرا پھر نئے سر سے کرید پر نہین کرتا کوئی ظالم ترے ڈر سے کرید خاک تو بیفائدہ مت خواہش زر سے کرید کاوکاو غم نے ڈالا دل کو اندر سے کرید

خاک مین میری دبی ہے آتش دل اے ظفر
گر نہو باور تو کہدو اوس ستمگر سے کرید

رہے ہے دل مین محبت کے شور و شر کا فساد جلایا آہ کے شعلہ نے خیمۂ افلاک لڑائی جھگڑا مین اور اوسمین ہے مفسد دونکے سبب بشر نہ جانیے شیطان ہے وہ فساد انگیز	مٹے گا دیکھیے یارب یہ کیونکہ گھر کا فساد بڑھا ہے دیکھو تو کیا سوزش جگر کا فساد نہ ہے ادھر کا فساد اور نہ ہے اودھر کا فساد ہمیشہ کام ہے دنیا مین جس بشر کا فساد

برق خندان ہے ابر گریان ہے
کوئی یان شاد ہے کوئی ناشاد
دیکھکر حال بید مجنون کا
آیا صحرا مین ہمکو مجنون یاد
ہم ہوے خاک عشق مین تیرے
ہو گئی بلکہ خاک بھی برباد
دیا اپنا دل ظفر ہے
اوس ستمگر کو ہر چہ بادا باد

ردیف الذال معجمہ

لکھوں اس مہ جبیں کو میں جو وصف عارض روشن
تو ہمسر نور میں ہو ماہ پر تنویر کا کاغذ

لکھا میں چاہتا ہوں شکوہ اوسکو سرد مہری کا
مرے نامہ کو قاصد چاہیے کشمیر کا کاغذ

ظفر مضمون چاک سینہ نے تاثیر کی آخر
کیا ہے چاک اوسنے عاشق دلگیر کا کاغذ

لکھنے بیٹھا جو نقشہ میں مے شرابی کاغذ
تو کیا بادۂ گلگون سے گلابی کاغذ

کیا عجب چاک کرے رشک سے حسن خط کے
سو کتابوں کے ترا روے کتابی کاغذ

اپنے دل سوز کا انگارہ نہ رکھ افسوس
یوں وہ سیکتش سر دوکان کبابی کاغذ

نامہ بر تو مرے کاغذ کو چھپا کر لیجا
مجکو ڈر ہے کہ نہ لائے یہ خرابی کاغذ

عشق نے جب سے دیا ہے مجھے دیوانہ خطاب
کوئی میرا نہیں بے مہر خطابی کاغذ

بن پڑھے اوسپہ مرے گریہ کا مضمون کھلجائے
نامہ بر ہو مرے نامہ کا جوابی کاغذ

کیا عجب گر اثر شوق سے میرے اوڑ کر
اے ظفر پہونچے کبوتر کا شتابی کاغذ

جبکہ درپردہ کہیں سے لگے آنے کاغذ
اونکو ناچار پڑے سب سے چھپانے کاغذ

جوش گریہ کا برا ہو کہ ترے نامہ کو
دیا آنکھوں سے بھی ہمکو نہ لگانے کاغذ

جتنے خط میرے گئے شوخ کماندار کے پاس
اوسنے تیروں کے بنائے وہ نشانے کاغذ

یہ نوشتہ کی ہے خوبی کہ وہاں پہونچایا
نہ کبوتر نے ہمارا نہ صبا نے کاغذ

اُٹھا کر آج میری مجلس دل سے ہی چلا تھا وہ
ظفر کہنے سے اپنے دوستونکے اسنے دے دی پر

تمھاری گالیان کھاتا ہوں میں ہوکے لالچ پر
مری اک بات سے بھی تم جو کٹتے ہو خدا جانے
کھچا کھچ بھر دیے ہیں عشق نے دلمین غم و حسرت
سفارش لاکھ پر ہیچ گر کرے کوئی نہیں سنتا
کہا سب نے مرے دل کو کہ پیچ پر مار گیسو
چمن کو یاد کر کر ہم قفس میں یا ہیقدر رنج کے

کہونگا سچ یقین ہو یا نہو تمکو مرے سچ پر
لگے ہے آپکا دل کسطرح اور ونکی کج کج پر
نہیں ہوتی ہے نیت سیر دل کی اس کھچا کھچ پر
وہ ظالم جبکہ آجاتا ہے اپنی بات کی پیچ پر
بچا ہے گر نہ یہ شامت کا مارا اتنی پیچ پیچ پر
کہ بازو ٹوٹ کر دہ ہون ہوکے لوہوین غم پیچ پر

ظفر دل کا محل مضبوط ہوتا ہے تو ہمت سے
نہ موقوف اسکا استحکام چونہ پر ہے نہ گچ پر

کیا عجب جسنے کہ مارا دل غمناک میں تیر
سرکشی ہے سزا تیری یہی ہے گردون
انکو انجم نہ کہو آتے ہیں سوفار نظر
کس کمانداز کی شست میں ہے اندازی
جو کہ دنیا میں ہیں آلودہ پکاوش ہے آہن
دیکھنا جذبہ محبت کہ نہ نکلا ہرگز

تو وہ نبواسکے لگا ہے وہ مرے خاک میں تیر
کہکشان دیتی ہے ہر شب جو تری ناک پہ تیر
بیٹھے آہونکے مرے سینۂ افلاک میں تیر
کو سون ہم سہتے ہیں خس و خاشاک میں تیر
ہے ہر اک رونگٹا گویا تن ناپاک میں تیر
رہ گیا ٹوٹ کے اوسکا دل صد چاک میں تیر

نظر ہین وجہتون کو ہوش ہاہتاب کہان
عجب طرح کا ہو داماں کو وہ داغ کا نور
وہ ماہ رو جو ہو تو اوس سے چاند کی شمع بھی
زیادہ ہو وسا ہو شمع فروزان داغ کا نور
ظفر سخن کی ہر سار روشنی ہے خیال ہے
نگاہ دیدہ یاران خوش دماغ کا نور

دیگر

جو دل ہین رکہے اور کہا ہو نہ جبان اور
ہر بات پہ اوسکے ہو مجہے کیون نہ گمان اور

مطلع ثانی

دن اور ہے سکرات اور زمین اور زمان اور
رہتا ہے ہین رفتہ رفتہ جہان ہے وہ جہان اور
یکبارہ ہے تو دل وجان ہے وہ دونون
ایک بار ہی دین ہم کہ نہ دل اور نہ جان اور
وسا جام پہ گر جام پلا مجہے ساقی
ہین بس دو کہون شرم سے جاون کہان اور

۴۰

خنجر ہو ترا حلق پہ سینہ ہین ترا تیر حیران رہے خود صورت تصویر مصور	یون چاہیے کہچنی تری نخچیر کی تصویر کہینچے اگر اوس عالم تصویر کی تصویر

قربان ظفر ہین قلم شوق کے اپنے
کہینچی ہے مرے دل پہ مرے پیر کی تصویر

عشق ہین کیونکر جبین ہم اپنا سینہ کوٹکر واہ وا کیا صانع قدرت نے آنکہونمین تری	جبین ہے کہا جاتا ہین ہیرے کا نگینہ کوٹکر بہر دیئے موتی ہین اے ماہ شبینہ کوٹکر
تیغ ہمسر تیرے ابرو کے نہ کوئی بن سکے ہاتہ ٹوٹین محتسب تیرے کہ تونے سنگدل	تیغ گر رہ جاتی ہین لوہا بے قرینہ کوٹکر ریزہ ریزہ کر دیا پتہر سے مینا کوٹکر
گر کبہی ہو وصل کی یکشب تو ہم اسکے عوض پارہ پارہ کر دیا سنگ ستم سے ہر ستم	دن گذارین چہاتی اپنی اک مہینا کوٹکر اے پریرو تونے دل کا آبگینہ کوٹکر

ظالم بدچہرہ ہر سے کیا نقصان شریفون کو ملے
کب گہٹائے قدر زر لوہا کمینہ کوٹ کر

وہ ہر فروغ محبت سے دل کے داغ کا نور پڑے شراب ہین گر عکس وہی ساقی کا	نہ پہونچے شمع کا نور اسکو نہ چراغ کا نور تو آفتاب سے مہتاب ہو ایاغ کا نور
نظر لگائے اگر اوسکے خال عارض کو خجل چمن ہین ہو کیا روشنی صبح بہار	تو یہ دعا ہے کہ اوڑ جائے چشم زاغ کا نور جو دیکہے چہرہ خوبان رشک باغ کا نور

ردیف الراے ہندی

مین نہین کہتا کہ دل تونے لیا جان تو چھوڑ	پر خدا کے لیے کافر مرا ایمان تو چھوڑ

مطلع ثانی

بیڑیان چھوڑ نہ پر زلف پریشان تو چھوڑ	دولت حسن پہ تو کوئی نگہبان تو چھوڑ
اسقدر دست درازی نکر اے دست جنون	چھوڑ ثابت نہ اگر جیب کو دامان تو چھوڑ
کرتے دنیا کو ہو سامان عبث تم اتنا	غافلو جاؤگے یان کا یہین سامان تو چھوڑ
جنبش ابروے پرخم سے دل بسمل پر	ہاتھ اک کھینچکے شمشیر صفاہان تو چھوڑ
ہوگی اوس حورلقا پر جو پری دیوانی	اور اگر کچھ نہ کرے گی وہ پرستان کو چھوڑ
تیر ثابت تو نچھوڑا کوئی دل مین تونے	پر جگر مین کوئی ٹوٹا ہوا پیکان تو چھوڑ
دل کہو تو ہے مرا جال مین زلفون کے ترے	تو نچھوڑ اسکو اگر سمجھے ہے گردان تو چھوڑ
شیوۂ آہ و فغان مجھسے یہ چھوٹے کیونکر	روش آن و ادا اپنی تو اک آن تو چھوڑ
جب کہا مین نے کہ چھوڑ دنگا نہ مین آج تمہین	لگے کہنے کہ ذرا پردۂ دالان تو چھوڑ

لے گئے ساتھ ظفر سب وہ مرا صبر و قرار
لیکن البتہ گئے حسرت و ارمان تو چھوڑ

ردیف الزاے معجمہ

یون ہوا دل مین مرے یار کا پیکان عزیز	جسطرح آیا ہو گھر مین کوئی مہمان عزیز

قاصد کا کچھ خوشی سے ہے اوسکا خرام تیز

مطلع ثانی

[illegible]

کبھو سست آئے ہے قاصد کبھو تیز
ہزار آتش زبان دشمن ہین لیکن
ظفر سب پر ہے وقت گفتگو تیز

دیگر

معلوم نہین نامہ مین ہے کیا رقم تیز
سست آئے کہ تیز آئے مری آنکھ ہو نہ تیز
سب حال کہے دے ہمرا ابن کہے سب ہے
اس عاشق شیدا پہ ستمگر نہ روا رکھ
جو دیکھے تجھے یہ کہے واللہ نہ دیکھا

جو نامہ بر آتا ہے اوٹھائے قدم تیز
نہ مجھکو غم سست ہے اے دل نہ غم تیز
کندی حواس اور یہ ہر لحظہ دم تیز
یہ سستی الطاف اور اتنا ستم تیز
بجانا نہ گرم ایسا نہ ایسا صنم تیز

سرکش ہو عدو گر سر میدان کتابت
ہو خنجر تیز اے ظفر اپنا قلم تیز

گیا ہے ہجر کا دل سے غم و ملال اک روز
امید وصل میں ہے ہو گیا وصال اک روز
اگر نہ آیا وہ دو چار روز کب ہو گا
بغیر اوسکے مجھے ہے ہزار سال اک روز

کر تو خوشی سے حرف و حکایات چند روز
دنیا مثال فاحشہ جاتی ہے جسکے پاس
تو جانے گرم و سرد زمانہ کو اسلیے
بیٹھا ہے اعتکاف مین کیا زاہد و نکی طرح
ہو جلد ہوشیار کہ جاتے ہین ہاتھ سے
کچھ لطف زندگی کا اگر ہم اسی مین ہے

اے یار پھر کہان کہ یہ ہو بات چند روز
رہتی ہے اوسکے پاس یہ بد ذات چند روز
گرمی کبھی ہے اور کبھی برسات چند روز
تو اوٹھ کے کر لے سیر خرابات چند روز
غافل نشاط و عیش کے ہیہات چند روز
ہے یہ جو دوستونکی ملاقات چند روز

فرصت بہت ہے کم ہے غنیمت سمجھ ظفر
ہنس بول کر بسر ہو تو اوقات چند روز

کرے ہے کسلیے تلوار تو تیز
نظر کیا کم ہے تیری جنگجو تیز

[illegible]

دیگر

[illegible]

غیر سے آہستگی میں بات کرنی پیار سے
اور ہم سے بولنا یون ہو بہت خود کام تیز

جوش وحشت میں ترے مجنونکو یہ پروا نہین
خار زیر پا ہین صحرا مین ہر ہر گام تیز

گرمی رخسار تیری ہے قیامت زیر زلف
اسقدر ہوتا نہین خورشید وقت شام تیز

بوسہ مانگو تو طبیعت اوسکی ہو جاتی ہے کُند
اے ظفر ہو جاے ہو دینے کو وہ دشنام تیز

یون ہے ذقن پہ زلف شکن در شکن دراز
چاہ عمیق کے لیے جیسے رسن دراز

عاشق کو تیرے ہوگا نہ آرام جیتے جی
جا کر کریگا پانون وہ زیر کفن دراز

ناحق زبان شمع نہ گلگیر کاٹتا +
کرتے نہ وہ زبان جو سر انجمن دراز

بارے کیا وہ تیشۂ آخر نے مختصر
تھا جو کہ قصہ عشق کا اہ کوہکن دراز

بارے ہو بے زبان دہن زخم لاف عشق
یہ تو زبان دراز نہین ہے دہن دراز

تشبیہ اوسکو دون قد موزون سے کیا بھلا
اے رشک گل ہے قامت سرو چمن دراز

جانے دے تو نہ چھیڑ ظفر ذکر زلف یار +
ہو جائیگا زیادہ وگرنہ سخن دراز +

ردیف السین مہملہ

آتش کے آنسوؤن سے مژگان تر کا عکس
خورشید چرخ ہو کے داغ جگر کا عکس

الا ہے پردہ ماہ جو دیکھے شب چاندنی
پانی مین رقص کرتا ہو کیا کیا قمر کا عکس

کیا ابر نو بہار ہے ساقی نسیم خوش
رکھی ہے دیکھ دوش پر اپنے گلیم خوش

خوش آئی بوی مشک کسی جیب باغ سے
اوس زلف عنبرین کی بھری ہو شمیم خوش

ان تیر مر خوشون کے لیے کوئی میفروش
آب و ہوا کہ خوش ہے ہو ساقی نعیم خوش

تیرے مریض عشق کو مرنے کی ہے خوشی
دیکھا سوائے اسکے نہ کوئی سقیم خوش

گر ہو پسند اے مہ پردہ نشین تجھے
ہے چشم منتظر مری خوش دل حریم خوش

بیت الحزن مین یار ترے غمزدونکے پاس
ہر داغ ہمنشین جو خوش ہو غم ندیم خوش

جو ہے یہان مسافر ناخوش ہے اے ظفر
پایا نہ اس سرا مین کوئی بھی مقیم خوش

تمکو ہے بوسہ دل اپنا دون چہ خوش
تم ہو خوش مین واہ ناخوش ہون چہ خوش

مین خوشامد بھی اگر اوسکی کرون
ہوکے وہ ناخوش کہے ہے یون چہ خوش

ہے وہ جانان دشمن جانی مرا
دوست اپنا اوسکو مین جانون چہ خوش

تو ہے خوش خوش وہان غیرونمین مے
کھاؤن مین یان رشک سے افیون چہ خوش

اٹھ گیا جو پاس کرکے غیر کا
اوسکو پھر مین پاس بٹھلاؤن چہ خوش

وادی وحشت مین میری طرح سے
خاک اوڑائے تو بھی اے مجنون چہ خوش

وہ خطاوارون مین ٹھہرائین مجھے
اونکو مین خط لکھ کے بھجواؤن چہ خوش

ہون وہ مثل زلف برہم اور مین
اونکی زلفونکی بلائین لون چہ خوش

اے ظفر دامن سے اوس سفاک کے
کوئی دھو ڈالے ہمارا خون چہ خوش

رکھتے ہیں ذلت روا اپنی جو دنیا میں حریص
یہ قصور اونکا نہیں ہے اے ظفر تقصیر حرص

سب آفتیں تمہاری ہیں پر الفت علی الخصوص
سب غم ہیں سخت پر غم الفت علی الخصوص

ہر ناز و غمزہ اوسکا قیامت سے کم نہیں
اور پھر وہ جلوۂ قد و قامت علی الخصوص

کرتی ہے چشم یار جب ایمائے قتل عام
ہوتی مرے طرف ہے اشارت علی الخصوص

ہے صاف جوش عشق میں نقصان آبرو
اور پھر یہ اوسمیں گریہ کی شدت علی الخصوص

ہم وحشیوں کو چین سے وحشت بٹھا چکی
اور اُس نگاہ چشم کی وحشت علی الخصوص

سب اونکے ناپسند مضامین دوستی
اور ہیں اُن دشمنوں کی شکایت علی الخصوص

جتنے کہ شیوہ خوب تھے دنیا سے اٹھ گئے
اور اے ظفر طریق مروت علی الخصوص

ردیف الضاد معجمہ

رکھتا نہیں ہے ہمسے جو وہ بیوفا غرض
تو ہم بھی بیغرض ہیں ہمیں اوس سے کیا غرض

ہم اونکے ملتجی ہوں نہ کیوں وصل کے لیے
دنیا میں کب نکلتی ہے بے التجا غرض

مطلب نہ ظلم سے ہے نہ تیرے ستم سے کام
ہمکو وفا سے اپنی ہے اے پر جفا غرض

کام اپنا ہو گیا تنگ یار سے تمام
اب تجھسے کیا رہی ہے ہمیں اقتضا غرض

ناحق بناؤں اپنے لیے اور مدعی
کیوں جاؤں میں وہاں مجھے کچھ مدعا غرض

میری باتون مین اگر ہوئے نہ بو الفت کی
کچھ ہوا ایسا کہ قرار آئے دل مضطر کو
دل ہو سینہ مین نشانہ کہ جگر تجھکو کیا

تو پھر اُس شوخ کو کیا ناکہ چڑھانے سے غرض
نہ غرض خط سے نہ قاصد کے ہو آنے سے غرض
اے کماندار تجھے تیر لگانے سے غرض

وسکے دل اپنا اوسے ایسے ہوسے بے پروا
ہم نہین رکھتے ظفر ایک زمانہ سے غرض

ردیف الطاے مہملہ

کس کس کے نام آئے ہین اُس عشوہ گر کے خط
ہین آج دونون ہاتھ مین نامہ بر کے خط

مطلع ثانی

دلوادے یاد کوئی اُنھین یاد کر کے خط
تکیہ تلے وہ بھول گئے میرا دھر کے خط

تابان ہین نور عشق سے مثل خطوط مہر
ہین گرد جو نہون کے داغ جگر کے خط

کرتا ہے کہکشان کو شب تار مین خجل
اُس مہ جبین کے مانگ کا بالون مین سر کے خط

سو ٹکڑے دل کے ہوگئے پر جسم پر نہین
ظاہر پڑا نہ وار سے تیغ نظر کے خط

حال اپنا لکھ کے آئے جو رونا کبھی مجھے
بہ جاے جوش گریہ سے اوس چشم تر کے خط

تاثیر کچھ تو کی ہے مرے درد و آہ نے
آیا نکل جو رخ پہ ہر اُس سیمبر کے خط

ہے یہ خط کہ ٹکڑے نہ قاصد کرے اوڑا
پھینکا بلا سے قینچی سے اوسنے کتر کے خط

ہون لاکھ خوشنویس اگر خط نسخ مین
پر ہو کسیکا خوب خط سو ظفر کے خط

اونکی ظاہر آشنائی ہے فقط
ورنہ پنہان بیوفائی ہے فقط

کیون لڑائی آنکھ اُسنے غیر سے
مہرے اوسکے یہ لڑائی ہے فقط

دل کو سودا ہے جو غش ہے زلف پر
اوسمین کیا ہے کج ادائی ہے فقط

ہمکو کافی منزل مقصود تک
عشق ہی کی رہنمائی ہے فقط

جان تک دیگا جلا یہ سوز عشق
آگ ابھی دل مین لگائی ہے فقط

گر سخن مین عشق کی گرمی نہین
اے ظفر ہرزہ درائی ہے فقط

کیا لکھون قاصد اوسی شکونکی طغیانی مین خط
حرف مٹجائینگے سارے بھیگ کر پانی مین خط

ہو لکھا تقدیر کا معلوم کس عنوان ہمین
وہ پڑھا جاتا نہین ہو جو کہ پیشانی مین خط

قتل کرنے کو ہمارے کام نہین شمشیر سے
ہمدم ہون سرمہ کا چشم دلبر جانی مین خط

کیا قبا ہی پر اُتو ہے کام مجنون کو کہ ہین
ناخن دست جنون سے تن پہ عریانی مین خط

ہم ترے روئے کتابی کو ہین مصحف جانتے
ملتا ہی عارض کا تیرے خط قرآنی مین خط

بند ہو گیا ہی جب سے اوس زلف پریشان کا خیال
ہم شکستہ لکھتے ہین اکثر پریشانی مین خط

صفحہ عالم پہ ہین جتنے سخندان اے ظفر
لکھتے ہین تیری غلامی کا سخندانی مین خط

ردیف الظائے معجمہ

٥١

ہمکو نہین رہی ہوس گل ہوای باغ
گل اشک خون مین ہین تہ دامن بجای باغ

دل اسقدر ہے بند غم ہجر مین کہ ہے
زندان سے تنگ تر مری حق مین فضای باغ

دو پہول بھی مزار پہ اونکے نہین خدا کے
لیکر رہین جنہون نے ہزارون بلای باغ

تا باغ ہم نہ پہونچے قفس ہی مین مر گئے
کہکر کے ہای ہای تہین ہای ہای باغ

منظور سیر باغ اگر ہو تو اب مجھے
داغون سے اپنے سینہ کی عاشق دکھای باغ

بھر جام ساقیا کہین جلدی کہ پھر کہان
یہ گل یہ سبزہ اور یہ ٹھنڈی ہوای باغ

وہ رشک باغ پاس نہین اپنے اے ظفر
کیا گل خوش آئے اور ہمین کیا خوش آئے باغ

تو نے جیسے کہدیا ہی بت پر فن دروغ
بات اگر سچ بھی تھی وہ تو گئی بن دروغ

دل کو یہ ڈس لیتی ہے جانتا ہون خوب ار ہے
مین نہین کہتا تری زلف کو ناگن دروغ

دوست جو سچے ہین ایک نہ باور کرین
باتین بنایین ہزار آن کے دشمن دروغ

ہو گے محبت مین تم جیسے نہ سچے کبھی
دیتی ہے ہمکو جتا آپکی چتون دروغ

گل کو ہے نسبت کہان اس ترے رخسار سے
بولتے شاعر ہین ای غیرت گلشن دروغ

لکھے کو تقدیر کے جانتے ہین ہم تو سچ
پوتھی مین جو ہی ترے ہے وہ برہمن دروغ

درد دل اپنا نہ کہہ تو ناصح بیدرد سے
جانتا ہے اے ظفر اسکو یہ ہے کودن دروغ

ہمسر نہ تیری ابروے پرخم سے بن سکے	گرچہ بنائے تیغ گرِ اصفہان تیغ +
یہ ماہ نو نہین ترے دورے مین ہے جبین	چمکا رہا ہے سر پہ مرے آسمان تیغ
میری نگاہ ہے وہ غضب دیکھکر جسے	خنجر تو الحفیظ کہے الامان تیغ +

لکھ بحر و قافیہ کو بدل کر ظفر غزل
تیزی مین تیرے ہے قلم دو زبان تیغ

او گل کے کرتی ہے دو ٹکڑے دلکے صاف ہے تیغ	تیری نگاہ کوئی قہر خوش غلاف ہے تیغ
سوال بوسۂ ابرو کیا ہے کب مین نے	جو مجھپہ کھینچتا وہ ہوکے برخلاف ہے تیغ
ہمیشہ سینہ بسینہ ہین ہم بھی سینہ سپر	اگرچہ سیلی وہ سینہ سے تا بناف ہے تیغ
الٰہی سرمۂ دنبالہ دار سے کس پر	یہ انکی چشم نے کھینچی پئے مصاف ہے تیغ
وہ چین دیکھکے ابرو پہ لا نہین سکتے	زبان پہ جوہر خوبی کی اپنے لاف ہے تیغ
ہر ایک غنچۂ گل کے لیے گلستا نہین	یہ تیری موج تبسم جگر شگاف ہے تیغ

ظفر ہو قدر سپاہی کی اس زمانہ مین کیا
ہر ایک باندھتا نداف و نورباف ہے تیغ

آج زینب نوحہ گر ہے وا دریغا وا دریغ	پیٹتی سر ننگے سر ہے وا دریغا وا دریغ
گھر جلا خیمہ جلا بیٹھے کہان جا ہی کدھر	اب نہ گھر ہے اور نہ در ہے وا دریغا وا دریغ
نور چشم ساقی کوثر ہے پیاسا دشت مین	خشک لب ہے چشم تر ہے وا دریغا وا دریغ

وہ روزن دیوار سے کیونکر ہمین جھانکین	سب تاک رہے ہین پس دیوار مخالف
کیا سحر ہے آنکھون مین تیرے دیکھکے تجکو	ہو جاتے ہین سب تیرے طرفدار مخالف
کر صلح کہ کل ہے دل کہ سب اٹھ جائے لڑائی	کافر نہ مخالف ہو نہ دیندار مخالف

بر گشتہ زمانہ ظفر ایسا ہوا ہے *
جو یار موافق تھے وہ ہین یار مخالف +

مجھے جو تیری جدائی کا دیگی غم تکلیف	خدا کسیکو نہ دے ایسی ای صنم تکلیف
لکھینگے ہم نہ تکلف سے اور کچھ قاصد	کرینگے خط مین رقم اپنی یکقلم تکلیف
مریض عشق کو آرام ایک دم مین ہو	کرے ذرا جو یہان وہ مسیح دم تکلیف
یہ جان کنی ہے بڑا کام مشکل اے فرہاد	کہ اس سے کوہکنی مین کہین ہے کم تکلیف
مسافران عدم کی خبر خدا جانے	کہ انکو چین ہے یا جانب عدم تکلیف
مزا ہے کچھ تو مصیبت مین عشق کے ناصح	اوٹھاتے جان پہ جو اسقدر ہین ہم تکلیف
قدم سمجھ کے رکھ اے دل رہ محبت مین	یہ راہ وہ ہے کہ ہے جسمین ہر قدم تکلیف
جو دیکھین بتکدہ دلمین صورت اس بت کی	کرین نہ شیخ جی ہمسب سوے حرم تکلیف

دیا ہے ایسے ستمگر کو دل ظفر ہمنے
کہ جس سے جان کو پہونچے ہے دمبدم تکلیف

ہوئی غیرون کو خطا کی ہے جو تعذیر معاف	اسکا باعث ہے تیا دون جو ہو تقصیر معاف

فدا کرتا ہے جان پروانہ لیکن
نہ میری جان نثاری کے موافق

اگر ہو ابر دریا بار تو بھی
نہو اہس اشکباری کے موافق

نگہ کرتی ہے تیری کام ظالم
جگر پر تیر کاری کے موافق

محبت مین یہ بیہوشی بھی اپنی
ظفر ہے ہوشیاری کے موافق

ولہ

گل سے ہین تیرے عارض اے لالہ رو مطابق
سنبل سے زلف تیری ہی موبمو مطابق

تیغ قضا ہی میرم اور تیری تیغ غمزہ
ہی تیری زبان ہین اے جنگجو مطابق

دل کے بھی ڈھنگ وہی مجھسے ہین جو ہین تیرے
ہے تیری ادا اوسکی کیا خوبسے خو مطابق

کیا جوش گریہ مجھسے لایا ہی رنگ دیکھو
ہے میری چشم تر مین اشک اور لہو مطابق

جو دل ہی میر اکہتا ہوتا ہے وہ ہمیشہ
حکم منجمین ہے ہوتا کبھو مطابق

تو بھی وہی کہے ہی جو کہہ رہا ہی دشمن
اے دوست اُس سے تیری ہی گفتگو مطابق

یوسف مین اور تُمہین فرق اے ظفر نہین ہے
یہ نقل و اصل دونون پائیگا تو مطابق

آئینہ ہے اگرچہ پر پردہ صفا مین غرق
پر آگے تیرے رخ کے ہے شرم و حیا مین غرق

دولت سے آنسوؤنکے مری کیا عجب کہ ہو
کشتی گدا کی آب دُر بے بہا مین غرق

نے شام کی خبر ہے اُسے اور نہ صبح کی
جو ہے خیال زلف و رخ دلربا مین غرق

خط لکھتے لکھتے آیا جو رونا تو ہو گیا
کاغذ تمام خون دل مبتلا مین غرق

55

پیدا ہوا اثر نالۂ دل مین جو ہمارے
ہم جانین ہوا بار ور اپنا شجر عشق

کیونکر نہ رہے گرم گریہ و زاری مین ہمیشہ
سینہ مین دل اپنا ہے ظفر توہ گر عشق

دیگر

اوسکا جو تیر ہوا سینۂ افگار مین غرق
تا بہ سوفار رہا خون دل زار مین غرق

نصیب ہم شب یوسف کو کب ہے رونق حسن
نہ دیکھی ایسی زلیخا نے خواب مین رونق
کہو جو سچ ہے دل شکستہ مین اور رونق نہ تھا کہین ان
ظفر وہ کیا کہ غافل مکان خراب مین رونق
کہ جلی جھپ نہین سکتی نقاب مین رونق

جسطرح رہتا ہے تو فکر سخن مین ڈوبا
یون ظفر کون ہو اس قلزم زخار مین غرق

تم جو ہر بات مین کرتے ہو ملاقات مین فرق
تمنے دیکھا مری جانب ہے ہو کس بات مین فرق

بھیجے کس کس سے ہین لکھوا کے خط اسنے ہمکو
خط مین ہے فرق خطوط کی ہو عبارات مین فرق

نہ رہے اس نگہ مست کی کیفیت سے
گوشۂ مدرسہ و کنج خرابات مین فرق

مہ کو کیا حسن ہے اوس مہر لقا کی نسبت
فرق دونون مین ہے یون جیسے کہ ذراتمین فرق

چمن دل مین رہین کیون نہ گل زخم ہرے
جوش گریہ مین ہے کم اور نہین برسات مین فرق

کرتے ہین پیشکش اوسکے در شہلا آنکھون سے
ہم نہین کرتے ترے غم کی مدارات مین فرق

آج ہو وقت وہ کیون آئے خلاف عادات +
اے ظفر اوسکے تو آتا نہین عادات مین فرق +

جوان تیون کی ہر جہر کی تاب مین رونق
برتر کعبہ نہین ماہتاب مین رونق

حیات تو رہی پیر مین لیک وہ نہ رہی
جو تھی حیات کی عہد شباب مین رونق

دکھائی دیتی ہے بے رونقی جدھر دیکھو
گئی زمانہ کی سب انقلاب مین رونق

دکھائے رونق حسن اپنی وہ تو ایک ذرہ
رہے نہ ماہ مین نے آفتاب مین رونق

فروغ شمع رہی زیر برقع فانوس
بجائے حسن کی تیرے حجاب مین رونق

اگر وہ مست مئے ناز رونق افزا ہو +
تو ہو کچھ اور ہی بزم شراب مین رونق

بھلا اتنا تو رو تجھکو اگر منظور ہے رونا
بہا کر اشک لیجا نہین تجھ ہی چشم تر دامن تک

ہمیشہ حضرت ناصح یہین باتین بناتے ہین
کبھی تشریف لیجاتے نہین ہین اے ظفر وان تک

وہم کی راہ نہین اے دل آگاہ ہے ٹھیک
راہ جو صدق و یقین کی ہے وہی ہے ٹھیک

حلقۂ زلف مین تیرے رخ پر نور کو ہم
دیکھتے ہین تو نظر آتا ہمین ماہ ہے ٹھیک

اڑتا پھرتا ترے کوچہ مین ہے ہمراہ صبا
تن کاہیدہ مرا اب تو پر کاہ ہے ٹھیک

سرکشی کرتا ہے ہمسے فلک ناہنجار
دیکھین تو کیا بناتی اسے اے آہ ہے ٹھیک

دل گدا کا ہو جو دولت سے عنایت کے غنی
شاہ کیا بلکہ اسے کہنا شہنشاہ ہے ٹھیک

کیونکہ زیبا نہ تجھے جامۂ رعنائی ہو
اے صنم تیری ہی قامت پہ یہ واللہ ہے ٹھیک

اے ظفر لوگ محبت کی ہوا باندھتے ہین
پر نظر آتا نہین کوئی ہوا خواہ ہے ٹھیک

میری اور مجنون کی کیا تصویر ہے دونونکی ایک
وہی طوق ایک اور وہی زنجیر ہے دونونکی ایک

برق سے نالہ کی میرے کچھ شرارت کم نہین
آتش افروزی مین تو تاثیر ہے دونونکی ایک

مسجد و بتخانہ سنگ و خشت سے دونون بنے
فرق کچھ انمین نہین تعمیر ہے دونونکی ایک

قیس سے سُنئے کہانی مجھسے میرے قیس کی
داستان ہے ایک اور تقریر ہے دونونکی ایک

جو لکھا دشمن نے مجھکو وہی لکھا دوست نے
قاصدا کیا ایک قلم تحریر ہے دونونکی ایک

دونون وہ ناز و ادا دشمن ہین میری جان کے
قتل کرنے مین مرے تدبیر ہے دونونکی ایک

جو ہین زخم تیغ غم دل پر جگر پر بھی وہی	حال ہی اب عشق مین ای بیچارہ گر دونوکا ایک
کیون نہ مجنون اور ہم دونون چلین اک راہ پر	جبکہ ہووے ای جنون تو راہ بر دونوکا ایک
کیا ہوا صورت مین کوئی خوب ہے اور کوئی زشت	لیک صورت گر ہوا ہی صاحب نظر دونکا ایک

دل تو اولجھا زلف سے ہے زلف اولجھی دل کے ساتھ
ہے پریشانی سے عالم اے ظفر دونون کا ایک

وہ آکر پھر گئے جو میرے گھر تک	پھر آئین شام سے مضطر سحر تک

مطلع ثانی

سرشک آئے تو کب مژگان تر تک	کہ جب جل ہی گیا دل سے جگر تک
نہین کعبہ کی جانے کی تمنا	خدا پہونچا دے ہمکو او سکے در تک
ہمیشہ ہاتھ ملتا ہون کہ ہیہات	نہ پہونچا ہاتھ میرا اُس کمر تک
ترے تیغ ستم سے اے ستمگر	عزیز اپنا نہین عاشق کو سر تک
پہونچتی ہے مرے آہ و فغان سے	خبر دل کی مرے اوس بیخبر تک
ہزار افسوس ہے بلبل چمن مین	رہا تیرا نہین اب ایک پر تک
مجھے آئے نہ سمجھانے کو ناصح	نگر جائے ذرا اوس شوخ گر تک

ظفر جس پر لگائی تاک تو نے
اُسی کو تک ادھر تک یا ادھر تک

جاکر عدم مین لکھتا نہین کوئی اپنا حال
ہر یان کی رسم و خط و کتابت یہین تلک

پہونچائے گور تک تجھے پھر جائینگے رفیق
اے بیخبر ہے انکی رفاقت یہین تلک

لیکر گیا نہ یان سے کوئی ملک اور مال
رہتی ہے یان کی دولت و حشمت یہین تلک

تو جاکے یان سے پھر نہین ہونے کا حکمران
ہے تیری چند روز حکومت یہین تلک

جانے گا تیرا نام بھی کوئی نہ زیر خاک
ہے تیرے واسطے تری شہرت یہین تلک

تو اونکی دوستی پہ نکر ناز اے ظفر
ہے یان کے دوستدار محبت یہین تلک

اشک آنکھون مین ہوے ہیہات خشک
گذری اکی بار تو برسات خشک

گر نہ پہونچے میرے گریہ کی مدد
روز دریا ہووے دو دو ہات خشک

ہے تری کا رستہ زلف پر عرق
مانگ ہے اسکی رہ ظلمات خشک

میرا دامن جون گل شبنم زدہ
کب ہوا اشکون سے ساری رات خشک

تر زبانی کچھ نہ کام آئی دہان
ہوگیا منہ سنتے ہی اک بات خشک

ہاتھ اوٹھا تا محتسب مستو نپہ ہے
ہو وین یا رب اسکے دونون ہات خشک

اے ظفر اورون کو بھیجا او سنے عطر
ہمکو بن ڈلیان فقط سوغات خشک

ہوکے نثار تجھپہ یون نہ ہٹینگے ہم یہین تلک
تیر ہے تیری پُرجفا تیغ ستم یہین تلک

ستم دیکھو کہ جب وہ بیٹھتے ہین سامنے میرے
تو کر لیتے ہین دشمن کو مقرر بیچ مین حائل

جدھر دیکھے جمال یار ہی تجکو نظر آئے
نہو وے پردۂ غفلت ترا گر بیچ مین حائل

دم گریہ کدھر جائے ترا عاشق کہ شکو آہ سے
نظر آتا ہے اک دریا سراسر بیچ مین حائل

ظفر ہے شوق وصل شمع مین پروانہ تو مضطر
مگر ہو جاے ہے فانوس اکثر بیچ مین حائل

ردیف المیم

در بتان خود نما زاہد خدا را دیدہ ام
آنکہ از چشم تو پنہان آشکارا دیدہ ام

تا نظر افگندہ ام بر قامت رعنای تو
جملہ از سر تا قدم ناز و ادا را دیدہ ام

کردہ ام رنگین ز حسرت پنجۂ مژگان بخون
تا بدست سرخی رنگ حنا را دیدہ ام

سالہا گردیدہ ام من در تلاش کیمیا
دیدہ ام اکسیر اگر آن خاک پا را دیدہ ام

ناصحا طرز نگاہش را نمیدانی کہ چیست
پرس از من ماجرا من این بلا را دیدہ ام

کردہ ام من عمر خود در تیرہ روزیہا بسر
گر شبے در خواب آن زلف دوتا را دیدہ ام

چون تو در عالم ندیدم میکشی صوفی وشے
اے ظفر بسیار رند و پارسا را دیدہ ام

ز خرد نے ہوش نے تدبیر پر شاکر ہین ہم
دوستو اپنی فقط تقدیر پر شاکر ہین ہم

ہاتھ سے قاتل کے کچھ شکوہ نہین کرتے کبھی
رکھ کے آپ اپنا گلا شمشیر پر شاکر ہین ہم

یار رونے کو شوق مین رونے سے تم ہین
ہین گرچہ مثل شمع سراپا زبان تو کیا

اس سے چھپاتے دلکی کچھ اپنے جلن ہین ہم
کہہ سکتے پر زبان سے نہین اک سخن ہین ہم

دیوانگی کا شور ہے مجنون کے اے ظفر
دکھلاتے جب تلک نہین دیوانہ پن ہین ہم

کیا کہین اے ہمنشین ہنیا نہ کیون بیکل ہے ہم
لاکھ بل ڈالے ہو کافر ایک سیدھی بات مین
پہر کا وعدہ کیا ہو اوس بت بے پیر نے
تیری چشم مست سے ساقی طلب کرتے ہین جام
ہاتھ جو گردن مین ہو تیرے حمائل اپنا بھی
شیشہ جھڑ جائے تری اک پل مین اے ابر بہار
ہو نہ ہو کا لا جہان مین ہردم آزاردن کا صحبت
سلتے ہین اپنے تن عریان پہ خاک کوے یار
گہہ زمین پر ہو گئے تو آسمان پر مثل برق
جسنے پیان رکھا قدم تحت الثرے کو وہ گیا

جنسے کل تھی جانکو اونسے جدا کل سے ہین ہم
زلف تیری ہے بلا ڈرتے ہین اسکے بل سے ہم
روز بیٹھے شوق مین دن گنتے ہین منگل سے ہم
رکھتے وقت میکشی مطلب نہین بوتل سے ہم
سیکھین انداز یہ کیونکر تری ہیکل سے ہم
باندھین اشکونکی جھڑی مژگان اگر بادل سے ہم
پا گئے یہ رمز چشم شوخ کے کاجل سے ہم
نے غرض تن پہ سر رکھتے ہین نے ململ سے کام
ڈرتے ہین اے شوخ آتشخو تری چھل بل سے ہم
کیونکہ نکلین دیکھیے دنیا کی اس دلدل سے ہم

لاکھ بھاری نیکے بیٹھین پر سبک ہین بیوقار
بے ترازو پا گئے اونکو ظفر اٹکل سے ہم

ہون دوچار اوسکی جو آنکھین ظفر تیغ نگاہ
کھائے دوچار ابھی سینہ پہ دوچار سے زخم

صورت تصویر حیران ہو گئے	دیکھ کر اوس یار کی تصویر ہے
ذبح کر تو ہمکو بسم اللہ کہ آپ	پڑھتے ہین اپنے لیے تکبیر ہے
موم ہو اوس سنگدل کا کیونکر دل	آہ مین رکھتے نہین تاثیر ہے

بعد مجنون عشقبازون مین ظفر
رکھتے ہین تھوڑی سی کچھ توقیر ہے

اے بت طناز قربانت شوم	اے سراپا ناز قربانت شوم
حلقۂ زلف و کمند جان و دل	اے کمند انداز قربانت شوم
چون مسیحا در لب جان بخش تو	صد ہزار اعجاز قربانت شوم
مرغ جانم در ہواے کوے تو	میکند پرواز قربانت شوم
تا بہ قربانگاہ من یکرہ زناز	باز آ تا باز قربانت شوم
تو بہمہ انداز نیما جلوہ	من بہمہ انداز قربانت شوم

ہر دم آن ابرو کمان را از ظفر
میرسد آواز قربانت شوم

چلتا مریض غم کو ترے اٹھ نو قدم	معلوم ہو کے ضعف سے کس دن یہ بیس قدم
حد ادب پہ رہتے ہین آداب عشق	آگے نہین بڑھاتی کبھی نیم جو قدم
دیکھے جو تیرے ناخن پا کو تو کیا عجب	چومے فلک سے جھک کے ترے ماہ نو قدم

دیگر

[illegible]

ردیف نون

[illegible]

مطلع ثانی

[illegible]

غم نہین ہمکو اگر رکھے فلک چکر مین
کہ فلک آپ بھی ہے آٹھ پہر چکر مین

یہ جو پھرتا ہے سدا خانہ بخانہ خورشید
اس سے ظاہر ہے کہ ہین صاحب زر چکر مین

موج دریاے سرشک اپنی ہے وہ طوفان ہے
جسکے ہے ایک طمانچہ سے بھنور چکر مین

ڈھونڈھتے پھرتے ہین کس مہر جبین کو یارو
روز و شب رہتے ہین جو شمس و قمر چکر مین

گردش چشم کا ساقی کے اشارہ ہے یہی
کہ رہے ساغر مے شام و سحر چکر مین

خاک ہوکر تو ذرا بیٹھنے دے چین سے چرخ
جون بگولا مجھے برباد نکر چکر مین

آسیا کی یہ ہوا پھرنے سے معلوم کہ ہین
گردش دہر سے پتھر بھی ظفر چکر مین

کہو اس ہجر کو ہم خبر بھیجین تو کیا بھیجین
کوئی پرچہ بجز لخت جگر بھیجین تو کیا بھیجین

وہ جانے کسطرح سر بازہمکو عشق مین اپنے
اگر ارمغانہ ہم سر کاٹ کر بھیجین تو کیا بھیجین

وہان سے طعنہ و تشنیع کی سوغات آئی ہے
یہان سے ہم انھین سوغات اگر بھیجین تو کیا بھیجین

فرشتہ پر نمارے اس گلی مین تو تو انسان ہے
تجھے خط دیکے ہم اے نامہ بر بھیجین تو کیا بھیجین

نہ قاصد نے کبوتر کیسے یاران عدم رفتہ
ادھر سے کچھ خبر اپنی ادھر بھیجین تو کیا بھیجین

جو کشتہ چشم کا انکے ہو وہ عین عنایت سے
گل نرگس اسکے گور پر بھیجین تو کیا بھیجین

کرے جو شیطنت سے سرکشی اور فتنہ پردازی
نہ لعنت اسپہ سبحانا بشر بھیجین تو کیا بھیجین

جگر ہو ٹکڑے ٹکڑے جان و دل ہین سوختہ دونو
تجھے کچھ تحفہ ہم اے عشوہ گر بھیجین تو کیا بھیجین

مطلع ثانی

ہو نہ جائین کہین برہمن و شیخ [illegible]
دور جبتک نہ رہے دیر و حرم [illegible] ہو جائین
وہم ہمسایہ جائین محبت کا [illegible]
گرچہ دو [illegible] ہمسایہ بھی [illegible] ہو جائین
بھول جائین ابھی سب پند و نصیحت واعظ
باتین دو چار جو اس ہم [illegible] صنم سے ہو جائین
سیکڑون فتنہ خوابیدہ جہان مین پیدا
[illegible] آواز قدم سے ہو جائین

[illegible]

سنا ہم نوح کے طوفان کو یاد رونے کا نو کیسے
اگر آنکھوں سے اپنے ہنسنے دو دیکھا ہو رو نہین

لگے آگ ایسے رونیکو کہ مثل شمع گھل گھل کر
بہا جاتا ترا دلسوز سہرتا پاہو رو نہین

ظفر ہم اپنا رونا رو نہین جا کر سامنے کسکے
رہا کون اپنے آنسو پونچھنے والا ہے رو نہین

صنما ہم کہین تو کیا کہوین
بخدا ہم کہین تو کیا کہوین

مدعی کہنے ہی نہین دیتے
مدعا ہم کہین تو کیا کہوین

حال غم تجھسے کہ چکے یکبار
بارہا ہم کہین تو کیا کہوین

اپنے رونیکا تیرے ہنسنے کا
ماجرا ہم کہین تو کیا کہوین

نہین فرصت جو کہیے حسرت دل
حسرتا ہم کہین تو کیا کہوین

کہتے ہین سب بیوفا نہین تجھ مین
بیوفا ہم کہین تو کیا کہوین

خاک در کو ترے کہین اکسیر
توتیا ہم کہین تو کیا کہوین

تو تو منہ سے کہے ہے ہمکو برا
پھر بھلا ہم کہین تو کیا کہوین

تجھسے کہوین جو ہو مرنے کی بات
بیمزہ ہم کہین تو کیا کہوین

تجھسے وان کچھ کہا نہین جاتا
قاصدا ہم کہین تو کیا کہوین

بن کہے ہی وہ اے ظفر ہمسے
ہے خفا ہم کہین تو کیا کہوین

دیگر

خدا جانے کہ سینہ میں ہمارے کیا رنگ ہے دل کا
نظر آتی ہے کچھ آمیزش خون آج آنسو میں

اگر ہمکو نہیں اُس مہروش کے بیچ حیران ہو
ستارہ جلوہ گر خورشید کے ہے کیونکہ پہلو میں

سمجھنا چاہیے کو جبین اُسکے سچ کہا تونے
برائے غمزہ ار کیا کیجے نہیں دل اپنا قابو میں

اگر برپا ہو طوفان دیدۂ غمزدہ سے میرے
تو ہو وے کشتی افلاک تک بھی غرق لوہو میں

ہزار برسات میں ہے ساقیا یون بادہ نوشی کا
ادھر ابر سیہ جھومے ادھر مستی میں ہم جھومیں

اگر زنجیر جنون توڑ کر کا نکل جاتا
دل دیوانہ کو باندھا ہے تونے اپنے گیسو میں

اگر گلگشت کو جائے ظفر وہ رشک گل میرا
بہار آئی مچائیں عندلیبیں باغ میں دھومیں

تری نگاہیں جو اے فتنۂ زمان دوڑیں
تو دل پہ لاکھوں بلا ہائے ناگہان دوڑیں

ہمارے حال سے وہ بے خبر نہیں آگاہ
وگرنہ یہ خبریں ہیں کہاں کہاں دوڑیں

غم فراق کے ہاتھوں سے ہو کے فریادی
زمیں سے آہیں مری سوئے آسمان دوڑیں

اگرچہ آنکھیں تری پرنیان ہیں پر اے شوخ
شکار دل پہ مگر جیسے چیتیان دوڑیں

ہوا سے کیوں تری زلفیں لگی ہیں لہرانے
یہ ناگنیں کیسے ڈسنے کو دلستان دوڑیں

بلائیں لینے کو پریان تری پرستان سے
ہوا کے گھوڑوں پہ چڑھ چڑھ کے [illegible] پریان دوڑیں

زبان پر آیا نہیں اپنے ایک حرف ظفر
کہ پہلے ہی سے یہاں اونکی چھٹیاں دوڑیں

دیگر

اپنے غرفہ سے جنھیں آپ ذرا جھانکتے ہین
شب کو گلزار پہ ایک اوس سی پڑجاتی ہے
بھیجو بازار محبت مین مرا گوہر دل
کوئی گل اور کھلا چاہتا ہے رشک چمن
الجھہ تو آتا ہے انھین دشت نوردی مین مرا
یل ہے نفرت کہ ہمین دیکھہ کے خوبان فرنگ

پھر شنوا دیکی تو کیا کیا وہ زٹل ہانکتے ہین
منہہ کو شبنم کے دوپٹے سے جو وہ ڈھانکتے ہین
پوچھو تم جوہریونسے کہ وہ کیا آنکتے ہین
آپ گرتی ہے نئے رنگ سے گل ہانکتے ہین
خاک صحرا کی جو دیوانے تری پھانکتے ہین
جلد جلد اور بھی بگھی کو سوا ہانکتے ہین

دی ظفر جنکو خدا نے صفت ستّاری
کھولتے عیب کسیکے وہ نہین جھانکتے ہین

دن شعلہ سوز غم سے اٹھا دلکے داغ مین
خ پر ترے پسینونکے قطرون سے ہے بہار
صح نصیحتین تری ہم سن چکے بہت
ے مست ناز پیتے ہین تجبن بجاے مے
ھونڈھے ہزار کوئی نہ انکا ملے پتا
لاغری سے حال ہے دیوانہ کا ترے

جیسے بھڑک گیا ہو فتیلہ چراغ مین
کیا پھول چاندنی کے ہین مہتاب باغ مین
خاموش ہو کہ اب نہین طاقت دماغ مین
ہم بھرکے اشک دیدۂ ترکے ایاغ مین
جو گم ہوے ہین تیرے کمر کے سراغ مین
اڑتا ہوا کے ساتھ ہے تنکا سا راغ مین

دنیا سے جسنے کھینچ لیا ہاتھ اے ظفر
پھیلاے پانون کیون نہ وہ کنج فراغ مین

دیگر

[illegible]

دیوان ظفر

۱۷

دیگر

[illegible] زلف [illegible] عجب زلف سمن بر ہین

دیگر

تمھاری زلف مشکین کا جو [illegible] کرتا ہین

ہم شب درد اپنا [illegible] کرتا ہین

جو کہتے ہو وہ ہمسے سب آن کے کہتے ہین
غماز ہین جو جنکو ہم از سمجھتے ہو
نادان ہین جو ہم اُنکے نادان کہتے ہین
ہم از محبت کو کیا جانے تو انسان ہم
[illegible]
بھید اپنا ظفر سر کا کہدیتے نہین دانا
کہتے ہین تو انسان کو پہچان کے کہتے ہین

برابر ڈھا کر دیتے ہین سب دیوار و در گھر کے	روان جب چشم سے ہم آنسوؤنکی سیل کرتے ہین
برا عاشق ہو یا وامق ہو یا فرہاد یا مجنون	محبت مین سب انکو شامل اک ذیل کرتے ہین
گذارہ کرتے ہین زیر فلک ہم بے سر و سامان	نہ چھپر کرتے ہین تجویز نے کچھ ریل کرتے ہین
وہ جب آراستہ کرتے ہین پلٹن اپنی مژگانکی	تو ناز و غمزہ کو کپتان اور کرنیل کرتے ہین
انھین منظور سب سے پہلے ہے سر کاٹنا میرا	کہ سر بازون مین اپنے وہ مجھے سرخیل کرتے ہین

نہ جسکو عقل ہو اور ہو کتابون سے لدا پھرتا
ظفر اوس آدمی کو ہم تصور بیل کرتے ہین

دیگر

غیر اونسے سو طرح کی گفتگو رکھتے تو ہین
ہم اپنا ایک وہ ہمسے اکسو رکھتے تو ہین
مجھسے گو جاہل نہین پر اپنی ہم تیغ زبان
واسطے دشمن کے ہم اسکے ہمسو رکھتے تو ہین

جو کام ہو گریہ سے مرے ایک گھڑی مین	وہ ہووے نہ باران سے کئی دن کی جھڑی مین
یہ انجم گردون کو تمنا ہے کہ ہم بھی	ہون موتیون کی جا ترے جھومر کی لڑی مین
ہے آب بقا پردۂ ظلمات مین پنہان	دیکھا اوس لب جانبخش کو مسّی کی دھڑی مین
جو پارۂ دل ہین مژہ تر پہ نہون گے	ایسے گل رنگین کہین پھولونکی چھڑی مین
انسان کو مناسب ہے کرے بات یہ نرمی	کہدے نہ کڑی منھ سے نہین لطف کڑی مین
وزرات کی گھڑیونکی گھڑی دیکھ نہ غافل	دم دم کا ہے احوال ترے دل کی گھڑی مین

وہ جیسے ہین دل جانتا ہے خوب ہمارا
ہم اے ظفر آئے ہین کوئی انکی تڑی مین

دشمن جو حسینونکو ہم جانکے کہتے ہین	یونہین نہین کہتے ہین کچھ جانکے کہتے ہین

[illegible]

دیگر

[illegible]

ہے سخن مین یہ مرے کیفیت عجب ہی ذوق سے
اے ظفر ہوجاتا مین اپنی غزل سے مست ہون

	خاکپا فخر جہان کا وہ ظفر ہون کہ جو اور پکڑین قدمون کو تو مین اونکے چرن کو پکڑون

عجب اعجاز ہے بلبل ہوا مین	چراغ گل نہ دیکھا گل ہوا مین

مطلع ثانی

جو مشک افشان ہو وہ کاکل ہوا مین	نہ آئے نکہت سنبل ہوا مین
اوڑے گر خاک دیوانہ کی تیرے	اوٹھے زنجیر کا سا غل ہوا مین
ہوا مین آگے گینے زہر اوگلا	کہ سمیت ہوئی بالکل ہوا مین
ترے کوچہ تلک پہونچی ہے آخر	ہماری خاک جل جل کر ہوا مین
دل سرد آہ سے اسطرح پگھلا	کہ جیسے برف جائے گھل ہوا مین
ہوا ہے مے سے برہم کیونکہ ساقی	پپیئن خوش ہو کے جام مل ہوا مین
رولائے ہے بزنگ شیشہ ہمکو	نہ تجین خندۂ قلقل ہوا مین

	ظفر ہے گلشن عالم معطر گرے ہین بال کسکے کھل ہوا مین

مین نہین اس میکدہ مین آج کل ہی مست ہون	حق پرستِ عشق ہون روز ازل سے مست ہون
کہتی ہے مجھسے حذر کر اپنی چشم خانہ جنگ	دیکھ اب مین نشۂ جنگ جدل سے مست ہون
دین اگر آب بقا بھی مجکو جانون آب تیغ	اسقدر جام تمنائے اجل سے مست ہون

دیگر

دن کی میری بیقراری مجھسے کچھ پوچھو نہین
شب کی میری آہ و زاری مجھسے کچھ پوچھو نہین
بار غم سے مجھپر ہو ہجر مین ایک ایک گھڑی
کیا کہون ہے کیسی بھاری مجھسے کچھ پوچھو نہین

قطعہ

جب سے کہ پیا ہے شربت عشق ظفر
ہم نہین ہے خبر سے سر و دار پنہان ہین

دیگر

کرتے ہین [illegible] ہی ہین
[illegible] بات ہی ہین
[illegible] ہی ہین
[illegible] ہی ہین

پنہان رکھا حجاب سے منھ کو نقاب مین	اللہ ری شرم آئے جو تو شب کو خواب مین
نے وہ گلاب مین ہے نہ عطر گلاب مین	خوشبو ہے جو پسینہ مین اے گلبدن ترے
باندھے کمند کاکل پر پیچ و تاب مین	دل میرا ایک کیا کہ ہزارون ہی اسنے دل
رہتا ہے کون ایسے مکان خراب مین	میرے دل شکستہ مین آکر رہے وہ کیا
جیسے ملا کے پیتے ہین پانی شراب مین	یون آنسوؤن کے ساتھ پیا ہے خون دل
کام اپنا تیری ایک نگاہ عتاب مین	منت کش اجل نہوے ہم کہ ہوگیا

اوس بیوفا کو دو نہ دل اپنا تم اے ظفر
ڈالو نہ اپنی جان کو دیکھو عذاب مین

لیک تجھ پر نثار رہتے ہین	ہم کہین اے نگار رہتے ہین
پر سدا بیقرار رہتے ہین	ہم نہ شعلہ ہین نے شرر ہین نہ برق
نالہ کش ہم ہزار رہتے ہین	نہین اوس گل کو کچھ اثر ہوتا
ہم بھی اک خاکسار رہتے ہین	صورت نقش پا گلی مین ترے
گرچہ ہم اشکبار رہتے ہین	شمع ساں سوز دل نہین چھپتا
گوہر آبدار رہتے ہین	اپنے دامن مین دولت اشکون کے
آپ کے سب سے پیار رہتے ہین	ایک رنجش ہمین سے ہے ورنہ
گرچہ ہم ہوشیار رہتے ہین	چشم مست اوسکی لے ہی جاے ہے ہوش

[illegible] ہین
[illegible] ہی ہین ×

دیگر

مجھ سے سلامی ہون اگر اہل سخن تھوڑے ہین
عشق کے اوصاف بہت اور دہن تھوڑے ہین
جگر عاشق مظلوم پہ ہین داغ بہت
اور یہ انجم گردون کہن تھوڑا سا ہین
چشم ہین دیکھو یہ بڑی دولت ہے
آنسو اک اشک سا سو در عدن تھوڑا سا ہین
قتل مین شہ کے تو وقت ہے کوئی دم ہے [illegible]
اور ابھی تیغ و کفن تھوڑا سا ہین
[illegible] ہم میدان قتال ×
[illegible] اب بہت [illegible] تھوڑا سا ہین
[illegible] ہین جو پوشیدہ گرد و غبار
[illegible] تھوڑا سا ہین

قطعہ

[illegible] نہین اگر [illegible] سا
اقربا کام ہین رفیقان وطن تھوڑا سا ہین
[illegible]

قاصدا خط جو لکھون یار کو خلوت مین لکھون
کہ سطر حال راز نہان بیٹھکے خلقت مین لکھون

دیگر

[illegible] آنکھین اور تری ظفر [illegible] تو ہین
[illegible] بھی ہین یارات ہم کہین جا [illegible]
[illegible] سایہ بھی غنیمت بلا سے یار تو ہین
اگرچہ کسی کی عیادت [illegible] قریب ہین وہ
[illegible] سے محبت [illegible] تو ہین
[illegible] ہین نہ کوئی شعلہ [illegible] ہین ہم
[illegible] دل مین تو [illegible] روزن کی [illegible] تو ہین
[illegible] یار یہ وہ اور [illegible] ہم

لشکر شام کو ایک ایک لاد رہی بہت	گرچہ ظاہر ہین یہ ہفتاد و دو تن تھوڑے ہین

اے ظفر شہ کی سلامی کو برائے گلگشت
گر ملین خلد مین کتنے ہی چمن تھوڑے ہین

غیر نے آج ترے رات بسر کی گھر مین	یہ کھلی بات کسی پر رہی گھر کی گھر مین
رات بھر ہم رہے تیرے پس دیوار پڑے	کسی جاسوس نے بھی یہ نہ خبر کی گھر مین
دل جلون کو نہین درکار چراغ خانہ	روشنی تھوڑی سی ہر کیا داغ جگر کی گھر مین
اشک گلگون سے نظر آئے ادھر کیا کیا گل	چشم پرخون سے جدھر ہم نے نظر کی گھر مین
شمع کی طرح سے یاد قد رعنا مین ترے	ہم نے سولی پہ سدا رات بسر کی گھر مین
چشم کی طرح سے صاحب نظرون نے دیکھو	سیر کیا کیا نہین بے رنج سفر کی گھر مین

مدعی وہ جو چھپے بیٹھے تھے بھاگے چھپ کر
آمد آمد جو ہوئی رات ظفر کی گھر مین

گنہ سے ہم نہین خالی گناہگار تو ہین	پر اسکی لطف و کرم کے امیدوار تو ہین
بلا سے جان گئی اپنی عشق مین لیکن	وہ ہمکو جان گئے اپنا جان نثار تو ہین
زیادہ بھڑک گئی کیا اور دل مین آتش عشق	نکلتے ہر بن مو سے مرے شرار تو ہین
ذ فور اشک سے گو سوز دل بجھے نہ بجھے	پر اپنی آنکھون سے ہم رہتے اشکبار تو ہین
بلا سے گر جگر و دل مین داغ داغ اپنے	ہمیشہ دیکھتے ہم سیر لالہ زار تو ہین

مطلع ثانی

کبھی ایک حرف نہین ہم تری شکایت مین لکھون
جو لکھون [illegible] عنایت مین لکھون
یہ جو [illegible] ہین یہ کار [illegible] کے نماز
اسکو عادت مین لکھون نہین عبادت مین لکھون

[illegible]

دیگر

[illegible] اپنا [illegible] نہین
[illegible] ہی نہین
[illegible] اپنا اپنا ہو [illegible] نہین
[illegible] جب [illegible] بھی نہین

جسنے اوس عالم تصویر کو دیکھا یہ کہا	ایسا تصویر سراپا تو کوئی ہے ہی نہین
قیس و فرہاد ہون کیا عشق مین ہمسر مجھسے	مجھسا دیوانہ و شیدا تو کوئی ہے ہی نہین
تیرے دانتون کے مقابل مین کوئی گوہر کو	سمجھے کیا مال کہ ہیرا تو کوئی ہے ہی نہین
سر کے بالونمین ترے جیسے کہ ہے مانگ تری	ایسا ظلمات کا رستہ تو کوئی ہے ہی نہین
کس تمنا پہ جیے عاشق مایوس ترا	دلمین اب اُسکے تمنا تو کوئی ہے ہی نہین
ہو نہو زلف کے کوچہین دل سودائی	اور اب اُسکا ٹھکانا تو کوئی ہے ہی نہین
سرو قد کون ہو رعنائی مین ہمسر تیرا	تجھسا یان دلبر رعنا تو کوئی ہے ہی نہین
کیا کرون غم کو نہ سمجھون اگر اپنا غمخوار	دل کے دینے کو دلاسا تو کوئی ہے ہی نہین

قدرت حق کا تماشا ہے ظفر جیسے بشر
ایسا دنیا مین تماشا تو کوئی ہے ہی نہین

تمھون نے نہ کین آشنائی کی باتین	کہین اور ساری خدائی کی باتین

مطلع ثانی

نہین تمکو لازم بُرائی کی باتین +	بھلون کو ہے زیبا بھلائی کی باتین
غضب ہے کہ دل مین تو رکھو کدورت	کرو منھ پہ ہمسے صفائی کی باتین
لڑاتے ہو محفل مین غیرون سے آنکھین	صریحا ہین یہ تو لڑائی کی باتین
جو کرتے ہو تم دلربائی کا دعوے	کچھ آتی بھی ہین دلربائی کی باتین

کہیں ایسے جا پڑے اڑ کر جو برگ گل سمندر مین	تو شرط عشق یہ ہے ساتھ ہو بلبل سمندر مین

مطلع ثانی

اگر ہو عکس افگن یار کی کاکل سمندر مین	تو پیدا جاے موج آب ہو سنبل سمندر مین
پڑے عالم مین جسدم شور دریا شک اپنا	تو اُس طوفان کے ڈر سے ہو نہ کیونکر غل سمندر مین
دکھاؤنگا جو اپنے دیدۂ پر آب کا عالم	تو گرداب کی بھی جائینگی آنکھیں کھل سمندر مین
گذر جانا نہ سمجھے سہل دریاے محبت سے	اگر باندھے کوئی تدبیر سے سو پل سمندر مین
دکھائے آبداری تو جو اپنی دُرِ دندان کی	تو غرق آب خجلت ہووین حق کی کل سمندر مین

علی وہ ہے ظفر موڑے نہ ہرگز باگ میدان سے
سمندر ہو جو حائل ڈالدے دُلدُل سمندر مین

کان سے گوہر اور دن نے دو چار نکالے اچھے ہین	چشم سے لاکھون ہمنے در شہوار نکالے اچھے ہین
گاہ جلانا گاہ رولانا یہ تو تمنے میرے ساتھ	ڈھنگ نکالے خوب ہین اور اطوار نکالے اچھے ہین
حق مین ہمارے اُسنے کہی ہین باتین لاکھون بار بری	منہ کو کلام اُس شوخ نے گر یکبار نکالے اچھے ہین
بات تری کب خالی ہے یا جھڑکی ہے یا گالی ہے	پیارے تو نے مجھسے تو یہ پیار نکالے اچھے ہین
خار رنج و غم کی خلش سے برسون ہم بیچین رہے	جیسے تو نے کلیجے سے یہ خار نکالے اچھے ہین
زلف نے ظالم مار نکالا دلکو تو کیا سودائی تھا	اس کا فر نے اور ہزارون مار نکالے اچھے ہین
گرچہ زمین یہ خوب تھی پر اپنی زور طبیعت سے	کیا کیا اُسمین تو نے ظفر اشعار نکالے اچھے ہین

جسے کسب ہی ہوئی نہ بیوفائی کی نہیں
لیکن اُس سے ترک ہمنے آشنائی کی نہیں

سچ دسے کیا بیمار فرقت کا طبیبو نسے علاج
وصل ہی کوئی دوا درد جدائی کی نہیں

تو اگر کچھ پوچھتا ہے مجھسے میرے دل کی پوچھ
اے صنم مجکو خبر ساری خدائی کی نہیں

وہ بھلا کرتے ہیں کہتے ہیں بجا مجسکو برا
کیا برائی لینے یہ بیٹھے برائی کی نہیں

چھپ نہیں سکتا لگا کر دست و پا میں وہ حنا
اس سے بہتر جانے کوئی ہاتھا پائی کی نہیں

چھوٹ سکتا ہی نہیں دل دام بلائے زلف سے
ورنہ ظاہر کچھ توقع تو رہائی کی نہیں

لیگیا وہ دلربا دل کیونکہ میں حیران ہوں
بات آئی کوئی اوسکو دلربائی کی نہیں

دیکھیے کیا ہو نگہ رہتے ہیں آئینہ رو
اور کوئی صورت نظر آتی صفائی کی نہیں

عشق ہی رہبر ہے اپنا عشق ہی ہے رہنما
اے ظفر حاجت کسیکی رہنمائی کی نہیں

ابھی لیے تو ہمیں جستجو کسو کی نہیں
کہ ہمکو ملنے کی اب آرزو کسو کی نہیں

کہینگے دل ہی میں جو کچھ ہمارے دلمیں ہے
زبان سے کہنے کے ہم روبرو کسو کی نہیں

جھکا یا جسنے ہے سر اپنا زیر تیغ صنم
وہ ہوتا آگے کبھی سرفرو کسو کے نہیں

ہمارے چاک جگر کا عبث ہے فکر رفو
یہ ہوتا ہاتھ سے ہرگز رفو کسو کے نہیں

امید آنے کی اُسکے ہو کسطرح ہمسکو
کہ آتا خواب میں وہ ماہرو کسو کے نہیں

پھنسایا زلف میں کسطرح اُسنے مجکو دلا
کہ آیا پیچ میں اسطرح تو کسو کے نہیں

دیگر

مطلع ثانی

چھینا وان ہین انکھون یار کرکے آزمایش ہم | مروت پھر تری ای بیمروت آزماتے ہین

دم عیش و طرب اغیار بھی ہین یار بنجاتے
ظفر یارون کو تو وقت مصیبت آزماتے ہین

دل دیکے ہوا انکو گنہگار تو مین ہون
پیاسا مرے لوہو کا جو ہو کوئی تو وہ ہے
ہے کون کہ ایذا ہو جسے اپنی گوارا
کہتا ہے مجھے عشق کہ تو غم سے ہراسان
آنکھو نمین جو تیرے نکلے کھٹکتا ہون ہمیشہ
بوسہ ترے لب کا مرض غم کی دوا ہے
ناصح مجھے کیون عشق سے مانع ہو اسے کیا
جی چاہتا ہے تجھپہ فدا ہونے کو میرا

دین کسکو سزا وہ کہ سزاوار تو مین ہوا
ہون اوسکا اگر تشنۂ دیدار تو مین ہوا
ہون اپنے اگر درپئے آزار تو مین ہوا
کسواسطے ہے تیرا مددگار تو مین ہوا
سوکھا ہوا اگرچہ روش خار تو مین ہوا
کیون اور کو دیتا ہے کہ بیمار تو مین ہوا
ہون رنج و مصیبت مین گرفتار تو مین ہوا
قربان ترے ہووے اگر اے یار تو مین ہوا

لون جان تلک بیچ کے مول اے ظفر اسکو
ہون جنس محبت کا خریدار تو مین ہون

کہان ہے بوسۂ لب ہم طلبگارونکی قسمت مین
نمک تھوڑا سا اور کان ملاحت پیسکر بھردے
اڑاتے خاک پھرتے کیون صبا کی طرح سے سر پر

نہین یہ شربت عناب بیمارونکی قسمت مین
اگر مرہم نہین تیرے دل افگارونکی قسمت مین
اگر آرام ہوتا تیرے آوارونکی قسمت مین

۸۲

مطلع ثانی

وہ چھپانے کی باتین اور ہی ہین | یہ جتانیکے باتین اور ہی ہین

دل کی باتون کا ہے ٹھکانا کیا | کہ ٹھکانے کی باتین اور ہی ہین

کیا کہی بات ہمنے تم سے خلاف | روٹھ جانے کی باتین اور ہی ہین

تو اگر چاہے آئے یان سو بار | پر بہانے کی باتین اور ہی ہین

کیا بجھاؤگے میری سوزش دل | کہ بجھانے کی باتین اور ہی ہین

آزماتے ہین وہ وفا ہین کسے | آزمانے کی باتین اور ہی ہین

زہر کھاتا ہے بات بات پہ کون | زہر کھانے کی باتین اور ہی ہین

ہم کہان اور کہان قفس صیاد | آب و دانہ کی باتین اور ہی ہین

شمع کیا جانے طرز دلسوزی | دل جلانے کی باتین اور ہی ہین

ہنسنے کی پڑھ کے ہمسے کس ن بات | اثر پڑھانے کی باتین اور ہی ہین

ظفر اگلا زمانہ تھا کچھ اور | اس زمانے کی باتین اور ہی ہین

ہر ایک سے ہین تری اتحاد کی باتین | مگر ہمین سے ہین بغض و عناد کی باتین

خدا کے واسطے ان مفسدون کو گھر سے نکال | نکالتے ہین یہ کیا کیا فساد کی باتین

نہین ہے معتقد شیخ و برہمن عاشق | کہ اسکی اور ہی ہین اعتقاد کی باتین

دیگر

شوخی بلا ہے شوق پیر رو کی آنکھ مین
وحشت ہے کہ ایسی کہاں آہو کی آنکھ مین

مین اپنے سوز دل کو چھپاؤن تو کس طرح
آتا نہیں ہے بوند بھی آنسو کی آنکھ مین

مطلع ثانی

کیا خطا مین نے کہیں کیا ہم سے تقصیرین ہوئین	جو ہمارے قتل کی قاتل سے تدبیرین ہوئین
غل پڑا عالم مین ہم سودائیون کے قید کا	جس گھڑی تیار اُن زلفون کی زنجیرین ہوئین
ہین جو خوبان عالم تصویر ہم اُنکے کلام	جسکے حیران ہین کہ گویا کیونکہ تصویرین ہوئین
تیغے بہت سر یار پر مین ہی ہوا سینہ سپر	سامنے تیر سا کبھو مین جو لیکے شمشیرین ہوئین
حسن کی سرکار سے امداد دل کو عشق مین	دونون زنجیرین تری زلفون کی جاگیرین ہوئین
پھوڑا جب فرہاد نے سر اپنا اور مجنون نے پانون	عشق مین ثابت تری دونون کی تقدیرین ہوئین
عشق کو دیتا تھا مین ترجیح تا صبح عقل کو	اسپہ میرے اور آپکے خوب تقریرین ہوئین

جو نہ تھی توقیر کے قابل اُنہین کو اب ظفر
چرخ کی سفلہ نوازی سے ہین توقیرین ہوئین

نہ پوچھ گردن پہ نخچیر ہل گئی تھی کیون	چھری تری و رحم تکبیر ہل گئی تھی کیون
نہ آیا خواب رہا رات بھر یہی کھٹکا	کہ در پہ یار کے زنجیر ہل گئی تھی کیون
جو اُن کبود ونکی نہ جنبش سے آیا تھا بھونچال	تو میرے دل کی یہ تعمیر ہل گئی تھی کیون
پہونچ گیا رُخ نازک پہ اوسکے اک صدمہ	ہوا سے زلف گرہ گیر ہل گئی تھی کیون
جو تیرے خوف ستم سے لرز گئے تھے نہ یہ	تو پھر زمین فلک پیر ہل گئی تھی کیون
جہان کو جنبش ابرو سے آپنے قتل کیا	الٰہی اُنکی یہ شمشیر ہل گئی تھی کیون

گر مجھکو جلادین روش شمع سراپا
مین منھ سے نہ اُف شعلہ عذار دنہین نکالون

ہمسر ہون جو دندان مسی میب سے تیرے
سو طرح کی مین عیب ستار دنہین نکالون

مانند نگین سینہ خراشی سے کے بدولت
مین نام ظفر سینہ فگار دنہین نکالون

دل غم الفت سی مضطر کچھ نہین تو کچھ نہین
چشم آب گریہ سے تر کچھ نہین تو کچھ نہین

نے ہی بت خانہ مین نہ کعبہ مین ہے جو دل مین ہے
اور اگر دل ہی کے اندر کچھ نہین تو کچھ نہین

غم ہے کیا ساقی کہ ہستی کا نہین کچھ اعتبار
تو دیے جا بھر کے ساغر کچھ نہین تو کچھ نہین

ہے ترے دلکی کدورت سے مرے دل پر غبار
اور جو تیرا دل مکدر کچھ نہین تو کچھ نہین

خوبی تقدیر کے ہین ساتھ ساری خوبیان
اور اگر اے دل مقدر کچھ نہین تو کچھ نہین

قد خوبان گرچہ نخل میوۂ فردوس ہے
بار پستان سے ثمر ور کچھ نہین تو کچھ نہین

غم نہین ہونے نہونیکا کہ بے پروا ہین ہم
ہی تو ہے سب کچھ میسر کچھ نہین تو کچھ نہین

خوبی جوہر سے ہی انسان کی قدر و منزلت
اور انہین خوب جوہر کچھ نہین تو کچھ نہین

خانۂ دل کم نہین رتبہ مین بیت اللہ سے
پر ترے نزدیک کافر کچھ نہین تو کچھ نہین

حسن و خوبی ناز و شوخی سب ہین لیکن کیا ہرگز
رحم تجھمین اے ستمگر کچھ نہین تو کچھ نہین

تم جو کہتے ہو ظفر کو کچھ نہین یہ آدمی
خیر بہتر بندہ پرور کچھ نہین تو کچھ نہین

۸۷

دیگر

ہمین کیا کام زاہد سے کہ ... رکھتے ہین
ہم اوس بت کی محبت مین رہ بتخانہ رکھتے ہین
اوٹھاتے ہین وہ بیہوشی کی کیفیت جو مستی ہین
لب میگون سے ساغر سا جو مستانہ رکھتے ہین

وہ کب احسان ساقی ہر ایک پیمانہ رکھتے ہین
بیجو دختر سے ساغر بھی جو ساغر نہین ہم ایسے بیمانہ رکھتے ہین
اپنا بخیہ ... سے کار شانہ رکھتے ہین
کبھی جو ہاتھ مین ہم گیسوے جانانہ رکھتے ہین

اپنا سا ظفر بیکار ہون اور صحبت ... ہین
نہ ہاتھ کل کو کام سے دامن ... ارنشان

دیگر

جو خوش کلام ہین کام و دہان پکڑتے ہین	جہان کہ مردم بدگو زبان پکڑتے ہین
کرے ہے چشم و عنایت سے تو نظر جس پر	وہ غنچہ تیری دل اے دلستان پکڑتے ہین
جو ہوتے ہین تری چشم سیاہ کے بیمار	وہ رات کا ہیکوا ے میرسجان پکڑتے ہین
ارادہ کرتے ہین دل کے شکار کرنے کا	وہ جبکہ ہاتھون مین تیر و کمان پکڑتے ہین
کوئی بلا ہین یہ پیر ہمارے حضرت دل	جو مار طرۂ عنبر فشان پکڑتے ہین
برنگ نقش قدم پھر وہ کوئی آٹھتے ہین	جگہ جو تیرے سر آستان پکڑتے ہین

ظفر لکھین انھین کیا حال ہاے کانپتے ہین
قلم جو ہاتھ مین ہم ناتوان پکڑتے ہین

تیر و شمشیر کے زخمون سے ہین اے یار نشان	تن پہ جو گول کئی ہین کئی خمدار نشان
تو جو گل تکیہ کی جا ہاتھ نہ رکھ کر سوتا	پڑتے چھاونگے ترے کیون سر رخسار نشان
سینہ کاوی سے غرض کیا انھین ناخن مگر	نہ جنھین نام کی خواہش ہے نہ درکار نشان
جز جفا و ستم و جور نپایا تجھین	ہمنے الفت کا کچھ اے شوخ ستمگار نشان
زخم کھانا نہین مزا کچھ جو نہو تو یہ دل	کیون ہو تیر نگہ یار کا سو بار نشان
لاکھ دہو تو نہین جانیگا کبھی اے قاتل	تیرے دامن سے لہو کا مرے زنہار نشان
چشم گریان دل بریان ہم سر رخ زرد	ہین بظاہر تو یہی عشق کے دو چار نشان
کثرت داغ سے ہے فوج صفت آرا دلبر	کھولے ہے تو بھی تو اے آہ شرربار نشان

دیگر

دیکھ گر ہین زلف گرہ گیر مین دو تین
باندھے ہے وہ دل زلف کی زنجیر مین دو تین

ہو کون دو چار اس سے کہ وہ قاتل سفاک
سر کاٹے ہے اوڑا ایک ہی شمشیر مین دو تین

یہ ناز و ادا یہ نگہ و غمزہ و انداز
ہین خوب اسی عالم تصویر مین دو تین

دس باتین ہون دلمین تو ادا سامنے اسکے
تقریر مین دو تین ہون تحریر مین دو تین

اوس غنچہ قد مژگان سے لگے خوب پیا پے
خنجر جگر عاشق دلگیر مین دو تین

بیمار محبت نے ترے اور بھی ظالم
دن پکڑے ترے آنیکی تاخیر مین دو تین

قربان ترے ہاتھونکے اے شوخ کماندار
کیا تو نے پروئے ہین دل اک تیر مین دو تین

یہ رنج و قلق اور یہ اندوہ و غم و درد
غمخوار لکھے تھے مری تقدیر مین دو تین

اک مین ہی نہین وصل کا خواہان ظفر اسکے
ہین اور بھی پھرتے اسی تدبیر مین دو تین +

نے کبھی ہون شاد شادی مین نہ غمگین غم مین ہون
میرا عالم اور ہے مین اور ہی عالم مین ہون

فرصت یکدم پر اتنا پھولنا مثل حباب
آگیا کیا ہستی موہوم کے مین دم مین ہون

کیون پھرون آوارہ اسکو ڈھونڈھتا مثل صبا
میرا ہمدم مجھمین ہے اور اپنی مین ہمدم مین ہون

کیا کریگا اشکباری ابر میرے سامنے
رکھتا اک دریاے خون مین دیدۂ پرنم مین ہون

مین جگر افگار ہون کیا عشق مین سوزش سینہ
چارہ گر سے اپنے لوانا نمک مرہم مین ہون

جو مقدر مین ہے اس سے نے زیادہ ہو نہ کم
میری نادانی ہے گر مین فکر بیش و کم مین ہون

قطعہ

قطعہ

سے چلا دل ظفر مجھے ناحق
ہیں نہیں اُس ستم شعار کی گون

آئے نہ تم جو ایک نفس پانچ روز ہین
یان کاٹے ہمنے پانچ برس پانچ روز ہین

ہے عمر پنجروزہ بہت فرصت قلیل
کیا خاک نکلے دل کی ہوس پانچ روز ہین

پہونچے جہان پیادہ ہم اک دن نہیں مضطر
جائے نہ وان سوار فرس پانچ روز ہین

وہ پانچ دن خفا رہے ایسے کہ دید کو
آنکھیں گئیں ہماری ترس پانچ روز ہین

یہ ضعف ہو کہ آئے ہے سینہ سے لب تلک
صیاد بانگ مرغ قفس پانچ روز ہین

ماتم ترے شہید کا پنجم تلک رہا
جو ہونا تھا سو ہو گیا بس پانچ روز ہین

چھپنے کا راز عشق نہیں اپنا اے ظفر
کھلجائے گا یہ دیکھنا دس پانچ روز ہین

ردیف الواو

گر ناز سے وہ صحن مین گھر چمن کے پانو
چومے زمین پہ گر کے گل اُس گلبدن کے پانو

وحشت کو میرے دیکھ کے جو بھولے چوکڑی
اک حسیت مین شکستہ ہون چاروں ہرن کے پانو

اے عشق کیا صلاح ہے تیری بتا مجھے
لون شیخ کے قدم کہ پڑون برہمن کے پانو

آتا نہ آہ و نالہ سے اپنے بلا ہے
اے دل نہیں ہین گنبد چرخ کہن کو پانو

شیرین کو خون ہو ہوس سرخی کفک
رنگین کرے لہو سے اگر کوہکن کے پانو

اچھا ہو گر چھڑکے نمک وہ مرے دل کی جراحت پر
بلکہ شور اشک بھی آستین ہو جو ظفر اور اچھا ہو

وہ دیکھے سوز محبت سے دل کے داغ کی لو
نہ کبھی جیسے ہو بھڑکی ہوئی چراغ کی لو

دکھاوے رشک چمن اپنے تو گل رخسار
لگی ہوئی ہے مرے دل کو سیر باغ کی لو

خیال ہے ہمیں ساقی کی چشم میگون کا
نہ ہے شراب کی خواہش نہ ہے ایاغ کی لو

عجب نہیں کہ مرے سر پہ داغ سودا سے
عیان ہو شمع صفت سوز دل دماغ کی لو

جہان سے ہو گئے عنقا کی طرح وہ معدوم
لگی جنہیں کہ پار کے سراغ کی لو

تمہارے عاشق وحشی مزاج کو تم بن
کبھی ہے باغ کی لو اور کبھی ہے راغ کی لو

جہان میں کنج قناعت کا ہو وہی خواہان
ظفر لگی ہو جسے گوشۂ فراغ کی لو +

لطف ہیں قطرے عرق کے ہیں تمہارے ایکدو
یا نکل آئے ہیں بدلی میں ستارے ایکدو

مطلع ثانی

اور تم دشنام دو منہ پر ہمارے ایکدو
پیار سے بوسہ نہ صد افسوس پیارے ایکدو

ہو کے سارے عمر یہ پایا کہ جانے ہم نے بھی
آپ کے دو چار ایما اور اشارے ایکدو

دل تپ سوز محبت کا کروں میں کیا علاج
روز لائے ہم نے مجھ سے حرارے ایکدو

یاروا احوال مرا سُنکے کروگے تم کیا	اور نہین کچھ اور اگر ہو سکے یاری تو سنو
نہ سنو تم مری توقیر کی باتین نہ سنو	پر بلا سے مری تم ذلت و خواری تو سنو
کچھ کہین ہم تو سنو تم نہ اُسے یکبالی	اور مخالف گہے اگر کبھی باری تو سنو
ناصحو حال غم عشق سنو تم کیونکر	ہو دے حالت جو ہماری سی تمھاری تو سنو

اے ظفر سنتے ہو کیون باتین کسیکی بیکار
کچھ اگر سنتے سے ہو کار براری تو سنو

اگر تم قتل کو میرے کوئی شمشیر لے آؤ	تو ابرو ہی کی اپنے کھینچکر تصویر لے آؤ
قسم کھائی ہے یاروں نے میرے گھر نہین آنیکی	ہو تم سے آسکے تو کر کے کچھ تدبیر لے آؤ
دیا تھا ہمنے کیا اقرار نامہ آپ کو لکھ کر	کہان ہے وہ ہمارے ہاتھ کی تحریر لے آؤ
کہینے جو کہا عاشق کو لاؤ ہین سامنے میرے	کہا گر ہے قضا ہی اُسکی دامنگیر لے آؤ
مقابل کر کے دیکھو خوبی اُسکی رو کی تو خط کی	عزیزو سورۂ یوسف کی تم تفسیر لے آؤ
دغا کا کب کیا اقرار ہمنے ہو وفاؤن سے	نبا کر دل سے تم چاہو کوئی تقریر لے آؤ

کہو اعدا سے یہ گر ہو ظفر کی ہمسری کرتے
تو اُنکی سی کہین سے پہلے تم تقدیر لے آؤ

کون کہتا ہے ادا سے نہ چلو یون چسلو	لیک تم پاؤن سے دل کے نہ ملو یون نہ چلو
تربت عاشق شیدا پہ اگر چلتے ہو	تو کسی غیر کو ہمراہ نہ لو یون ہین چلو

وہ خال لب کا نکتہ کھلتا ہے کسی پر — ڈھونڈین ہزار اُسکا اب نکتہ چین لگاؤ

سنگِ فساں سے بہتر ہے میری سخت جانی — تمکو اگر لگانی ہے تیغِ کین لگاؤ

تو اضطراب دل کو پوچھے ہے کیا ظفر کے
ہوتا بُرا ہے دل کا اے نازنین لگاؤ

...یں سے آرام ہو دل دیجے کسی ایسے کو — نہ کہ دل لیکے دکھاتا رہے جی ایسے کو

...بشر اُس حور شمائل کو ہو کیا دیکھکے غش — ہوش اُڑ جائین اگر دیکھے پری ایسے کو

...لگی اچھا کیا اُس زلف نے باندھین مشکین — دیجی ایسی ہی سزا چاہیے تھی ایسے کو

...دے دیکھا جو مجھے اُسنے تو ہنسکر یہ کہا — کہ ہمین دیکھکے آتی ہے ہنسی ایسے کو

...شکوہ بیجا ہے اگر دلکو نچھوڑے غمِ عشق — دلمین کبھی ہمنے جگہ آپ ہی دی ایسے کو

...ط مرا پھیرتا ہے غیرون کو دکھاتا قاصد — دی نوشتہ نے مرے نامہ بری ایسے کو

...ل ہے اُس دلبرِ نازک کا الٰہی کیون سخت — زیب دیتی نہین یہ سنگدلی ایسے کو

...ہر آئینہ ہین ورنہ ہے ایسا غماز — گر لگا دے نہ کبھی مُنھ بھی کبھی ایسے کو

اس زمانے مین نہ آتے ہون جسے مکر و فریب
سچ تو یہ ہے کہ ظفر کہیے ولی ایسے کو

اوس رُخ پہ زلفِ پریشان سمجھو — شب و روز دست و گریبان سمجھو

مطلع ثانی

[illegible]

تیغ غم سے کسکا دل سینہ سپر میرا سا ہو — وہ چڑھے منہ عشق کے جسکا جگر میرا سا ہو

کٹ گئے اُس نوخط کو چھین مین کوچے بخیطا — لیکے خط جاوے وہاں جو نامہ بر میرا سا ہو

ابر سو سو بار گو ہر بار ہو لیکن کہاں — دیدۂ اُسکا خونفشان دو دو پہر میرا سا ہو

چھیڑے وہ شامت زدہ کالیکو اُسکی زلف کے — جان پر جو کھیلے دل جسکا نڈر میرا سا ہو

جو ہو ہر جائی پہ شیدا اُسکا رسوائی ہے حال — کو بکو خانہ بخانہ دربدر میرا سا ہو

ہووے حسن و عشق کا جب آشکارا رنگ و ڈھنگ — رنگ ادھر تیرا سا ہو اور ڈھنگ ادھر میرا سا ہو

ناصح بیدرد سے اپنا کہوں مین درد دل — جبکہ دل پُردرد اُسکا ہو ظفر میرا سا ہو

گرد کے سو بار اُٹھ جاتے ہین تیرے سر کے پانو — لیک لغزش نہین کرتے کبھی تقصیر کے پانو

گنبد چرخ خدا جانے کھڑا ہے کیونکر — ورنہ گرہی پڑے گر ہو وین تعمیر کے پانو

دل کا اُس زلف مین یہ حال ہے جیسے پھنس جائین — آکے پھندے مین کسی مرغ ہوا گیر کے پانو

آئیگا پاے تصور سے ترے کوچہ مین — کٹ بھی جائینگے اگر عاشق دلگیر کے پانو

کیا عجب دشت سے گر آنکے چومے مجنون — تیرے وحشت زدہ پاے بزنجیر کے پانو

اے کمانداز ترے تیر کی زد پر آکر — اُٹھ نہین سکتے زمین سے ترے نخچیر کے پانو

جی ہی چاہتا ہے آنکھین لگادون ابھی — اے ظفر دیکھکے اُس عالم تصویر کے پانو

[illegible]

[illegible]

وہ ایک دوست چاہیے تو پروا نہیں اگر
دشمن ہمارا ایک سے لے تا ہزار ہو

عیاریوں سے لیتے ہو دل کیسے یاریاں
مطلب کے اپنے یار ہو تم کسکے یار ہو

حاضر ہیں صیدگاہ محبت میں پہلے ہم
ناوک فگن اگر تجھے شوق شکار ہو

سینہ میں داغ عشق کو رہنے دے چارہ گر
شاید یہ بعد مرگ چراغ مزار ہو

دل ہے وہی پسند جو تجھپر فدا رہے
جان ہے وہی عزیز جو تجھپر نثار ہو

کیا حال اسکا ہو کہ ترے جس مریض کا
آنکھوں میں دم ہو اور ترا انتظار ہو

اختر شماریوں ہی میں تجھ بن کروں بسر
ہر چند رات ہجر کی روز شمار ہو

ہوں خاک راہ اسکا پر ایسا نہو ظفر
میرا غبار خاطر نازک پہ بار ہو

سود و زیاں نہ ہونگے نہ کچھ دم بھرے سے ہو
اے ہمدمو جو ہو سو خدا کے کرے سے ہو

کرنی بھلوں کے ساتھ برائی بھلی نہیں
نقصان اوسی کا ہو کہ جو کھوٹا کھرے سے ہو

تجھسا حسین نیا کوئی ہے نہ اے پری
پریوں کے ملک کے بھی تم آئے پرے سے ہو

دل میرا صاف اُنسے ہے مانند آئینہ
کیونکر غبار لوگوں کے تہمت دھرے سے ہو

صحرا میں آب گریہ سے دیوانہ کو ترے
تھے جو درخت خشک گئے سب ہرے سے ہو

یکساں ہے تیرے عاشق شیدا کو مرگ و زیست
حاصل نہ کچھ جیے سے نہ اسکو مرے سے ہو

کیوں سوتے سوتے چونک پڑے خواب میں ظفر
وہ مار زلف دیکھ کے شاید ڈرے سے ہو

دیگر

[illegible]

دیگر

[illegible]

مطلع ثانی

[illegible]

تمپر یہ ہوا خواہ دل و جان سے فدا ہو
اور تم یہ کہو حیف کہ چل یاں سے ہوا ہو

سر اپنا جھکے اور کہاں غیر در یار
سجدہ وہیں کرتے ہیں جہاں سجدہ کی جا ہو

بوسہ لب میگون کا جو وہ مست مے ناز
دے عالم مستی ہیں تو کیا خوب مزا ہو

آزار محبت سے ہیں ناچار اطبّا
کیا اوسکا مداوا ہو کہ جسکی نہ دوا ہو

بر ہم ہوں دو عالم ترے اک جلوے سے کافر
جب دونوں طرف تمہرہ یہ ترے زلف دوتا ہو

چشم پر قانی پہ ہر یوں سایۂ مژگان
تنکے کو اٹھائے ہوئے جون کاہ ربا ہو

جب جانے گرفتاری دلکو مرے ناصح
دل اوسکا بھی گر دام محبت میں پھنسا ہو

مسجد سے نہیں کم وہ زمین سجدہ کو اپنے
جس جا ظفر اوس یار کا نقش کف پا ہو

عاشق کو اپنے دیکھ کبھی اک نظر تو لو
وہ تم پہ جان دے ہے تم اوسکی خبر تو لو

زخمی کیا فلک کو مرے تیر آہ نے
خون ہے شفق نہیں ہے ذرا دھیان کر تو لو

لے دونگا اپنی جان تلک بیچکر تجھے
اے نالو ہاتھ آئے بقیمت اثر تو لو

عاشق تو مر ہی جائیگا کوئی دم میں آپ
خون لیتے اپنے سر پہ ہو ناحق اگر تو لو

بوسہ نہ دو گلے نہ لگو تم پلنگ پر
پر منہ کو اپنے پھیر کے کروٹ ادھر تو لو

میں نے کہا کہو تو مسیحا کہوں تمھیں
کہنے لگے کہ کہنا ابھی پہلے مر تو لو

منہ کیا کہ دو گے نامہ و پیغام قاصدو
تم جا کے اوسکے سامنے نام ظفر تو لو

جو اسکی زلف میں ہو مشک ناب کیسی بو
تو ہے پسینے میں رخ کے گلاب کیسی بو

الٰہی خیر ہو آتی ہے کوے قاتل سے
جو خون عاشق پر اضطراب کیسی بو

جلایا سینہ میں کیا دلکو آتش غم نے
کہ ساتھ آہ کے آتی کباب کیسی بو

تصور رخ مہوش میں ہم اگر روئیں
ہر اشک میں ہو گل ماہتاب کیسی بو

نجا کہ لطف و عنایت پہ اسکی حضرت دل
نکلتی آہ میں بھی ہے اک عتاب کیسی بو

کہاں ہے سنبل پیچاں میں اے نسیم چمن
کسیکی طرہ پر پیچ و تاب کیسی بو

نہ لیجے منہ سے ظفر نام پارسائی کا
تمھارے منہ سے ہے آتی شراب کیسی بو

حضرت دل بیٹھے ہو گر کام سے بیٹھے رہو
میرے گھٹنے سے لگے آرام سے بیٹھے رہو

شاعرو مضمون زلف و رخ نہ اسکا آئے ہاتھ
فکر میں گر صبح تک تم شام سے بیٹھے رہو

جا کے دیر و کعبہ میں کیا لوگے تم اے غافلو
ہاتھ اوٹھا کفر اور اسلام سے بیٹھے رہو

بیٹھنے سے پاس بدنامی کا ڈر ہے کیوں نہ تم
دور اپنے عاشق بدنام سے بیٹھے رہو

چرخ تک چکر میں سب ہیں کیونکہ یارو زیر چرخ
بچ سکے تم اس گردش ایام سے بیٹھے رہو

اے اسیرو اب نہ پر میں طاقت پرواز ہے
کیا کروگے تم نکلکر دام سے بیٹھے رہو

وہ دکھائے گا کبھی تو جلوہ اپنا اے ظفر
تم لگا کے آنکھیں اپنی بام سے بیٹھے رہو

درد دل بلبل کا کر سکتے نہین گر گوش زد	کان کیون گل کے چمن مین ہی صبا لگتی کہو
جیسے ہاتھو مین تمھارے ہی حری سر کا خون	ہی کہان خوشرنگ ہاتھ ایسی حنا لگتی کہو
اے ستمگارو نہو تا گر ستم کو مجھسے انس	تو گلے سے کیون مرے تیغ جفا لگتی کہو
حضرت دل اوسکی یکی ہین ادائین سیکڑون	پر تمھین ہے کونسی پیاری ادا لگتی کہو
تم جو کہتے ہو لگا تو دختر رز پر نہ تاک	شیخ جی صاحب تمھاری ہی یہ کیا لگتی کہو
زلف کو عارض پہ اوسکے کیون ہلاتی ہی صبا	دل پہ اک برچھی سے میرے ہے بلا لگتی کہو

جس جگہ لگتی سخن مین ہی طبیعت آپ کی
اے ظفر وان کسکی ہے فکر رسا لگتی کہو

دیگر

جو کہو انصاف سے بات اک ذرا لگتی کہو	اے بتو بہر خدا کچھ تو خدا لگتی کہو
حضرت دل تم جو لگ چلتے نہ زلف یار سے	کیون تمھارے جان کے پیچھے بلا لگتی کہو
قتل ہی ہونا تھا قسمت مین اگر نہ ہمدمو	کار گر کیون دل پہ وہ تیغ ادا لگتی کہو
گر نہوتا تمکو ساتھ اُن قوسون کے کچھ لگاؤ	کیون جھڑی اشکونکی انکھون بار بار لگتی کہو
گر بری ہوتی نہ قسمت اور بھلے ہوتے نصیب	بات میری کیون بری تمکو بھلا لگتی کہو
گر نہوتا دل مرا خون حسرت پابوس مین	پانو مین افسوس شوخ کے کیونکر حنا لگتی کہو

سوسن آزاد ہو یا سرو آزاد اے ظفر
اس گلستان مین نہین کسکو ہوا لگتی کہو

لڑی رہی نظرِ فتنہ کی تری جانب
کہ دیکھیں چشمِ مفتن سے کیا اشارا ہو

کہو نہیں کیونکہ آسے نعل کفش پا تیرا
کہ جب فلک مہ نو ہیں کوئی ستارا ہو

وہ ماہ پارہ دکھاوے جو اپنا جلوۂ حسن
کتان کی طرح دل ماہ پارا پارا ہو

وہ دشمنوں کو حرارت جواب بجاتی ہیں
کہیں نہ رات کے آئینہ کا یہ جرارا ہو

ظفر وہ کونسا دانا جہا نہیں ہے کہ جسے
اس آسیائے فلک نے نہ پیس مارا ہو

مرا غمنامہ یہ و انتک پہونچ جاوے تو کیسا ہو
خوشی کی نامہ برو ایسے خبر لاوے تو کیسی ہو

ستاتے کیا ہو تم ہر دم کہ لو اب ہم تو جاتے ہیں
یہ سنکر جان سے کوئی گذر جاوے تو کیسا ہو

دل شاست زدہ کیوں چھیڑتا ہی زلف کو اسکی
ابھی برہم وہ ہو کر جھنجھلاوے تو کیسا ہو

بجھاتے ہیں ہم اپنی سوزش دل آب گریہ سے
یہ دل ہیں آگ دونی اور بھڑکا دے تو کیسا ہو

ہوا حال ایسا اپنا سنکے اسکے حسن کا شہرہ
خدا جانے کہ وہ صورت جو دکھلاوے تو کیسا ہو

نہ چل اے فتنہ رفتار اسطرح اٹکھیلیوں سے تو
کہ ناحق خاک ہیں کوئی جو مل جاوے تو کیسا ہو

ذرا دم لینا جب ہوتا گوارا وس صید افگن کو
اگر یہ صید ناوک خوردہ چلاوے تو کیسا ہو

سے چلے تو ہیں چمن کو ہم کہ جا کر جی کو بہلائیں
وہاں بھی گر دل دیوانہ گھبراوے تو کیسا ہو

جلایا تو ہے تمنے دل ہمارا آتش غم سے
یہ آہ آتشیں سے آگ برساوے تو کیسا ہو

جو یہ بیزار ہو مجھسے خفا ہو نام سے میرے
وہ میرا ذکر محفل ہیں جو سن پاوے تو کیسا ہو

۹۹

رشک خورشید قیامت ہو وہ پکھا جسکو
اپنے تم سوختہ کے داغ جگر پر رکھو

گر قدم رنجہ کرو راہ عنایات سے یہان
تم قدم آنکھونپہ رکھو مرے سر پر رکھو

دم بھی لینے کی نہین ضعف سے طاقت ہمکو
تہمت نالہ نہ تم اپنے ظفر پر رکھو

چمن مین کبھی نگارین جو اُس نگار کے پانو
کہے بہار کہ ہین واہ کیا بہار کے پانو

نصیب ہو اگر اُس شک گل کی پابوسی
کرون ہزار کی منت پڑون ہزار کے پانو

شکارگاہ مین آئے جو وہ شکار افگن
تو کیا مجال کہ پھر اٹھ سکین شکار کے پانو

خط ایک پہونچ سکا تو بچیلا اُن تک
قلم ہون چار کے ہاتھ اور قطع چار کے پانو

نگاہ مست تری گر پڑے نہ دل پہ کہین
نشے مین کرتے ہین لغزش شراب خوار کے پانو

ظفر ادھر ہے وہانسے ہمیشہ گل مہندی
جہان تجھے دھوئے خوابستہ مرے یار کے پانو

ستم اور بھی مجھپہ دہ چند کرلو
اگر میرے دل کو رضامند کرلو

مطلع ثانی

جو لب برگ گل مین شکرخند کرلو
ملا کر گل و قند گلقند کرلو

کرو بند دیکھو نہ غرفہ کو اپنے
ہمین سے کہو آنکھین تم بند کرلو

دہ چھوٹا ہی ڈرہے مجھے حضرت دل
کہ باور تم اوسکی نہ سوگند کرلو

آؤ اے مہربان ادھر آؤ	تم چلے ہو کہان ادھر آؤ
میرے گریہ سے ہے اگر منظور	سیر آب روان ادھر آؤ
تو وہ دل ہے خوب ہے مشق	لیکے تیر و کمان ادھر آؤ
مجکو دیر و مغان مین دیکھتے ہی	کہے پیر و مغان ادھر آؤ
بدگمانی ہے تو نہ آؤ تم	گر نہین کچھ گمان ادھر آؤ
اتنی تاثیر ہے کہان کہ جو تم	سُنکے میری فغان ادھر آؤ
دیکھو کیا میرے دیدۂ خونبار	آج ہے گل فشان ادھر آؤ
بوسے دیتے تو جاؤ غیر کے پاس	دینے کو گالیان ادھر آؤ
خانۂ دل کو سمجھو اپنا گھر	ہے یہ حاضر مکان ادھر آؤ
اتنی فرصت کہان رقیبون سے	کہ جو تم اک زمان ادھر آؤ
آگئی جان میرے ہونٹون پر	اتبو اے میری جان ادھر آؤ

اے ظفر میرے درد دل کی تم
گر سُنو داستان ادھر آؤ

مقابل میری طرح سے کسکا آئینہ دل ہو سُنہ دیکھو	مثال آئنہ یہ اتنا اس قابل ہے مُنہ دیکھو
تماشا قدرت حق کا ہے اُسکے حسن کا جلوہ	مقابل اوسکے ہو سکتا مہ کامل ہے مُنہ دیکھو
زرا میل طبیعت کچھ جتاتے ہین جو یار اُسکو	تو وہ ہنسکر کہے ہے میرا یہ مائل ہے مُنہ دیکھو

اوسکا گھر دل مین تمھارا ہے [illegible]
کسی سے پوچھو اگر اوس یار کا گھر پوچھتے ہو
جان کر ہوتے ہو نادان کہ تم جو ہے سبب
باعث درد دل اور درد جگر پوچھتے ہو

قطعہ

غافلو ہو کہ نہ ہو [illegible] سفر مین کچھ سود
ساعت نیک [illegible] پوچھتے ہو
[illegible] جب جاتے ہو دنیا سے [illegible]
کوئی دن نہ کوئی وقت سفر پوچھتے ہو

ردیف

دیگر

ہین اُس گلی مین بیٹھ رہون مثل نقش پا
ایمان بھی اُسکو دیدون مگر مجھسے وہ صنم
سو فتنہ وہ اُٹھائے مگر جیسا فتنہ گر
کیون کھینچتے ابھی سے ہو سینہ سے اپنا تیر
ہین اک نظر پہ نذر کرون اُسکو جان و دل
ہوجاے کیونکہ موم دل اے سنگدل ترا

پر جاے بیٹھ رہنے کو بالشت بھر تو ہو
گمراہ ہو رہا ہے ذرا راہ پر تو ہو
دل چاہتا ہو ویسا کوئی فتنہ گر تو ہو
رہنے وہ اسکا دل مین ذرا بیٹھ گھر تو ہو
لیکن یہ چشم یار کے مد نظر تو ہو
اس آہ بے اثر مین ابھی کچھ اثر تو ہو

تھوڑی سی گر ظفر کی سُنے داستان غم
اُسکی نشست ایک جگہ دو پہر تو ہو

مصحف رخسار پر کافر ترے گیسو ہین دو
اُنکو تیغ اصفہانی اور خراسانی کمان
کیون نہو کشت امید دل اُن آنکھون سے تمام
اُس سہی قامت کی پستان ہین طلسم طرفہ تر
دلکو اک تسکین ہے ہوجاے ہے وقت اضطراب
درد دل ہے اک طرف درد جگر ہے اک طرف

ہے تماشا حافظ قرآن ہو ہندو ہین دو
پہونچی ہے یہ جوا ہے قاتل ترے ابرو ہین دو
کھیت ہین سوکھا تھوڑی سی یہ تو وہ آہو ہین دو
ایک نخل سرو مین پیدا ہوے ہندو ہین دو
جبکہ آنکھون سے ٹپک پڑتے کبھی آنسو ہین دو
درد فرقت مین بھی ہم درد ہم پہلو ہین دو

اس خراب آباد مین بستے ہین دو نیک و بد
صلح جو بھی ہین ظفر دو گرستیزہ جو ہین دو

۱۰۳

دیگر

لے خانہ ور احسن سے نہیں کوئی اللہ دنیا میں
یہ تو دونوں ہیں ہمیشہ ظفر انسان کے ساتھ

دیگر

لو ہو گیا ظفر وہ آزردہ تمنے دیکھا
اہی نالہ و فغان کی تاثیر کا نمونہ

کوچہ میں اپنے دے وہ صنم مجکو گر جگہ
باقی رہے نہ سجدہ سے بالشت بھر جگہ

دل سے نہیں نکلتا کسی طرح تیر غم
پکڑی ہے اپنے چارہ گر و اسقدر جگہ

وہ کون ہے کہ جسکے لیے یہ شعاع مہر
جاروب لیکے جھاڑے ہے وقت سحر جگہ

کھٹکے سے باغبان کے چمن میں نہیں ہی
بلبل کے بیٹھنے کے لیے شاخ پر جگہ

آ بیٹھا میرے دلمیں خدنگ نگاہ یار
بہتر جو اس سے کوئی نہ آئی نظر جگہ

دیر و حرم میں جا کے اُسے شیخ و برہمن
کیا ڈھونڈھتے ہیں وہ تو ہے موجود ہر جگہ

تکیہ بنا کے بیٹھ رہیں ہم فقیر وار
ہاتھ آئے کوے یار میں گر اے ظفر جگہ

دل کو الفت ہے جو اُس تیر کی پیکان کے ساتھ
نہیں جائیگی اگر جائیگی تو جان کے ساتھ

یون ہی اُس زلف سے مانوس دل آشفتہ
جیسے ہو انس پریشان کو پریشان کے ساتھ

ناخن دست جنون کی ہے یہی گر تیزی
چاک ہو جائیگا سینہ بھی گریبان کے ساتھ

کفر و دین دونوں سے ہے مذہب عشاق جدا
نہ وہ کافر کے ہیں ہمرہ نہ مسلمان کے ساتھ

لیگئے درد و غم و داغ کو وہ ساتھ اپنے
گئے دنیا سے ترے شیفتے سامان کے ساتھ

زلف کو مصحف رخسار سے اپنے سرکا
کہ وہ ہندو ہے اُسے کیا کام ہے قرآن کے ساتھ

لب کا دو بوسہ کر رخسار و جبین کا بوسہ

مطلع ثانی

ہے جو تجھ کو ترے ... جبین کا بوسہ

بن پہ جاؤن کیا ماہ جبین کا بوسہ

[illegible]

خدا محفوظ رکھے اُس بت کافر کے گیسو سے	بلا وہ ناگ ہے کالا معاذ اللہ معاذ اللہ
جگر تو دیکھ تو میرا شکی اک آہ بھی مین نے	کیے تو نے ستم کیا کیا معاذ اللہ معاذ اللہ
لگایا ہاتھ شب بینے جو اُسکی زلف مشکین کو	تو وہ برہم ہوا کیسا معاذ اللہ معاذ اللہ
جو سوئے مقتل عشاق وہ محشر خرام آوے	تو کیا اک حشر ہو برپا معاذ اللہ معاذ اللہ
جو سر گرم طپش میرے دل بیتاب کو دیکھا	تو بجلی بھی گئی تھرا معاذ اللہ معاذ اللہ
قد جانان کو دون تشبیہ کیونکر نخل طوبیٰ سے	کہان وہ قد کہان طوبیٰ معاذ اللہ معاذ اللہ

کیا غارت ہزارون کو ظفر دنیا کی الفت نے
بڑی آفت ہے یہ دنیا معاذ اللہ معاذ اللہ

گران ہے تمکو نزاکت سے پیرہن کا بوجھ	نہ رکھو بازوے نازک پہ نورتن کا بوجھ
ہزار کوہ اگر ہون اُنھین اُٹھالین ہم	پر اُٹھے ہمسے کسیکے نہ اک سخن کا بوجھ
فلک زمین پہ ابھی گر پڑے جو تھام نہ لون	ستون آہ سے اس گنبد کہن کا بوجھ
نہ ڈال بار ستم اے چرخ ان نحیفون سے	کہ جس سے اُٹھ نہ سکے اپنے بھی بدن کا بوجھ
گران ہے اُس مرے گل کے دماغ نازک پر	چمن مین نکہت نسرین و یاسمن کا بوجھ
نہ تن سے دور ہو سر جبتلک تو ہلکا	ستمگر اُس سے کر شیدائے خستہ تن کا بوجھ

نہ ہوتی سر پہ یہ گٹھری ظفر گنا ہونکی
بلا سے ہوتا اگر اور لاکھ من کا بوجھ

[illegible]

گیا آنکھون مین ہم دیکھتے ہی دیکھتے راہ

وہ قاصد سے نہ ایسا کسی ملال کی اللہ

کہتے ہین دیکھ کے صورت کو تری صورت نما

واہ کیا تو نے یہ صورت ہے بنائی اللہ

آہ نظارہ سوز محبت کا اثر دیکھ آگاہ

جان پروانہ نے کیون اپنی جلائی اللہ

جو مصیبت ہمین قسمت نے دکھائی دیکھی

پر دکھا سکا نہ ظفر اوسکی جدائی اللہ

دیگر

ردیف یاے تحتانی

زہے تنہائی ہے بیکسی اُس بت کے در پہ ہم سوالی ہے

پردہ جاہے جھکائی سر جہان ساز خدائی ہے

نہین ہے ہم کو کوئی بھی غمخوار اپنا کنج احزان مین

اگر ہے تو غم تنہائی و درد جدائی ہے

پھنسے ہین پیطرح ہم اُس کے دام محبت مین

بجز از مرگ ہونی ہمکو کب اُس سے رہائی ہے

ہمیشہ تجکو کہتا ہون الجھ اوسکی نہ زلفون سے

سوچا کیا ہے عشق مین اے دل	جو ہو کرنا تجھے سو جھٹ کر بیٹھ

قصد اُٹھ بھاگنے کا گر نہ ظفر

تو جو وان بیٹھتا ہے ڈٹ کر بیٹھ

نہین کہین بھی تری چشم فتنہ زا کی پناہ	یہ وہ بلا ہے کہ بس اے صنم خدا کی پناہ
سواے رنج و غم و یاس چاہ مین اُسکی	دلا نہ ڈھونڈ کسی یار و آشنا کی پناہ
پناہ مانگتا ہے جسکو دیکھ کر ہر شخص	غضب ہے تیغ ادا شوخ کج ادا کی پناہ
جفا سے تیرے نہین ڈرتے با وفا ظالم	کہ اُنکے واسطے ہے عشق مین فنا کی پناہ
بھری ہے موج ہوا سا قیا لیے شمشیر	نہین بجز سپر جام اس ہوا کی پناہ
بچے نگاہ سے دل تیر کس طرح ظالم	کہ ہے جہان مین کہان ناوک قضا کی پناہ

گر قبول ہو درگاہ ایزدی مین ظفر

تو دو جہان مین ہے کافی یہ اک دعا کی پناہ

شکل اُسنے ہمین آکر جو دکھائی اللہ	دل مین کیا اُس بت کافر کے یہ آئی اللہ
ہو گیا مجھسے مکدر وہ مرا آئینہ رو	دیکھیے ہوتی ہے کسطرح صفائی اللہ
گل مین کیا خار مین کیا نور مین کیا نار مین کیا	اللہ ری تری جلوہ نمائی اللہ
لائی بو کس گل خوبی کی ہے یہ باد بہار	کہتی ہے صل علی ساری خدائی اللہ
روز اُڑاتا ہے وہ سر تیغ ستم سے دو چار	کس سے یہ طرز ستم اسنے اُڑائی اللہ

[illegible]

اشارہ فہم تیرا کون ہو یہ فہم ہے کسکو
کوئی پہچانتا ہو گا تری چتون ہمین ہین بس

نیا پا دیر و کعبہ مین پتا ہر گز ترے گھر کا
اگر نکلا تو پھر نکلا ترا مسکن ہمین ہین بس

ہمین سر باز ہین دم دینے والے تیرے ابرو پر
نہ شمشیر رکھ دیگا کوئی گردن ہمین ہین بس

ظفر جو زاہدان پاکدامن ہین الگ ہمسے
کبھی تجھے اس سے پہلے یہ بھی تر دامن ہمین ہین بس

ترا دیوانہ یہ کیا اٹھ پھر تکتا ہے
گاہ تکتا ہے ادھر گاہ ادھر تکتا ہے

ترے رخسار مصفا کی طرف آئینہ سان
ہو کے حیرت زدہ ہر ایک بشر تکتا ہے

کب گذرتا ہے وہ اس رہگذر سے اپنی
دیر سے راہ کوئی آہ بشر تکتا ہے

غم فرقت سے ہی یہ حال کہ میرا غمخوار
منہ کو چپکا مرے با دیدۂ تر تکتا ہے

کیا کہین جھانکتے دیکھا تجھے ای پردہ نشین
ایک عالم طرف روزن در تکتا ہے

جبکہ تکتا ہے نشانہ کو کمندار مرا
پہلے میرا ہی وہ دل اور جگر تکتا ہے

کوئی ٹھہراتا نہین وصل کی صورت انسے
صورت اک ایک کی ناچار ظفر تکتا ہے

بات انکی جو مری بات پہ اونچی نہوئی
منہ گریبان مین ڈالا نظر اونچی نہوئی

آنکھ اونچون سے جو ادھر لڑتی تھی ای پردہ نشین
کبھی یہ پردہ کی دیوار ادھر اونچی نہوئی

تیری تلوار سے ہمنے نہ بچایا سر کو
اے ستمگر کبھی اپنی سپر اونچی نہوئی

[illegible] اونچی نہوئی
[illegible] اونچی نہوئی
[illegible] اونچی نہوئی

[illegible] ہائے ہائے
[illegible] ہائے ہائے
[illegible] ہائے ہائے

زمین کیا زمانہ سے کشتی کرا [illegible]
پچھاڑا سا بہت پہلوان اچھا
اگر ترسام گمان وابرو [illegible] اچھا
تو دین پھینک تیر و کمان اچھا
ترے سا چشم بیمار سے [illegible] اچھا
ہزاروں مین بیمار بیان اچھا
جو دل تیر لیتا ہے [illegible] اچھا
کہ ہین اور بھی دلستان اچھا
ظفر ہے ستارہ گرمی تمہارے سخن مین
کہ جیسے ہین آتش زبان اچھا

[illegible]

جدائی مین ترے ہین یہ دہ تحیر ای ساقی
اوڑا دو مرغ دل کو اور پرندونکے لیے رکھتو
تری آنکھونکے بیمارون نے شربت کے عوض ظالم
دل پر آبلہ وہ خوشۂ انگور سے میرا
نہین آنکی جیب تک ہاتھ خاک [illegible] ہم پا کی

شراب خون دل بھر بھر کے بیجا نیکے پیمانے
سدا پانی کے پیمانے سدا دانیکے پیمانے
پیے زہر آپ سے بھر کر دوا خانیکے پیمانے
کہ بھرتے آپ سے ہین جسکے ہر دانیکے پیمانے
کبھی ساقی نہین میخوار ہونیکے پیمانے

مے عیش و طرب کا ایک قطرہ بھی نہین ساقی
ظفر یہ آسمان ہین یون ہین کھلا نیکے پیمانے

آج بوسہ پر لڑائی ہوتے ہوتے رہ گئی
شکر ہے وہ من گئے ورنہ چلے تھے وہ بگڑ
آہ وہ آئینہ رو ہمسے مکدر ہی رہا
وہ ڈبوتے چاہ مین ہوتے اگر ہم آشنا
توڑتا تو تو زنجیر در زندان جنون
مہربان صیاد ہو کر ہو گیا نا مہربان

پھر کے آنکے ہاتھا پائی ہوتے ہوتے رہ گئی
وصل مین یار سے جدائی ہوتے ہوتے رہ گئی
ہمنے جب چاہی صفائی ہوتے ہوتے رہ گئی
لیکن اُنسے آشنائی ہوتے ہوتے رہ گئی
کیا ہو از در آزمائی ہوتے ہوتے رہ گئی
دام سے ہمکو رہائی ہوتے ہوتے رہ گئی

اے **ظفر** دیکھا بھلائی کا اثر دشمن مین بھی
کی اگر تجھسے برائی ہوتے ہوتے رہ گئی

بہائے جاتو آنسو کو کہ دو پر جان کے تو ہو سکے
بلا سے عشق مین گر جان جاوے آبرو رہ جاوے

دیگر

آنکھیں فراق کہان جو ہین طالب دنیا | ہمیشہ رہتے ہین دنیا ہی کے طلب مین کھنچے
پھنسا جو رنج مین کوئی کسی سبب سے پھنسا | تمہارے ہاتھ سے ہم رنج بے سبب مین کھنچے
اگرچہ صحن چمن بھی تو ہمکو زندان ہے | کہ ہم ہین الفت خوبان غنچہ لب مین کھنچے

نہین ہے دام فریب اسکا کوئی بھی خالی
بلاکشان محبت ظفر ہین سب مین پھنسے

ہمنے تمسے بھلائی ایسی کی + | تمنے ہمسے برائی ایسی کی
ہم نہ بھولے کبھی وفا کی راہ | عشق نے رہنمائی ایسی کی
ظاہر اصاف اور دل مین غبار | کی تو اوسنے صفائی ایسی کی
کیا نا آشنا ہمین سب سے | آپ نے آشنائی ایسی کی
پہونچا زلفون تلک نہ ترا شانہ | کیونکہ بیدار سائی ایسی کی +
کٹ گئے سر ہزارون اک دم مین | اوسنے تیغ آزمائی ایسی کی
کیونکہ اس بت نے تابع فرمان | ہے خدائی خدائی ایسی کی
کی بگاڑ کر کبھی جو بات اوسنے | ہمسے کچھ بن نہ آئی ایسی کی

اک ہمین سے ظفر نہین اوسنے
جس سے کی بیوفائی ایسی کی

طاقت نہین پھرنیکی عادت لیے پھرتی ہے | یا صرف مجھے میری ہمت لیے پھرتی ہے

لخت دل کیے روان کرتے ہین ہم آنسو کو | وہ اگر نامہ ہے تو نامہ بر اپنا یہ ہے
کہو دل سے نہ رکھے اسکا خیال مژگان | کاٹے کسواسطے اپنے لیے بوتا یہ ہے
شعلۂ دل کو بجھاتا نہین آب گریہ | بلکہ بھڑکاتا ہے اور بھی دونا یہ ہے
دل کی اپنی مجھے ہے اسلیے خاطر منظور | کہ ترا شیفتہ یہ ہے ترا شیدا یہ ہے

گر کہے کوئی بُرا اونکو کہین وہ نہ بُرا
جو ہین اچھے ظفر اُنکے لیے اچھا یہ ہے

آج تیری یہ تیری شمشیر کچھ کہتی تو ہے | مجھسے اے قاتل مری تقدیر کچھ کہتی تو ہے
سُن لو جو ہے خانۂ زندان مین دیوانونکا حال | گرکے برپا غل سدا زنجیر کچھ کہتی تو ہے
تو خدا جانے پری پیکر ہے یا ہمشکل حور | تجکو خلق اے عالم تصویر کچھ کہتی تو ہے
ہو نہو دل مین اثر ہے تیرے اگر اے سنگدل | حال میرا آہ بے تاثیر کچھ کہتی تو ہے

اے ظفر وہ بے خبر سُن لیگا سب تیری خبر
مُخبرون کی آج یہ تقریر کچھ کہتی تو ہے

نہ ہم راہ دغا بھولے نہ تم طرز ستم چوکے | جو اپنی بات تھی اُس سے نہ تم چوکے نہ ہم چوکے
جو مضمون چاہیے تھا خط مین لکھنا ہمکو وہ چوکے | کیا ہی ہر قلم انداز وہی یک قلم چوکے
گئے دیر و حرم کو چھوڑ کر جو آستان تیرا | مرے نزدیک یہ شیخ و برہمن اے صنم چوکے
یہ اپنی دم شماری تھی اُسی کی دم سے کوئی دم | چلا جسدم وہ عیسیٰ دم اُسی دم ہم بھی دم چوکے

جب حور وشون کے کوچہ سے نسیم آتی
ہر جھونکے مین ہے بوی گلہاے نعیم آتی

کسطرح چمن مین بو سنبل نہ پسند اپنے
آئین سے کسیکی ہے کاکل کی شمیم آتی

یہ عشق کی دولت ہے جو چشم مین آنسو کی
ہر بوند نظر مجھکو ہے دُرِ یتیم آتی

گزرا روزگار اوسکی الفت مین نہوتا مین
کیون جان مری لب پر باحال سقیم آتی

نا فہم کوئی سمجھے کیا رمز محبت کو
یہ فہم مین ہے کسکے جز مرد فہیم آتی

یاد اوسکی مرے دم مین گر گئی تو مین اسکو
کسطرح نہ آنے دون ہے یہ تو قدیم آتی

یہ چہرۂ زرد اور یہ آنسو مجھے کافی ہین
کچھ دل مین نہین میرے حرص زر و سیم آتی

ناحق ہے علاج اے دل آزار محبت کا
کچھ کام نہین آئین تدبیر حکیم آتی

مژگان کا خیال اسکے دل مین مرے آتا ہے
اسطرح ظفر جیسے ہو فوج غنیم آتی

مے وحدت کی ہمکو مستی ہے
بت پرستی خدا پرستی ہے

یون ٹپکتے ہین اشک مژگان سے
جیسے کوئی گھٹا برستی ہے

دل کو ہم بیچتے ہین بوسہ پر
اسکو لے لیجے جنس سستی ہے

مثل فوارہ سر بلند نہ کر
کہ بلندی کے ساتھ پستی ہے

نہین ہنستا ہے کھل کھلا کر گل
اوسکی ہستی پہ اوسپہ ہنستی ہے

رنج و غم کو خدا رکھے آباد
خانۂ دل مین ایسی بستی ہے

تصویر دیکھ ہی کر نقاش چین نے کھینچی — بن دیکھے اُسکی صورت دل پر ہمین نے کھینچی

یارب ارادہ کسکے شبخون کا ہے جو شب کو — شمشیر کہکشان کی چرخ برین نے کھینچی

بھر آئے اشک وہین آنکھوں مین ہمدم ہو نکلے — جب آہ دل سے تیرے اندوہگین نے کھینچی

ہو کر مقابل اُسکے رخسار سے فلک پر — شب کو بہت خجالت ماہ مبین نے کھینچی

تھا جسطرف لگاؤ کچھ اپنے دیکھنے کا — دیوار اُس طرف کو پردہ نشین نے کھینچی

تھی میری تشنۂ خون دیوار اُسطرف کی — جس وقت بوند ٹپکی وہین زمین نے کھینچی

صدمے ظفر اُٹھائے کیا دل نے عاشقی مین
تکلیف ساتھ دل کے جان حزین نے کھینچی

اُن دونون ابروؤن کے جو خوب خم کو سمجھے — وہ کیا بیان کسیکے تیغ دو دم کو سمجھے

مطلع ثانی

حق ہے وہی کہ ہم ہین جو اُس صنم کو سمجھے — گو اسپہ ہر مسلمان کافر ہی ہمکو سمجھے

جو تن مرا گلو نسے باغ و بہار دیکھے — باغِ خزان رسیدہ باغِ ارم کو سمجھے

شکوہ کرے نہ عاشق کچھ چشم پر غضب کا — عینِ عنایت اُسکی ظلم و ستم کو سمجھے

طے منزلِ محبت کرتے ہین پہلے آنسو — اِس راہ مین ہین چشمہ ہم چشم نم کو سمجھے

کوئی رفیق و مونس ہمکو نظر نہ آیا — ہمدم جہان مین اپنا ہم اپنے دم کو سمجھے

عاشق کو ہین مساوی دنیا مین رنج و راحت — نے وہ خوشی کو جانے مطلق نہ غم کو سمجھے

[illegible]

ظفر تار مژگان مین کیا آنسوؤن نے
پروے ہین قطرے خوش آب ایسے اچھے

آئے جب اس خاکدان مین گردش افلاک سے
خاک ہمسے بن گئی اور بنگئے ہم خاک سے

ہو گئے دیوانے کس گلگون قبا کو دیکھ کر
گل نظر آتے ہین گلشن مین گریبان چاک سے

کھائی ہے اس صید الفت کے نصیبو نکی قسم
ذبح ہو کر جو بندھے ظالم تری فتراک سے

ایکدن دھویا نہین جاتا ترے دلکا غبار
روز بہ جاتے ہین دریا دیدۂ نمناک سے

خواب مین اک گلبدن کو جو لگایا تھا گلے
اب تلک آتی ہے بوے گل مری پوشاک سے

آنسوؤ نہین پارۂ دل ہین کہ ہین لخت جگر
چشم دریا بار مین چھوٹگر تیر اک سے

تاب کیا ہمتاب ہو برق اہ ظفر دود عتاب
تاب شمشیر نگاہ قاتل سفاک سے

خط اپنے آدمی نہین گر لیکے اوڑ گئے
تو کیا فرشتے ہیانکی خبر لیکے اوڑ گئے

اشکو نسے میرے کوچۂ جانان مین جانور
دانے کی جا یہ منھ مین گھر لیکے اوڑ گئے

ہم اس چمن مین ٹھہرے تو کیا مثل رنگ گل
دم کو بی دم نسیم سحر لیکے اوڑ گئے

پروانے خاک ہو کے اُڑے سوز عشق سے
پروہ سلامت اپنے نہ پر لیکے اڑ گئے

اللہ رے تیرا حسن کہ پریون کے بھی حواس
تیری بلا ئین رشک قمر لیکے اوڑ گئے

ڈھونڈھون کہان مین آپکو مجکو ترا خیال
کیا جانین ہین کدھر سے کدھر لیکے اڑ گئے

ویگر

[illegible]

اسا ظفر

اے ظفر جسطرح تو سر باز جاتا ہے نڈر
اسطرح کوچہ میں اس قاتل کے جاتا کون ہے

جو اسنے چاہا نہ میرا برا بُری تو نہ کی
بھلی وہ کی تو نے کی پر بھلا بُری تو نہ کی

نہو نصیب میں صحت تو کیونکہ ہو صحت
مگر طبیب نے میری دوا بُری تو نہ کی

الٰہی کیوں ہے برا اسنے مجھکو ٹھہرایا
برا جو اسکو نہ میں نے کہا بُری تو نہ کی

برونکی جان کو رو رو کے عشق میں ہنسے
بلا سے تجھپہ جو کی جان فدا بُری تو نہ کی

مجھے یہی ہے غنیمت کہ مجھسے کوئی بات
جو تو نے کی کبھی اے خوش ادا بُری تو نہ کی

کرے ہو ظلم و ستم کیوں وہ بیوفا ہم پر
کہ اس سے ہنسنے اگر کی وفا بُری تو نہ کی

تیوں نے کی جو بھلی ہمسے وہ بھلی ہی سہی
برا نسے جینے بھی شکر خدا بُری تو نہ کی

کرے وہ مجھسے برائی تو کیوں برا مانوں
اگر برے کو بری دی سزا بُری تو نہ کی

ظفر بھلائی میں دی اسکی تو نے جان اپنی
صد آفریں تجھے صد مرحبا بُری تو نہ کی

یا آئے اجل یا صنم عربدہ جو آئے
ایسا نہو یارب کہ نہ یہ آئے نہ وہ آئے

وہ پاک نظر یار تجھے دیکھنے کو آئے
جو چشم کو آب گہر اشک سے دھو آئے

دل صاف ہو جسکا وہ چھپائے نہ کبھی راز
منہ پر کہے دل میں صفت آئینہ جو آئے

پھر نام نہ لے مدرسہ میں جانے کا ملّا
یکبار مرے ساتھ جو میخانہ میں ہو آئے

اور ہین جو عشق کا دم بھر کے رہ گئے
ہننے تو جسدم آہ بھری مر کے رہ گئے

ا قصد یہ کہینگے کچھ انسے ہم اپنا حال
دیکھا جو انکو چین بجبین ڈر کے رہ گئے

حال ضعف سے ہر کہ مانند نقش پا
جس جا پہ ہمنے پانون بھر ادھر کے رہ گئے

یکھا جو اوسکا جلوہ تو حیرت سے رات کو
دیدے پھٹے ہوے مہ و اختر کے رہ گئے

شب رہا بغل مین تو دل ہی دل مین
ارمان تیرے عاشق مضطر کے رہ گئے

ئے وہ حبیب کہ کہہ نہ سکے کچھ بھی انسے ہم
حسرت سے اک نگاہ فقط کر کے رہ گئے

کتنے ہی طائر دل و جان پھنسکے اے ظفر
پھندے مین اُسکی زلف معنبر کے رہ گئے

یہ ہمسے تو تم صنم اُکھڑے اُکھڑے
تو بولو نہ کیون دمبدم اُکھڑے اُکھڑے

وا ہمکو معلوم ہے وہ نشے مین
جو پڑتے ہین اُسکے قدم اُکھڑے اُکھڑے

ظر آئے اُس سرو قامت کے آگے
نہالان باغ ارم اُکھڑے اُکھڑے

یے رنج و دوری مین ظالم ہمیشہ
رہا ہمسے دل ہے ہم اُکھڑے اُکھڑے

یقان راہ محبت کے اپنے
ابھی سے ہین سینہ مین دم اُکھڑے اُکھڑے

یے ہین اُن آنکھونکی گردش سے دیکھو
مکانات دیر و حرم اُکھڑے اُکھڑے

بیعت ہو اُکھڑی ہوئی کیون نہ خط مین
لکھین حرف وہ کلقلم اُکھڑے اُکھڑے

رے آگے اب بلہوس جم سکے کیا
جہان پانون ای پر ستم اُکھڑے اُکھڑے

وہی اچھا ہے کہ جو سمجھے کسیکو نہ بُرا
مرگ کو جانتا ہے زندگی اپنی عاشق

بلکہ گر کوئی بُرائی بھی ہو تو اچھا سمجھے
ملک الموت جو آئے تو مسیحا سمجھے

اے ظفر اوڑ گئی دنیا سے محبت بالکل
آدمی دوست کو اس وقت میں عنقا سمجھے

کبھی غیروں کیسی تمنے کبھی میری سی کہی
اوسکے کہنے پہ بجا دیکھ کہ جسنے تجھسے
کیسا ہی دوست تھا وہ تم ہوئے دشمن اسکے
شکر صد شکر کہ جو بات کہی تھی ہمنے
روز تم کہتے تھے اپنی سی خدا جانے کہ آج
کہتے تھے حضرت دل اور تو سب انکی سی

کوئی اونکی سی کہی اور کوئی میری سی کہی
ابھی تیری سی کہی تھی ابھی میری سی کہی
آپ کے سامنے جسنے ذرہ ہی میری سی کہی
آگے اوروں نے بھی انسے ہی میری سی کہی
جیمین کیا آیا کہ تمنے ابھی میری سی کہی
لیکن افسوس کچھ تمنے بھی میری سی کہی

اُسکے کہنے کا ہوں قائل ظفر اُنسے جسنے
کچھ کہی یا کسی ڈھب سے کہی میری سی کہی

تجھسے دلکو اپنے لگایا جو کچھ ہے سو تو ہی ہے
ایک تجھہی کو جانتے ہیں ہم اور کسی سے ہم نہیں محرم
چرخ بریں سے لیکے زمین تک اور زمین سے چرخ بریں تک
ماہ کو بھی اور اختر کو بھی لعل کو بھی اور گوہر کو

تجکو ہمنے اپنا پایا جو کچھ ہے سو تو ہی ہے
کون ہے اپنا کون پرایا جو کچھ ہے سو تو ہی ہے
دیکھا جہاں وہاں تو نظر آیا جو کچھ ہے سو تو ہی ہے
سب کو تو نے ہی چمکایا جو کچھ ہے سو تو ہی ہے

ممکن نہین نہین بستر آرام پہ جسکو
آرام تری یاد بر و دوش مین آئے

دکھلانے نہ صورت مجھے وہ کان ملاحت
آواز تو اب اُسکی سرگوش مین آئے

گنجایش اشک اپنی ظفر کیا ہو فلک مین
یہ دانے کہان چھوٹے سے سرپوش مین آئے

وہ ہر طرف دکھا رہی اپنی نمود ہے
جاتی مری نگہ نہین کابل وجود ہے

سودا اُسیکا خوب ہے بازار عشق مین
جسنے سمجھ لیا کہ ضرر اسمین سود ہے

غنچہ جو ہے مثال دہان گل برنگ گوش
آپسمین کچھ تو ہو رہی گفت و شنود ہے

دشمن ہم اپنی جان کیے ہین آپ عشق مین
نے ہر کوئی عدو نہ ہمارا حسود ہے

کیونکر چھپاؤن سوز محبت کہ چرخ تک
ساتھ آہ کے گیا جگر و دل کا دود ہے

اللہ رے نازکی کہ وہ رخسار لالہ گون
صدمہ سے اک نگاہ کے ہوتا کبود ہے

ہے کس صنم کی تجکو ظفر خواہش وداد
ہر دم جو تیرا ورد زبان یا ودود ہے

جسنے بنایا ہے ہمین ہمکو قسم اوسی کی ہے
اپنے خمیر خاک مین خاک قدم اُسی کی ہے

ہین جو یہ زخم کارگر سینہ مین دل سے تا جگر
کر گئی کاٹ اسقدر تیغ ستم اُسی کی ہے

جسکو ہے شعلہ خو تری شمع کی طرح لو لگی
سوزش اُسی کی دل مین ہے چشم مین نم اُسی کی ہے

کہتے ہین جسکو دل وہی اصل ہے خانہ خدا
نقل ہے سب عمارت دیر و حرم اُسیکی ہے

[illegible] سب جل گیا

[illegible] دشمن کا [illegible]

دل میں [illegible] غصہ اپنا [illegible]

[illegible] داروگی [illegible]

[illegible] خوش [illegible]

[illegible] قاتل [illegible]

[illegible] قیامت [illegible]

بیکدہ کی [illegible]

دیگر

دل دیا ہے تمکو جان پر اپنی آ رہی بنی

شیریں کلامی آپکی میٹھی چھری بنی

مطلوب ہے تو ہے نقشۂ آفاق میں فقط

خلقت ہی اور سب ہے فقط [illegible] بنی

آہنگ نالہ کو مرے ساتھ ہزار بار

آواز عندلیب چمن ہے کڑی بنی

تو دیکھ تو بغور کہ کیا مضمون سے بھرا

انسان کی ہیئت ہے ان قمری بنی

تیرے مژگان بھی ظالم ہوگئے ہیں تجھسے برگشتہ	فقط ابرو ہی تیری کیا نظر پھرسی آتی ہے

قطعہ

ہم اُنکے گھر میں جا بیٹھے اور اُنکے پاس کیا بیٹھیں	نہ غمازی ہمیں آتی ہے نہ جاسوسی آتی ہے

گذارا ہی ظفر وان انہیں لوگوں کا ہوتا ہے

کہ جنکو چاپلوسی اور کانا پھوسی آتی ہے

سو جب فرصت عمر کی تیری شرارت نبگئی	آتش دوزخ بہار باغ جنت نبگئی
دیکھو محبت کا اثر مجنون جو بیٹھا ہے پاس	میری اُنکی دو ہی دن میں ایکصورت نبگئی
جب نظر آئی تو ہمیں سبکو صورت یار کی	بت پرستی واسطے اپنے عبادت نبگئی
ترک کی اے بیوفا تینے نہ تیری دوستی	گرچہ اسمیں میری دُشمن ایک خلقت نبگئی
یون تو تصویریں مصوّر نے بنائیں سیکڑوں	پر تری تصویر خوش قامت قیامت نبگئی
باتوں باتوں میں بگڑ بیٹھا جو ہمسے تو کبھی	جان ہی پر اپنی پھر اے بیمروت نبگئی

ہم نہ تھے آگاہ رستے سے محبت کے ظفر

رہنما اس راہ میں پر اپنی قسمت نبگئی

اشک آنکھوں میں دم گریہ جو بھر کر پیگئے	پیگئے دریا وہ کیا بلکہ سمندر پیگئے
ہو گئی بالکل مریضان محبت کو شفا	وہ جو تیرے آستان کے دھوکے پتھر پیگئے
خشک ہوتے ہی نہیں ہرگز مرے زخم جگر	اے ستمگر اسقدر یہ آب خنجر پیگئے

حیوانیت میں [illegible]

دنیا میں [illegible]

دیگر

[illegible]

مکمل

وفا کا نام ہین جو تیرے روبرو لیتے
وہ جھجک کے پہلے ہمارے قدم ہین چھو لیتے

بناتے تیرے ہی مژگان کو نیشتر فصاد
جو تیری زلف کے سودا زدہ لہو لیتے

قریب مصحف رخ تر عرق سے ہین گیسو
کہ ہاتھ مین نہین قرآن بے وضو لیتے

جو لیتے سرمہ ہم اپنے پئے بصارت چشم
تو خاک پا تری یا تری خاک کو لیتے

ہمارا جام سے کیا کام چلتا ہے ساقی
کہ جب تلک نہ کوئی ہم خم و سبو لیتے

نکرتا ہمسے جو اغماض تیرا غمزۂ چشم
اجل کا سر پہ نہ احسان ہم کبھو لیتے

کرون ہین آہ و فغان کیونکہ سامنے انکے
کہ ہین وہ پہلے ہی میرا دبا گلو لیتے

جلا جلا کے رلاتے ہین شمع سان مجھکو
وہ اپنی بزم مین ہین میری آبرو لیتے

جہان مین کوئی نہین لیتا اپنے واسطے غم
ظفر یہ ایک ہمین ہین یہ آرزو لیتے

وفور اشک سے جو دیدۂ تر مین تلاطم ہے
کہان ہنگام طوفان وہ سمندر مین تلاطم ہے

ترے بسمل کی بیتابی مین وہ تاثیر ہے قاتل
کہ پڑ جاتا ابھی اک آب خنجر مین تلاطم ہے

محبت ہے وہ دریا جوش مین آجائے ہے جسدم
ڈبو دیتا جہان کو اسکا دم بھر مین تلاطم ہے

در دندان پہ اس مہ پارہ کی موج تبسم سے
یہ عالم ہے کہ گویا آب گوہر مین تلاطم ہے

جب آئینہ مین دیکھے ہے وہ اپنی چین پیشانی
تو پڑ جاتا دہین اک موج جوہر مین تلاطم ہے

جھلکنا بادۂ گلرنگ کا خالی نہین ساقی
پڑا مستی سے ان آنکھون کے ساغر مین تلاطم ہے

سخت جانی سے یہان ٹوٹ پڑی شاخ امید
ورہان یقین بات کا کیونکر ہو کہ ننہیں سو بار
سیر ہرن جا کہ کرے باغ مین ہر گل اپنا
اپنے عشاق کی لازم ہو تحسین دلداری

اپھل جو قاتل تری شمشیر جفا کا ٹوٹے
عہد و پیمان جہان اہل دغا کا ٹوٹے
کبھی ہنستے ہین جو بند انکی قبا کا ٹوٹے
کہین ایسا نہو دل اہل وفا کا ٹوٹے

اے ظفر مین ہون وہ آوارہ کہ جسکے ہمراہ
دو قدم چلتے ہین دم باد صبا کا ٹوٹے

آتش عشق جو سینہ مین مرے تیز رہی
اُس ستمگر کے ستم کون اُٹھا سکتا ہے
عوض ساغر مے ساقی گلفام بغیر
گردن دل مین ہمیشہ مرے مانند کمند
کیونکہ بیمار محبت کی ہو امید شفا
کی اجل نے جو یہان آنے مین اتنی تاخیر

آہ گہ شعلہ فشان گاہ شرر ریز رہی
جان کیا جانے مری کیونکہ ہنر انگیز رہی
چشم تر خون جگر سے مرے لبریز رہی
اے ستمگار تری زلف دلآویز رہی
نہ دوا ہی رہی نے طاقت پرہیز رہی
منتظر کیا تری اے قاتل خونریز رہی

اے ظفر حق مین ہمیشہ مرے چشم جانان
فتنہ انگیز رہی اور بلا خیز رہی

نہین ہے کس مین آسے دیکھ لو سبھی مین ہے
سہا و ماہ پہ کیا چشم مین اگر ہو نور

کہ لیکے عرش سے تا فرش وہ سبھی مین ہے
تو اُسکا جلوہ روے نکو سبھی مین ہے

کسیکو قتل کیا تو نے بھی ابھی قاتل
بھری تھی دل مین ہمارے جو تیری حسرت و صل

لہو مین ہے تری تیغ دو دم بھر بکی بھری
وہ اپنے ساتھ گئی تا عدم بھر بکی بھری

پڑھا نہ حرف کتابون کی ہے ظفر گٹھری
رہی سرھانے دھری یک قلم بھر بکی بھری

ہم شب جو اُنکے در کے رہے آڑ مین پڑے
دل جل گیا ہمارا جگر بھن گیا تمام
جاتے کہان ہو چھپ کے لیا ہمنے تمکو تاڑ
دیوانے تیرے نکلے جدھر ہو کے دشت مین
بخوف دل کا شعلہ چڑھا بام چرخ پر
اس سخت جان پہ دانت لگی پیسنے اجل
فرہاد و قیس کی ہین جہان نقش ٹھریان
شب کو شراب خانہ مین مینھ توڑا کیا

دربان ہمارے واسطے کھڑ کاڑ مین پڑے
الفت تمھاری شعلہ رخو بھاڑ مین پڑے
مدت سے بیابان مین ہم بھی سی تاڑ مین پڑے
دامن کے ٹکڑے رہگئے ہر جھاڑ مین پڑے
شہتیر آہ و نالہ کے جب پاڑ مین پڑے
دندانے اُسکی تیغ کے جو ہاڑ مین پڑے
مٹی ہماری بھی اُٹھی ٹہر واڑ مین پڑے
اور مست انیڈتے رہے بوجھاڑ مین پڑے

لوٹا دل اُن نگاہون نے مژگان کو کر شریک
جو چور ملکے اُسے ظفر اس دھاڑ مین پڑے

اپنے پہلو مین جو دی آپنے کمظرف کو جا ہے
یار کے روسے کتابی پہ لب لعلین ہے

نہ رہی خدمت عالی مین ہمین ٹُوت کو جا ہے
خوب موقع پہ ملی سرخی شنگرف کو جا ہے

اے ظفر جو یاں کریم الطبع مہماں دوست ہیں
اپنے کھانیکا مزا کب اُنکو بے ضیفت آئے ہے

...لا سے جام فلک اشتباہ سے گرجاے
مگر نکوئی کسیکی نگاہ سے گرجاے

...گر تو شانہ کو ہر تار میں ہیں سو سو دل
کوئی نہ دل تری زلفِ سیاہ سے گرجاے

...مان ہو ٹوٹا ہے تارا اگر کبھی شب کو
عرق کی بوند رُخِ رشکِ ماہ سے گرجاے

...ر ہو کوہ بھی ہو جاے جل کے خاکستر
جو برق سوختہ جانونکی آہ سے گرجاے

...رہاے مہر اُسے سر پہ مثل تارِ شعاع
جو تار زر ترے زریں کلاہ سے گرجاے

...قصدِ مہر کرے میرے محضرِ خون پر
تو مہر ہے کہیں دستِ گواہ سے گرجاے

گرائے چاہ زنخداں میں کون دل اپنا
مگر وہ آپ ظفر اپنی چاہ سے گرجاے

...قط کیا پاس ننگ و نام ہیں سیکھے ہوے بھولے
کہ ہم تو عشق میں سب کام ہیں سیکھے ہوے بھولے

...بھلائے ہوش ایسے تیری چشمِ مست نے ساقی
بنانے کاسہ گر اب جام ہیں سیکھے ہوے بھولے

...ن میں ہمنے سیکھے تھے جو کچھ انداز اُڑنیکے
وہ اے صیاد زیرِ دام ہیں سیکھے ہوے بھولے

...بیت نے بتونکی جنکو کافر کر دیا بالکل
وہ سب رسم و رہِ اسلام ہیں سیکھے ہوے بھولے

...سکھائے کیا کوئی شیوے انھیں مہر و محبت کے
کہ وہ تو اے دلِ ناکام ہیں سیکھے ہوے بھولے

...یفہ ہے ہمارا جیسے ذکرِ زلف و رُخ تیرا
ہم اپنا وردِ صبح و شام ہیں سیکھے ہوے بھولے

ظفر

دیگر

مطلع ثانی

تو سنے حال جو اگیا گر مری جانب سے — تیر میں کمان ترے کمان ملاحت بھرتے

پونچھو آنسو نہ تم اے ناصح مشفق میرے — اپنے دامن کو ہیں کیوں خون سے حقہ بھرتے

بھر دو اے چارہ گرو دل کی جراحت میں نمک — آستین ہو چکے کیوں سنگ جراحت بھرتے

جبکہ دل میں ہے ظفر قامتِ دلدار کی یاد
دل سے آہیں وہ رہیں تا بہ قیامت بھرتے

جو تیری یاد جلوۂ قامت میں سو گئے — گویا وہ عرصہ گاہ قیامت میں سو گئے

ان غافلوں نے دیکھا تماشا جہان کا کیا — جو مست ہو کے نشۂ غفلت میں سو گئے

جو تیرے انتظار میں جاگے تمام عمر — حیران ہوں کس طرح سے وہ تربت میں سو گئے

ہمخواب ہونا خواب میں بھی دیکھتے نہیں — بخت اپنے ایسے تیری محبت میں سو گئے

جس روز دیکھی ہے تری چشم سیاہ مست — شب زندہ دار بھی عبادت میں سو گئے

ہم سوتے زیر خاک نہ آرام سے مگر — جاگے بہت تھے رنج و مصیبت میں سو گئے

جتنے جگائے فتنۂ خوابیدہ حرص نے — سب آ کے میرے کنج قناعت میں سو گئے

سہلا سکا تو سے پاؤں کو کانٹوں نے اس طرح — مجنوں کے پاؤں وادی وحشت میں سو گئے

خوابِ عدم سے چونکے تھے مشتاق ہم ترے — دیکھا نہ تجھکو اور اسی حسرت میں سو گئے

کرتے ہیں بعضے لوگ جو انکار روز حشر — کیا نالہ کش تری شب فرقت میں سو گئے

سوئے ہزار فتنے قیامت کے اے ظفر — اہلِ دول جو نشۂ دولت میں سو گئے

رہے پیاسا ترے آبِ دمِ خنجر کا اے قاتل	کوئی سیراب گر آبِ بقا سے ہووے کیسا ہی
اٹھائے ہاتھ کب تیر اجفا کش تیغ الفت سے	اگرچہ تنگ وہ تیری جفا سے ہووے کیسا ہی
ترے بیمار کو دار الشفا ہووے ترا کوچہ	اگر مایوس وہ اپنی شفا سے ہووے کیسا ہی
رہے محتاج کب اکسیر خاک پا کا وہ تیرے	کسیکا دل غنی گر کیمیا سے ہووے کیسا ہی
کشش لگی وہ آفت ہی کہ تجکو کھینچ ہی لائے	کشیدہ تو گر اپنے مبتلا سے ہووے کیسا ہی

نہ چھوڑے خاکسار اوسکا ظفر در زینہار اوسکا
پریشان گر غبار اوسکا ہوا سے ہووے کیسا ہی +

مجنونکو جنگلوں میں اجاڑ وں میں ڈھونڈیے	اور کوہکن کو جاکے پہاڑوں میں ڈھونڈیے
کیونکر بنے گی ہمسے بگڑتے ہوئے صنم	باتیں بناؤ کی نہ بگاڑوں میں ڈھونڈیے
گر سوز غم کہیں ہے تو عاشق کے دلمیں ہے	یہ آگ وہ نہیں جسے جھاڑوں میں ڈھونڈیے
خطر پڑے پرے ہو کے گرا جائیگا کہان	دیوار و در کے اپنے دراڑوں میں ڈھونڈیے
دنیا کی سیر کیجیے ان آنکھوں میں آنکر	ہر بیان ہے وہ لطف نواڑوں میں ڈھونڈیے
یاروں کی کیجیے کثرت اغیار میں تلاش	جا کر گلونکو کانٹونکی باڑوں میں ڈھونڈیے
کشتی لڑے ہی عشق سے دل ایسا پہلوان	نکلے نہ گر ہزار اکھاڑوں میں ڈھونڈیے
پیکان یار سینہ میں میرے کہاں ملے	جبتک دل و جگر کی نہ آڑوں میں ڈھونڈیے
وہ چار اب بھی دامن مجنونکی دھجیان	نکلیں تو خار دشت کی جھاڑوں میں ڈھونڈیے

دل ظفر اسمین کہان ہو ڈھونڈیے
دل اگر اس زلف کی زنجیر کی نہ بگاڑوں میں ڈھونڈیے
دوزخ کہیں تو تجھکو نہ کیجیے کچھ ظفر
دیوار میں نہیں تو کواڑوں میں ڈھونڈیے

دیگر

از نگاہ یار کو پہچاننا چاہیے
لجش کو اور پیار کو پہچاننا چاہیے
فائدے کہیں گر رات کو جائے بہن وہ کہیں
اپنی ہمسون سے اس خمار کو پہچاننا چاہیے
دامن میں دیکھ کر وہ کے لہو سے سنگ ہے
فرہاد سے ہم زار کو پہچاننا چاہیے
اس میکدہ میں ہوش کسے ہم کسیکو ہوش
بیہوش و ہوشیار کو پہچاننا چاہیے
باتوں پہ جاؤ بوالہوس کی نہ مہربان
عشاق جان نثار کو پہچاننا چاہیے
مار سے سیکھے دل کو یار ہمیشہ بنا کے زلف
ہان ایسے یار مار کو پہچاننا چاہیے

[illegible]

یا کہین خوش ہین غم عشق سے کیسے ایسے | کہ نہ خوشنود ہوئے ہم کسی شے سے ایسے

مطلع ثانی

پیسے دل سے ہوئے نالے نہون نے سے ایسے | اور جو ہو وین بھی تو ہرگز نہون لے سے ایسے
سیکھے ظالم سے اگر دل نہ لگاتے اپنا | سہتے کیون ظلم و ستم عشق مین اپنے ایسے
ہو سب ہو گئے اے شوخ قرینے معلوم | پہلے آگاہ نہ تھے ہم تری اپنے ایسے
مارے دیوانے نہون ہمسر قیس و فرہاد | ہون تو وحشت زدہ اک وہمین جیسے ایسے
ام ہین کسکی گرہ مین کہ ہو سودا انکا | حلقۂ زلف ہی کے پاس ہین پیسے ایسے

چشم ساقی کو ہوئے دیکھکے جیسے مست بد
اے ظفر ہم نہ چھکے ساغر مے سے ایسے

ین لت کا سایہ ہے دل زار پہ بھاری | اسطرح کہ جون رات ہو بیمار پہ بھاری
ہو تجھے ترے پنجۂ نازک پہ نہ صدمہ | قبضہ سے ستمگر تری تلوار پہ بھاری
لخت دل اشکو نہین گرانباری غم سے | یاقوت کے ہر موتیونکے ہار پہ بھاری
علوم ہوا پشت خمیدہ سے کہ شاید | کچھ بوجھ ترا چرخ نگونسار پہ بھاری
عشق عجب کیا کہ گران جانی فرہاد | ہو جائے ترے ہاتھ سے کہسار پہ بھاری
غیرت پہلو مین ہے اسکے عوض کاش | پتھر ہو مرے سینۂ افگار پہ بھاری
ت مین اگر بوسہ کے تو جان بھی مانگے | کچھ ہو ل نہ ایسا ہو خریدار پہ بھاری

[illegible]

گر نہین حلقۂ زنجیر سے چشم آہو	وحشی اوس چشم کے ہین ادہی وحشت مین پھنسے
عندلیب سے چمن جائے گرفتار رہی ہے	ہین یہان طائر تصویر بھی حیرت مین پھنسے
سب تیرا تا ثار نظر قسمہ گنبد جادو	کہ جہان سیکڑون دل ایک اشارت مین پھنسے

ہم نہ پھنسے کبھی زندان محبت مین ظفر
لیک پھنسنا ہی لکھا اپنی تھا قسمت مین پھنسے

یوسف نے مرضی لیا ہے ہوئی ایسی تو تھی	یار کی رنجش بجا ہے ہوئی ایسی تو تھی
کیا کہین اسنے کہا کیا جو کہ کہتا تھا کہا	گفتگو کل برملا ہے ہوئی ایسی تو تھی
دل تو کیا تھا زلف کا خوجی بھی یہ چھوڑتی	آج برہم وہ بلا ہے ہوئی ایسی تو تھی
خاک ہو کر اس گلی مین خاک برباد اپنی کی	خاکساری اے صبا ہے ہوئی ایسی تو تھی
اور تو ہمنے نہین تقصیر کی اے مہربان	ہان مگر مہر و وفا ہے ہوئی ایسی تو تھی
ایک عالم نے تجھے چاہا ہماری چاہ سے	تیری شہرت برملا ہے ہوئی ایسی تو تھی

کیون نہ برہم ہوتے وہ چھیڑا تھا ہمنے زلف کو
اے ظفر اونکی خطا ہے ہوئی ایسی تو تھی

زلف شب کسکی رہی تا دیر آنکھون کے تلے	آج سارے دن رہا اندھیر آنکھون کے تلے
اے تصور مین ترے قربان کرون اوس یار کو	لائے ہی چارون طرف سے گھیر آنکھون کے تلے
لکھنے بیٹھے ہم جو خط اونکو تو گریہ نے دیا	حرف پر مطلب کے پانی پھیر آنکھون کے تلے

[illegible]

زبان سے گالیان ہی تو سوا دیتا رہا ہمکو
کبھی اے بدزبان تونے نہ یہ اپنی زبان چھوڑی

ستم تیرے اٹھائے پر نہ اوٹھے اُس گلی سے ہم
زمین ہمنے کبھی پکڑی تو نہ پھر اے آسمان چھوڑی

ظفر کھو آگُل سی چیز اپنی بیخودی ہین ہم
خدا جانے کہ کسکو دی کدھر پھینکی کہان چھوڑی

ستمگر مجھکو بتا دے کہ بدخوئی کس لیے
تو بیدلی سے کرتا ہے دلجوئی کس لیے

گر زخم تازہ کوئی جگر پر لگا نہین
تو چشم خون کے آنسو نہیسے روئی کسلیے

یہ راز ہمیدار ہے یہ دیر ہے قیام
یہان جو مقام دیر کرے کوئی کسلیے

خاک شہید ناز کا رکھا تھا کچھ تپا
یہان ناز و یوجو تو نے نہین بوئی کسلیے

ہم زلف خم بخم کو کبھی چھیڑتے نہین
پوچھو وہ ہمسے کرتی ہے خروئی کسلیے

منہ دھویا آنسوؤن نے ہمارا ہزار بار
لیکن نہین سیاہی دل دھوئی کسلیے

اس گل کی بو دماغ مین ہو جب بسی ہوئی
پھر ڈھونڈھین اُسے ہم کوئی خوشبوئی کسلیے

اپنی بدی سے آپ ہین بدنام بدشعار
بیہودہ گو جو کرتے ہین بدگوئی کس لیے

پاتے ہجر یار مین کچھ زندگی کا لطف
عمر عزیز ہمنے یو ہین کھوئی کس لیے

لہرا در حباب تمکو ظفر گر نہین پسند
ٹانکی کلاہ خاص مین ہے توئی کس لیے

رندر کھیر ین نہو کر حرص ہوا کے بندے
بیٹھین خدا کے در پر گر یہ خدا کے بندے

نہیں ہے اپنی مجھے ناخوشی کا غم ہرگز
اگر خوشی تری اے بیوفا اسی میں ہے

غنیمت اپنی سمجھ زندگی کو اے غافل
ترے لیے تو بھلا اور برا اسی میں ہے

نمک چھڑکتے وہ قاتل کو میرے زخموں پر
کہ زخم کھانے کا آتا مزا اسی میں ہے

سمجھ کے ڈال قدم بحر آشنائی میں
کہ ڈوب جاتا ظفر آشنا اسی میں ہے

انعام میں جان اپنی بھی ہر شکے پہ دی
قاصد نے ترے وصل کی جب خوشخبری دی

لکھتا اُسے نالے میں سے حال دل اپنا
پر گریہ نے میرے مجھے فرصت نہ ذری دی

جو کچھ تھا تر و خشک دیا عشق نے مجھکو
دی ہونٹوں کو خشکی مری آنکھوں کو تری دی

دل اُسکو دیا سخت اگر سنگ بلا سے
پر آہ کو یارب مرے کیوں بے اثری دی

گل پھولے سماتے نہیں گلزار میں تو نے
آنے کی خبر کسکی نسیم سحری دی

محروم رکھا مجھکو بھی قسمت نے جو میری
گرچہ نہ دیا کوئی ہنر بے ہنری دی

دی مثل نگین پہلے اُسے سینہ خراشی
جسکو کہ زمانہ نے ظفر ناموری دی

دے جواب جو اُسنے نہ قاصد آڑے
کچھ آ گیا تیرا شاید لیا دیا آڑے

یہ نکلیں دیکھیے کیونکر کہ اڑ گئے ظالم
جگر میں ہو کے ترے ناوک جفا آڑے

اگر نصیب ہیں سیدھے تو ڈر نہیں ہمکو
بلا سے ہمسے وہ ہوں ٹیڑھے ترچھے یا آڑے

دیگر

جو دل میں آرزو ہے عاشق سرباز کی تیرے ‌ اگر نکلے کی قاتل وہ تہ شمشیر نکلے گی

ہمیں سوچ ہے اسکی کمند زلف پیچاں سے ‌ ہماری گردن دل کیونکر اسے تقدیر نکلے گی

ہمارے عشق کو بعد از فنا منظور ہے شہرت ‌ کب اس کوچہ سے اپنی نعش بے تشہیر نکلے گی

مصور گرچہ الٹینگے ورق سارے مرقع کے ‌ پر اوسکی سی نہ ہرگز ایک بھی تصویر نکلیگی

یہی باتیں بنا آتا ہے وہاں جسوقت جائیگا ‌ نہ منہ سے بات ناصح کی جو ہم تقریر نکلے گی

کریگا ذبح جسدم اپنے تو صید محبت کو ‌ زبان خنجر براں سے بھی تکبیر نکلے گی

نکل جائیگا سینہ کو فلک کے توڑ کر دم میں
ظفر جب دل سے اپنے آہ مثل تیر نکلیگی

بظاہر کیا ہوا ہمسے اگرچہ خشمگیں یوں ہے ‌ ولے آزردہ وہ دلسے نہیں ہمکو یقیں یوں ہے

عدو پر مہربانی اور ہمپر ظلم رانی ہے ‌ ستمگر ہے یہ کیا شیوہ کہیں یوں ہے کہیں یوں ہے

نہ جبتک سینہ کاوی ہو نہ جبتک روسیاہی ہو ‌ کوئی ہوسکتا روشن نام مانند نگیں یوں ہے

چمن میں جاتے کو اوس نکلے جسطرح ناگن ‌ عرق آلودہ تیغ پر اسکی زلف عنبریں یوں ہے

کبھی بیتاب ہو جاتا ہے زیر خاک بھی عاشق ‌ نہ سمجھو زلزلہ اسکو یہ ہلجاتی زمیں یوں ہے

نہیں غم کچھ بھی اصلا ہمکو غمگیں اپنے ہونیکا ‌ کہ ہم ناخوش رہیں اسکی خوشی اے ہمنشیں یوں ہے

ظفر ابر سیہ میں جسطرح ہو کوندتی بجلی
شبان زلف میں اسکا تاب روئے آتشیں یوں ہے

خیال بوسہ مین لب چاٹتے ہین اپنے ہم ہر دم
لب شیرین سے تیرے چاٹ پائی واہ کیا اچھی

اوڑا دی جو ہمارے خاک ساری اسکے کوچہ سے
نہ کی ہم خاکساروں سے یہ تونے اے صبا اچھی

خجالت کش ہے یہ بھی دیکھ تجکو ماہتابی پر
خدا نے وہ بنائی شکل تیری مہ لقا اچھی

ارے کیا کی میان تو نے کہ اپنا سا ر اگھر پھونکا
نہین تقدیر سے کوئی مہوس کیمیا اچھی

ظفر کو شربت دیدار سے تو اپنے تسکین دے
مریض غم ہے وہ اسکے لیے یہی دوا اچھی

ہم جو لگے دروازہ پہ زنجیر سے شب کھٹ کھٹ کرنے
پھر تو وہ اس کھٹکے سے کچھ گھر مین لگے سٹ پٹ کرنے

کیا جانے ہین کسنے سکھائے تمکو ایسے مکر و فریب
نقد دل و جان لیکے ہمارا آپ لگے تل پٹ کرنے

عشق نے تیرے ہمکو ظالم دی ہے کیسی چاٹ لگا
خون جگر کو پینے لگے ہم یون جو غریب چٹ پٹ کرنے

نکلے دیکھو کیسے ہٹھیلے ہو کر اتیر طفل سرشک
جون جون روکا ہمنے انکو اور لگے یہ ہٹ کرنے

کون آئیگا سچ بتاؤ کسکا تمکو کھٹکا ہے
شام سے دروازے جو بند لگے تم پٹ کرنے

غیر سے ہنستے بولتے ہو تم کھو کے منہ سے شرم و حجاب
کیا باعث جو دیکھکے ہمکو آپ لگے گھونگھٹ کرنے

اپنے دل دیوانہ کے تم آگئے ایسے قابو مین
جو کہا اسنے تمکو ظفر وہ آپ لگے جھٹ پٹ کرنے

مطلع ثانی

میرا وہ پیر ہے کہ جو پیرون کا پیر ہے
رضوان کو خاک اوسکے قدم کی عبیر ہے

مطلع ثانی

۱۴۱

دیگر

مطلع ثانی

کہیں ہم در گریبان ہیں کہیں دست و گریبان ہیں
تحمل بھی ہمیں میں ہے جہالت بھی ہمیں میں ہے
[illegible]
کہ بیطاقت بھی ہم ہیں اور طاقت بھی ہمیں میں ہے
[illegible]
ظفر شہرت بھی ہمیں میں ہے [illegible] بھی ہمیں میں ہے

دیگر

زمین کانپتی ہے آسمان ہلتا ہے
[illegible]

کھولی جو تو نے زلف کھلے دل بند جو ہوئے | کھلتے نہ یہ تو بستۂ زنجیر پر کھلے
اس مہ جبین کو دیدۂ انجم بھی دیکھ کر | حیرت سے رہ گئے فلک پیر پر کھلے
دروازہ اونکے گھر کا گجر پر کھلے نہ صبح | کہدو کہ میرے نالۂ شبگیر پر کھلے
جیسی ہے چین اس ابروئے پر خم پہ خوشنما | جوہر کہیں بھی ایسے نہ شمشیر پر کھلے
نامہ نہ کھل پڑا ہو کہ مرغان نامہ بر | جاتے ہوا میں ہیں روش تیر پر کھلے
ڈرتا ہوں آہ و نالہ سے ایسا نہو کہیں | میری محبت اس بت بے پیر پر کھلے
گر خون دل سے میرے مصور بنائے رنگ | کیا خوب اوسکے چہرۂ تصویر پر کھلے
حلیہ اگر ذبح کرے ہیں سب چشم انتظار | تیرون کے زخم سینۂ نخچیر پر کھلے

روشن دلون سے کہنے کی حاجت نہیں ظفر
سب میرے مدعا ہیں کہ پیر پر کھلے

ہمیں میں رنج بھی ہے اور راحت بھی ہمیں میں ہے | جہنم بھی ہمیں میں ہے اور جنت بھی ہمیں میں ہے
کسی سے دوستی ہمکو کسی سے دشمنی ہمکو | محبت بھی ہمیں میں ہے عداوت بھی ہمیں میں ہے
کہیں مشہور ہم عاقل کہیں ہیں مست لا یعقل | کہ ہشیاری بھی ہم میں ہے اور غفلت بھی ہمیں میں ہے
مثال آئنہ دیکھو ہمارے غور سے جوہر | صفائی بھی ہمیں میں ہے کدورت بھی ہمیں میں ہے
کبھی ڈرتے ہیں پشہ سے کبھی لڑتے ہیں شیروں سے | کہ بے جرأت بھی ہم میں ہے اور جرأت بھی ہمیں میں ہے
ہمارے پاس جو دریا در خرمہرہ دونوں ہیں | کہ بے ہمت بھی ہم میں ہے اور ہمت بھی ہمیں میں ہے

[illegible]

کیون ہوا بسمل ترا منت کش تیغ اجل
دل ہوا خون یا جگر یہ تو نہین ہمکو خبر

اوسنے اے قاتل تری چین جبین دیکھی تو تھی
لیک پر خون چشم تر پر آستین دیکھی تو تھی

کہدیا ہوتا ستمگر سے ظفر کے دل کا حال
بیقراری اسکی تو نے ہمنشین دیکھی تو تھی

جسوقت ذکر سید مظلوم چل پڑے
کیون جھڑی نہ چشم سے آنسو نکل پڑے

خنجر تلے بھی کرتے رہے سجدہ شاہ دین
کیا دخل کچھ جو طاعت حق مین خلل پڑے

صغرا جو دیکھے باپ کی شکل اپنے خواب مین
کسطرح سوتے سوتے نہ شب کو اچھل پڑے

کہتے تھے شہ کہ بیٹے کیا ظالمون کا کیا
جو پیچھے میری جان کے یہ بد عمل پڑے

زخمی جو ہو کے شاہ گرے ذو الجناح سے
اک تہلکہ نہ کیون سر دشت و جبل پڑے

کہتے تھے شہ کہ مرنیکی عباس کی خبر
ایسا نہو کہ سنکے سکینہ دہل پڑے

سر پر پڑین حسینؑ کے کیا کیا مصیبتین
پر بل ہے حوصلہ کہ نہ ماتھے پہ بل پڑے

کیا خاک راہ دین پہ وہ بیدین تھے مستقیم
دنیا مین مال و زر کی طمع مین پھسل پڑے

قطعہ

میدان مین شاہ کے رفقا جب رکھین قدم
کسطرح آکے پانو نہ انکے اجل پڑے

اور یہ کہین کہ لیجیے آباد چل کے خلد
خالی ہین تم بغیر تمھارے محل پڑے

۱۴۳

یہان تک مجھسے نفرت ہے کہ میرا ہو جو دامن کو
اگر لگجاے ہم پوشاک سب دھلوائی جاتی ہے
ظفر یون تو بڑا دانا ہو تم پر سامنے اسکے
خدا جانے کہان پر آپکی دانائی جاتی ہے

دیگر

لب پر پان خوردہ ہین کیا تری علاوت سے بھرا
[illegible]

[illegible]

نامہ بر یار تلک اوسکا پہونچنا معلوم
جسنے لکہکے جو دفتر ہین حقیقت سے بہرے

ترک الفت نہ کرون کیونکہ تری آگے بہر
پہر بہت سے کوئی کیونکہ مروت سے بہرے

جانیے اوسکو ظفر صاف درون پاک ضمیر
دل جو خالی کرے کینہ سے محبت سے بہرے

سرمہ جو چشم مین گر صید فگن تو نکلے
ہرن تیر نگہ ہونے کو آہو نکلے

مطلع ثانی

تجھسے کیا کام دل اے دلبر گلرو نکلے
جب کہ تجھمین نہ محبت کی ذرا بو نکلے

ڈر سے ہر غمزۂ قاتل کے یہ خون جسم مین خشک
بوٹیان کاٹو تو اک بوند نہ تو ہو نکلے

مارے تیشہ کو نہ پہر کوہکن اپنے سر پر
عشق مین کام جو لے قوت و بازو نکلے

خار خار غم و حسرت کا ہو دل مین یہ ہجوم
کہ مرے جسم سے کانٹے کے عوض مو نکلے

سنکے احوال مرا گرچہ ہون تیرے پانی
سنگدل پر نہ تری آنکہ سے آنسو نکلے

نہ تو دل حور کو دون مین نہ پری کو اپنا
دون اسے جسمین کہ کچہ تیری سی خو بو نکلے

ہو وہ کسواسطے منت کش شمشیر اجل
جسکا دم دیکہکے قاتل ترا ابرو نکلے

پاسکے رمز و کنائے کوئی کیا اوسکے ظفر
جسکی اک بات مین سو طرح کا پہلو نکلے

ہم کئی بار اوسکے گہر ہو آئے
نہ ملے گہر مین وہ مگر ہو آئے

قطعہ

نہ کہین جاسکتے ہین نہ آسکتے ہین
جیسے اوس در پہ اسے ظفر ہو آئے

اب نہین کوئی ایسا جو جھٹ سے ہم سا
کہ چلا ہو کہان کدھر ہو آئے

۱۴۴۱

دیگر

دیگر

دو عالم کو ہم مے پرستی مین بھولے
مگر ایک ساغر نہ ہستی مین بھولے

بگولے کے مانند پھرتے رہے ہم
خیال بلندی و پستی مین بھولے

جو ہو عشق رہبر تو پھر کوئی رستہ
نہ جنگل مین بھولے نہ بستی مین بھولے

اُسے تبکدہ کعبہ ہے کفر و ایمان
خدا کو نہ جو بت پرستی مین بھولے

وہ مفلس نہین اوسکو سمجھو تو نگر
نہ اوسان جو تنگدستی مین بھولے

نہین یاد کیا جانے کیا تھا عدم مین
کہ بالکل وہ ہم آکے ہستی مین بھولے

پھرے میکدہ سے چلے خانقہ کو
ظفر راہ میکش جو مستی مین بھولے

اس جفا کا کیا ہو کوئی گلا تم سے کرے
تمنے جیسی ہمسے کی ایسی خدا تمسے کرے

ڈوبنا منظور ہو جسکو تمھاری چاہ مین
وہ نہین چاہے دل اپنا آشنا تمسے کرے

جو ستم ہم پر کرے چاہے سپہر پر جفا
پر کرے آشنا نہ وہ ہمکو جدا تمسے کرے

یہ نہین ممکن کہ مدعی سے جا کے تم
کیا کوئی اظہار اپنا مدعا تمسے کرے

ہین لب خندان تمھارے چشمۂ آب حیات
گر کرے کوئی طلب آب بقا تمسے کرے

باز آئیگے نہین ظلم و ستم سے اپنے تم
کوئی عاشق گرچہ کیسی ہی خطا تمسے کرے

جسکو تم چاہو کرو تیغ نگہ سے اپنی قتل
جان کیا کوئی سوال خون بہا تمسے کرے

جاؤ تم جسدم تمھارے ساتھ جائے میری جان
ہمکو شرمندہ نہ تاخیر قضا تمسے کرے

۱۴۵

مطلع ثانی

دیگر

ان بتون کی دوستی ایمان کا نقصان ہے
اور اونسے دل لگانا جان کا نقصان ہے

دل کو دل سے راہ ہم کہا ہو گا کوئی ایسی راہ

مجھکو اُس سے راہ ہے اور اُسکو مجھسے راہ ہے

فرق جو مجھ میں ہے اور مجھ میں نہیں پوچھو شوق سے

مجھ سے بھی واقف ہے یہ اور اُس سے بھی آگاہ ہے

دانی بھی نام خدا وہ مرتبہ الا اللہ ہے

دیگر

اے ظفر بھائی کا گر بھائی نہیں دشمن تو پھر
چاہتا انسان کیوں انسان کا نقصان ہے

کیا کیا وہ ہمیں دیکھتے ہیں دھیان سے بیٹھے
ہم پوچھتے ہیں اشک جو دامان سے بیٹھے

کہتے ہیں بُرا سب ہمیں محفل میں تمہارے
کچھ کہتے نہیں سنتے ہو تم کان سے بیٹھے

ہاتھ آیا نہ بوسہ لب شیریں کا تو ہم ہاتھ
ملتے رہے مثل مگس ارمان سے بیٹھے

جنکو ہے یہ معلوم کہ یاں ہم ہیں مسافر
بے فکر ہیں وہ کیوں سر و سامان سے بیٹھے

زلفیں نہیں چہرے پہ وہ دو مار سیہ ہیں
اُس حسن کی دولت پہ نگہبان ہیں بیٹھے

جو دل میں تمہارے ہے وہ سب جانتے ہیں ہم
ہر چند کہ ظاہر میں ہیں انجان سے بیٹھے

اس منزل ہستی سے ظفر اُٹھ گئے سب یار
اور جو رہے باقی وہ ہیں مہمان سے بیٹھے

دیگر

آج مہتابی پہ کیا کوئی مہ دلخواہ ہے
چپنی بھر پانی میں ڈوبا شرم سے جو ماہ ہے

پا برہنہ ہے جہاں مجنوں ترا اُس دشت میں
نیش جلے خار ہو اور خار جاے کاہ ہے

جانتا ہو کوئی بھی مجھسا خدائی میں نہیں
حسن پر مغرور اپنے وہ بت گمراہ ہے

یاد میں اُس قامت رعنا کے ہم ہیں نالہ کش
سرو شمشاد چمن سے بہتر ابھی آہ ہے

مجھکو ڈر ہے یہ کہیں اس چاہ میں جائے نہ ڈوب
دل کو اس چاہ زنخداں کی نہایت چاہ ہے

ملے پری یہ جو بگولا خاک کا ہر دشت میں
تیرے وحشی کا یہی بس خیمہ و خرگاہ ہے

کسی سے وعدہ خلافی ظفر نے کب کی ہے
کہ بر خلاف ہوا اُس سے اک جہان یون ہے

تم بزم غیر مین ہو مے بیحجاب پیتے
ہم خون دل مین اپنا جاے شراب پیتے

اُس مست نے جو دیکھا آئینہ مین بھوونکو
سمجھا کہ وہ شگر ہین دریا مین آب پیتے

اُس بزم مین نہوتا گر پاس آبرو کا
آنکھون مین اشک بھر کر ہم کیون شتاب پیتے

کرتے ہین زندگانی ہم یون بغیر تیرے
دن رات غم ہین کھاتے اور خون ناب پیتے

نسخہ مرے مرض کا پاتے نہین اطبا
دھو دھو کے ہین وہ آپ ہی اپنی کتاب پیتے

لون اُن لبونکا بوسہ جب وہ عرق مین تر ہون
شربت مین ہین ملا کر اکثر گلاب پیتے

قلیان کو گرچہ عالم مکروہ ہین بتاتے
پر اے ظفر ہین اب تو سب شیخ و شاب پیتے

نہ کیونکہ شوق کی گرمی سے دل کا داغ جلے
وہ کہہ گئے ہین کہ آئینگے ہم چراغ جلے

مری طرح سے جو آتش نفس ہو تو بلبل
تو ایک نالہ سے تیرے تمام باغ جلے

پڑے جو مے مین ترا عکس روے آتشناک
تو آفتاب نہ کیون دیکھ کر ایاغ جلے

اگر ذرا تری وحشت زدون کا نالۂ گرم
شرر فشان ہو تو دامان کوہ و راغ جلے

اوٹھا دے پردۂ فانوس کو جو تو اے شمع
تو خوب بزم مین پروانہ بافراغ جلے

نہین ہے سوز و محبت مین کچھ ہمین پروا
بلا سے جان جلے دل جلے دماغ جلے

دیگر

زاہد خدا کے واسطے پڑھتا نہین نماز
سر اپنا یہ پٹکتا ہے جنت کے واسطے

مانند شمع یون تو سراپا زبان ہو نہین
لیکن نہ سوز دل کی شکایت کیواسطے

کیا ٹھہر ہے کہ مجکو وہ سفاک اے ظفر
کرتا ہے قتل غیر کی غیرت کے واسطے

کوئی نکلتی یہ دل بلبل کی پھانس ہے
اسمین علیحدہ خار رگ گل کی پھانس ہے

خالی نہین خلش سے محبت کے کوئی بھی
یارو کھٹکتی جان مین یہ گل کی پھانس ہے

سبزہ کی نوک دل مین قدح کش کے ساقیا
صد خار خواہش قدح مل کی پھانس ہے

مشاطہ کیون کلیجہ سے میرے نکالتی
تو اونگلیون سے شانہ کاکل کی پھانس ہے

کیونکر کوئی نکالے کہ دلمین چبھی ہوئی
مژگان چشم مست تغافل کی پھانس ہے

چبھتی ہر ایسی دل مین جو ساقی ہے تیر بغیر
گویا صدا یہ خندۂ قلقل کی پھانس ہے

جلدی نہ کر کہ دل سے نکلتی ترے ظفر
سوزن سے یہ تو دست تامل کی پھانس ہے

دانتون سے ہاتھ رنج مین ہیہات کاٹ کے
کرتے ہین صبح ہجر کی ہم رات کاٹ کے

کیون اہل بزم کاٹتے ہین شمع کی زبان
بات اسکے کی کسیکی نہین بات کاٹ کے

ڈستا ہون دلکو زلف کی ناگن سے گر عذر
جاتی پلٹ ہو دیکھیو یہ بدذات کاٹ کے

قاصد کو ہو نہ بانہ مرے آنسوؤنکا جوش
کہتا ہو وہ کہ جاؤنگا برسات کاٹ کے

۱۴۹

اے ساظفر پیدا ہوئی تھی آشنائی آنکھ سے
دل بنا ہے یار پیچھے اس سے جدائی آنکھ سے
وہ دکھاتا ہے ہزاروں جدائی آنکھ سے
جو حقیقت کان سے سُن [illegible] آنکھ سے
اوسکو تو کچھ بھی نہیں بتا دکھائی آنکھ سے
چشم نرگس ہوگی کیا ہم چشم تیری چشم سے
جان بچتی تو نہیں تیری جدائی آنکھ سے
آنکھ سا جو تیری جدائی آنکھ سے
دیکھ یا جو نقصا وست پنہائی آنکھ سے
بہتا دور کر اشک گلگوں [illegible]

جھکایا سر نہیں ہے جسنے تیری زیر تیغ اپنا
نہیں ہے اس چمن میں گر بلندی ساتھ پستی ہے

کب اوسکی گردن اے بیداد گر نیچے سے اونچی ہے
کہ ہوتی بڑھ کے کیوں شاخ شجر نیچے سے اونچی ہے

ہوا منظور پردہ ہمسے جو دیوار پردہ کی
بنائی اندنوں اُسنے ظفر نیچے سے اونچی ہے

گرچہ یاں آکے وہ اک بوسہ بھی دم کھا نہ گئے
پر غنیمت ہے کہ آنیکی قسم کھا نہ گئے

غم پہ غم کھائے محبت میں جو اتنے ہمنے
کیوں ہمیں پہلے ہی یہ حضرت غم کھا نہ گئے

دیکھا اوس رشک گلستاں کو بہار کس دن
گل پہ گل اُسپہ جو گلہائے ارم کھا نہ گئے

آئے دعوت میں ہے گھر گھر اگرچہ ایسے ہزار
پان بھی ہاتھ سے تم میرے صنم کھا نہ گئے

جوشش گریہ سے تھے کب چڑھا اک دریا
نہ فلک غوطہ کبھی دیدۂ نم کھا نہ گئے

لیگئے حضرت ناصح نہ بہا اپنے تشریف
جبتلک خوب سا ایک کے وہ دم کھا نہ گئے

اے ظفر عشق کی لذت سے گئے وہ ناکام
اوس کماندار کے جو تیر ستم کھا نہ گئے

اے صنم دیکھی جو تیری خود نمائی آنکھ سے
گر گیا سارا تماشائے خدائی آنکھ سے

روز یہ گردون گرداں ہی ہے چکر نئے
اسکو کیا گردش کہیں تونے سکھائی آنکھ سے

صاف باطن وہ نہیں جو دل میں اور منہ پہ اور
ہے عیاں آئینہ ساں لکی صفائی آنکھ سے

بل بے غفلت جانتے ہیں اسپہ بھی تجکو بھلا
دیکھتے ہیں ہر دم تیری برائی آنکھ سے

دیگر

جب سے وہ ملنے کی قسم کھا بیٹھے
ہم غم ہجر میں ستم کی کھا بیٹھے
کیا عجب دیکھ کے رخسار ترے سا بیٹھے
گل جو گلزار ارم کے بیٹھے
کیونکہ اوٹھ جاؤں [illegible] بیٹھے
کہ فریب آپ کا ہم [illegible] دل بیٹھے
[illegible] بیٹھے
[illegible] آنکھ کے بیٹھے
[illegible] بیٹھے
[illegible] وہ بیٹھے

دیگر

[illegible] لیتے ہیں
[illegible] سمجھ لیتے ہیں
[illegible] سمجھ لیتے ہیں
[illegible] لیتے ہیں

تیری چشم عتاب اے ساقی	بادہ کش جام جسم سمجھ لین گے
تیرے گریہ سے میرے دل کا راز	سب وہ اے چشم نم سمجھ لین گے
اٹھو دیتے ہین دل او نہین اپنا	ہون گے جو رنج و غم سمجھ لین گے
اوس ستمگر پہ ہونگے وہ عاشق	جو ستم کو کرم سمجھ لین گے

دل مین سمجھے ہین کیا عدوا پنے
اے ظفر اونسے ہم سمجھ لین گے

زلف کا پیچ جو وہ کان ملاحت مارے	ہون گرفتار بلا سیکڑون شامت مارے
جوڑا وہ غیر سے بند ہوائین بلا سے اونکی	لگے چھاتی پہ کوئی صاحب غیرت مارے
جاکے چوری سے اوسے شب جو جگایا ہنسے	کہ کہین چیخ نہ وہ باعث دہشت مارے
دیکھے اُس جلوہ قامت کو جو کوئی لب بام	در و دیوار سے سر تا بہ قیامت مارے
نہ سُنے وہ کسی ہمدم سے کہ دم کب نکلا	چپکے چپکے مجھے ایسا غم فرقت مارے
قتل عشاق کا جب قصد کرین وہ آنکھین	پہلے تیغ ابروے پرخم کی اشارت مارے

اے ظفر عشق کے ہاتھونسے ہوئی خاک بسر
مارے مارے پھرین دنیا مین مصیبت مارے

نہین کچھ سہل راز عشق کا ادنیٰ سمجھنا ہے	یہ مشکل بات ہے اسکا بہت مشکل سمجھنا ہے
مجھے سمجھا رہا ہو کیا جو سمجھے دل اسے سمجھا	نہ سمجھا یہ تو ناصح میرا بیجا اصل سمجھنا ہے

[illegible]

دیگر

چھپانے سے نہین چھپتی
بری ہوا جلی عادت چھپانے سے نہین چھپتی
کفن مین سوز عشق ... فرقت چھپانے سے نہین چھپتی
ظفر آنکھین ... تیری کیا چھپاتا ہے
الفت کی کیفیت چھپانے سے نہین چھپتی

دیگر

[illegible]

خاک دولت ہو یہان کیا ڈھونڈتے پھرتے ہو تم
ہو گیا ناقوس کا دم بند بتخانہ مین آج

تھا فلک غفلت ہو ساری ملک ہستی مین بھری
ہیتے جو اک آہ شوق بت پرستی مین بھری

اے ظفر جسکا بنایا ہو خدا نے دل غنی
رہتی ہے اُسکی طبیعت تنگدستی مین بھری

دیر جانے مین تجھے گو نامہ بر ہو جائیگی
جانہ مہتابی پہ شب کو بہر سیر ماہتاب
پڑ رہینگے کشتگان ناز کوچہ مین ترے
اوس بت کافر کی ہو گر جنبش مژگان یہی
وصل کی شب روز ہجران کا تجھے ذکر تم

دل کو دل سے راہ ہو اونکو خبر ہو جائیگی
دیکھ چشم ماہ کی تجھکو نظر ہو جائیگی
کچھ زمین انکو عنایت یہان اگر ہو جائیگی
دیکھنا خلق خدا زیر و زبر ہو جائیگی
دیکھو روتے روتے ہی مجکو سحر ہو جائیگی

اے ظفر کچھ فکر کر اوسکا کہ یہان تو چند روز
زندگانی ہے بہر صورت بسر ہو جائیگی

سچ کہیے نہ ڈر سے ہم ہوش ربا سے
بخت اپنے کہان ایسے ہین بیدار کہ شب کو
ایمان نہ عزیز اُس سے نہ دین ہے تجھ اے دل
خون اپنا گرا دن جو گرے اونکا پسینا
طاقت نہین اتنی کہ جو تنکا بھی اُٹھائین

ایمان رہے جان اگر جاے بلا سے
ہم آنکھیں ملین خواب مین اُنکے کف پا سے
کیا وہ بت بے مہر ملائیگا خدا سے
اور ہاے ستم وہ مرے لوہو کے ہون پیاسے
گر ضعف مین ہم رنگ ہین ہم کاہ ربا سے

کرتا ہی پاپیون پہ زد و کوب کیا فلک
انکو تو ہین انھین کے ظفر پاپ مارتے

مارے ہوس کو خود نہ کہ مردہ وہ عاقل زندہ ہے	آپ کو مارا اُسنے تو کیا حرص تو اید ل زندہ ہے
جنکو طلب ہی حور و نکی وہ مرتے ہین پر ہی یہ عجیب	تیری امید وصل پہ عاشق جور شمائل زندہ ہے
ہاتھ اُٹھائے جان سے جو وہ جا سامنے قاتل کے	کوئی نہین پھر آتا جا کر اُسکے مقابل زندہ ہے
چارہ گر دو کیا کہتے ہو تم تیغ کے گھائل جینے سے	کوئی اُس شمشیر نگہ کا دیکھا گھائل زندہ ہے
باندھے ہی کیا فتراک سے جلدی اسکو اور تڑپنے دے	دیکھ ابھی اے صید فگن یہ صید بسمل زندہ ہے

خط تو اُسکو لکھکر بھیجا پر ہی ظفر یہ سوچ ہین
جا کر قاصد کوئی پھرتا د اُنسے مشکل زندہ ہے

کھاتی ہمیشہ غم ہے لہو پیتی جان ہے	کسطرح سے نہ کھائے پیئے جیتی جان ہے
تم آپ میرے ساتھ ہوئے غم مین مبتلا	ہینے تری برائی نہین جیتی جان ہے
گو خار غم ہین سوزن آہ و فغان ہین تار	لیکن جگر کے تار کو کب سیتی جان ہے
گذرے سو گذرے دل پہ محبت مین تجکو کیا	تو کہہ کہ تجھپہ عشق مین کیا بیتی جان ہے

آنکھ اُس غزال چشم کی تو ہی ہرن ظفر
کر لیتی پر شکار وہ جون جیتی جان ہے

دیگر

عجب احوال ہے میرا کہ جب خط اسکو لکھتا ہوں
تو دل کچھ اور کہتا ہے قلم کچھ اور کہتی ہے

اوٹھا دیتا ہے جو پردہ ذرا تو روئے زیبا سے
ابھی خلق خدا تجھکو صنم کچھ اور کہتی ہے

اثر اے عندلیب زار کیا ہو تیرے نالوں کا
کہ گوش گل میں باد صبحدم کچھ اور کہتی ہے

نہیں کھلتا مرا حال پریشاں لٹ سے تیری
کہ وہ کاکل ترے سر کی قسم کچھ اور کہتی ہے

بچیگی جان کیونکر دیکھیے قاتل کے ہاتھوں سے
کہ اوسکی آج شمشیر ستم کچھ اور کہتی ہے

تباہی عشق میں ہے عقل کوئی بات کب جب کی
ظفر جب پوچھتے ہیں اُس سے ہم کچھ اور کہتی ہے

اگر وہ تخت اچھے دے تجھے تقدیر اچھی دے
وہاں تعظیم اچھی دے یہاں توقیر اچھی دے

کہے عاقل نہ بد ہرگز کسیکو گرچہ بد بھی ہو
برا بھی خواب گر اُس سے کہیں تعبیر اچھی دے

دوبارہ ہووے رنجش تا نہ ایکے سینۂ ناز کو
کوئی اُس قاتل سفاک کو شمشیر اچھی دے

وہی تحریر میں ہوگا جو ہے تقدیر میں لکھا
مگر قاصد تو کچھ منہ سے سنا تقریر اچھی دے

وہ دیکھوں کیونکہ کھینچکر جو ہیں پیچھے کھینچکر لاؤں
محبت جذبۂ دل میں ذرا تاثیر اچھی دے

نہ لے پھر بلہوس تو نام بھی مہر و محبت کا
مجھے جسدم دعا پر وہ اگر تعزیر اچھی دے

ظفر ہم دیکھتے ہیں ہر ورق کو اُس مرقع کے
کہ شاید اسمیں دکھلائی کوئی تصویر اچھی دے

دیگر

دیگر

ناگن سی باغ مین کوئی لہرا رہی ہے یہ | یا زلف تیری چہرہ پہ کھا کے ہی بل پڑی

شبدن سے مین گیا تری آنکھون کے سامنے | اوس دن سے میر کمان کے پیچھے اچھل پڑی

دریا مین میری چشم سے گرتے ہی اشک گرم | بیٹھی تھی زیر آب جو ماہی اچھل پڑی

مین ہون وہ خون گرفتہ مری شکل دیکھ کر | تلوار تیرے ہاتھ سے قاتل اگل پڑی

فرہاد و قیس کا تو ظفر شہرہ ہو چکا
اب اپنی دھوم جانب پشت جبل پڑی

تجھسے جو عہد وفا مین اے صنم اچھے رہے | بت پرستی مین خدا کے آگے ہم اچھے رہے

دل ہی کو جلتے رہے کیا خوب ہم خورشید وار | شبکو بھی مانند شبنم چشم نم اچھے رہے

ہو رہے اے شیخ دل کے آستانے پر پڑے | چھوڑ کر دروازہ دیر و حرم اچھے رہے

تیری تلوارین جھوونکی خوب دیکھین غور سے | وہ تو ہین اچھے نہین و تو نہین ہم اچھے رہے

ہو گئے اچھے جو وہ بھی صاحب دام و درم | ہین وہی اچھے جو بے دام و درم اچھے رہے

ہم تصور مین تمھاری نرگس بیمار کے | دم رہا جبتک رہے بیمار ہم اچھے رہے

کوچۂ مہر و وفا مین خاک ہو کر اے ظفر
جو رہے اس یار کے خاک قدم اچھے رہے

گو کہ ظاہر مین ہر اک شی خاک سے پیدا ہوئی | فی الحقیقت گردش افلاک سے پیدا ہوئی

مطلع ثانی

تار کو سلجھے ہے [illegible] یون ہے
[illegible]
[illegible] اور جانے یون ہے
[illegible] بیان کی [illegible]
دل [illegible] کو عید پاسے یون ہے
[illegible] نامہ شوق
نامہ بر جاتا ہے [illegible] ہوا سے یون ہے
[illegible] مشکلین کی بلائین [illegible]
قصد آج اتنا ظفر کچھ ہو بلا سے یون ہے

چمن مین جب ہوا سے صبح شاخ گل لچکتی تھی	تو بوے گل مہکتی تھی ہر اک بلبل چہکتی تھی

مطلع ثانی

جگر کی آہ میری آگ جو ہو کر بھبکتی تھی	تو زیر ابر بجلی ڈر کے مارے جا دبکتی تھی
پلائی شبنم و گل نے شراب ایسی کہ مستی مین	زبان نغمہ سنجان چمن ہر دم بہکتی تھی
بہت کی اشکباری پر ہوا ٹھنڈا نہ دل اپنا	ہماری آتش دل بلکہ اور اس سے دہکتی تھی
یہ تھی لب پر ہنسی گویا کہ تھی کالی گھٹا چھائی	چمک دانتون کی جسمین ایک بجلی سی چمکتی تھی
دیا چشمو نسے پانی گرچہ مینے اپنے مژگان کو	مگر یہ شاخ جو سوکھی ہوئی تھی کب بھبکتی تھی
گیا جو ہی سے شب مین ان مگر جو حال تھا میرا	اگرچہ تیا کھٹکتا تھا مری چھاتی دھڑکتی تھی
مرے سینہ پہ ہو جاتا تھا دان اک آبلہ پیدا	جہان شب بوند اک بھی گرم کی میرے ٹپکتی تھی

ظفر وہ دوست اپنا آج بارے آملا ہمسے
کہ دیکھنی آنکھ اپنی یہ کئی دن سے پھڑکتی تھی

کانپتی جان بہت ہوش رُبا سے یون ہے	کوئی ڈرتا نہین دنیا مین خدا سے یون ہے
خون ہوگا ترے ہاتھو نسے کسیکا قاتل	ہوتا معلوم ہمین رنگ حنا سے یون ہے
جب تلک ہو نہ ترا شربت دیدار نصیب	جاتی اپنی تپ غم کوئی دوا سے یون ہے
بس اجل دیکھتی رہ جا ہے تو آنکھون کو	قتل کر ڈالتا اک تیغ ادا سے یون ہے

دیگر

ہماری خاک سے بلبل و قمر آلودہ صحرا ہے
نظر آتا ہمیشہ جو غبار آلودہ صحرا ہے
ثمر باری سے [illegible] سوز اپنی کر دیتا ہے
پیمبری آتش سودا شرر آلودہ صحرا ہے
سکے ہین صید [illegible] صید افگن نے
کہ یکسر کر رہا خون شکار آلودہ صحرا ہے

[illegible]

یہ بکواس ناصح کی کب چھوٹتی ہے	اگر چھوٹے تو میرا دم کھا کے چھوٹے
محبت کا بیتری مزا میرے دل سے	نہ سوز غم تیغ سم کھا کے چھوٹے

مرے دل سے یہ داغ دریائے غم مین
نہ غوطہ ظفر دمبدم کھا کے چھوٹے

گالیاں اگر سننا جاتا تو ہے	پر غنیمت ہے وہ آجاتا تو ہے
پوچھتے گریہ کا ہو کیا ماجرا	چشم سے دریا بہا جاتا تو ہے
گھر مین تیرے گر نہین آتا نہ آے	وہ مرے دل مین سما جاتا تو ہے
بات وہ کرتا نہین لیکن ادھر	چپکے چپکے دیکھتا جاتا تو ہے
نالۂ بلبل ہے کیونکر بے اثر	رنگ بوے گل اڑا جاتا تو ہے
دیکھیے لکھا ہو کیا تقدیر کا	لیکے قاصد خط مرا جاتا تو ہے

خواب مین آکر کبھی وہ اے ظفر
فتنۂ خفتہ جگا جاتا تو ہے

نے فقیری چاہیے نے بادشاہی چاہیے	قسمت اچھی چاہیے فضل الٰہی چاہیے
ابنو چاہا اوسکو جنے جان جائے یار ہے	چاہ اوسکی ہر طرح ایدل نباہی چاہیے
نام روشن کرکے کیا لیگا کہ اسکے واسطے	پہلے مانند نگین اک روسیاہی چاہیے
سبز رنگونکی محبت رکھ کاہش مین جنہین	رنگ چہرہ کا ہمیشہ اونکے کاہی چاہیے

[illegible]

دیگر

[illegible]

ظفر ایسی نہین ہے کوئی محفل اِس زمانہ مین
جہان کچھ حرف گیری اور سخن چینی نہین ہوتی

دیگر

یاران بزم لطف ہی جنکی [illegible]

[illegible]

کلیات [illegible] دیوان ظفر

جہان کے ختم ہین سب اس لب و دہان پہ مزے
کرے جسکے ذکر سے پرسون ہین زبان پہ مزے

بہشت ہین بھی وہ ہون پھنون خدا جانے
ہمین نصیب ہین جو اسکے آستان پہ مزے

رہینگے آب دم تیغ کے ترے قاتل
مدام میرے لب زخم خون چکان پہ مزے

ترے ستم نے ستمگار تیرے عاشق کو
چکھائے خوب محبت کے امتحان پہ مزے

ہزار شربت قند و نبات کے قربان
تمہارے بوسۂ لعل شکر فشان پہ مزے

ترے شہید محبت کا سر تو اے قاتل
اوڑا رہا ہے عجب طرح کے سنان پہ مزے

ترا سخن وہ مزے دار ہے کہ حشر تلک
رہینگے اسکے ظفر طبع نکتہ دان پہ مزے

اصل ہیں جوہر جسکی اسکے کیون نہون جوہر بڑے
ہین ترے لوہے کی تلوارین بڑی خنجر بڑے

مطلع ثانی

پیچ تو ہان یون ہی نصیب ہین تو اگر بڑے
وہ بڑا کیون کہتے ہمکو ہوتے ہم کیونکر بڑے

یا الٰہی خیر کیجو دیکھیے ہوتا ہے کیا
آج آتے ہین نظر قاتل کے کچھ تیور بڑے

دیکھ کر غمزے تمہاری چشم افسون ساز کے
دل ہمارا ڈرتا ہے یہ کافر ہین جادوگر بڑے

اتنا بازآ تو برائی سے کہ تیرے واسطے
ایک عالم سے ہوئے ہم آ پری پیکر بڑے

مانتے ہین کب برا ہم تم کہو ہمکو برا
ہم برے ہین ہم برے ہان سچ ہے آ دلبر بڑے

[illegible]

لب جانبخش کا تیری ہو بوسہ اُسکو یہاں ارزاں	مریض عشق کو تیرے نہیں حاجت دوا کی ہے
حیات جاودانی کیوں نہو اُسکے شہیدوں کو	کہ تاثیر آب تیغ یار میں آب بقا کی ہے

ظفر شکوہ نہ کر اُسنے تجھی سے بیوفائی کی
بتا دس بیوفا نے اور کس سے یاں وفا کی ہے

بنائے محل کیا ہو یاں اچھے اچھے	بہت بن چکے ہیں مکان اچھے اچھے
محبت کو لازم ہو جب بدگمانی	تو کیا دل میں گذریں گمان اچھے اچھے
نہ سمجھا کوئی نکتہ اوس خال لب کا	جہاں میں ہوے نکتہ دان اچھے اچھے
دکھاوے جو وہ اپنے مژگان و ابرو	تو دے پھینک تیر و کمان اچھے اچھے
سُناتا نہیں کوئی میری کہانی	اگرچہ ہیں واں قصہ خوان اچھے اچھے
تجھے دے ہر چمن چمن کے گلہاے تازہ	مرا دیدہ خوں چکان اچھے اچھے
تری چشم وہ ہے کہ بیمار جسکے	ہوے کھو کے تاب و توان اچھے اچھے
لٹے تھا کہیں ظلم پیر فلک سے	جہاں میں ہزاروں جوان اچھے اچھے

رہیگا پڑا ایک مجھ سا بڑا بھی +
اگرچہ ظفر ہیں وہاں اچھے اچھے

یہ سوز غم نے کیا خشک خون جگر میں سے	کہ ایک بوند بھی نکلی نہ چشم تر میں سے
بلائیں سیکڑوں اُس مانگ میں ہیں نکلے لیے	خدا بچائے اُسے راہ پُر خطر میں سے

[illegible]

نہیں وہ صبح سکتے ہیں غم بھی کچھ تو ایسا ہے
نہیں مٹتا کبھی جب دیکھو ہے اک داغ بھی جیسا
عدم میں جو گئے کیا جانے اوٹھا غالب کبھی
جلا دیتا ہے دل بھی اور جگر بھی کچھ تو ایسا ہے
خدا جانے کہ ہے یہ عشق کی یا آگ کا شعلہ
نہیں جا سکتی دل سے نام بھی کچھ تو ایسا ہے
وہ کچھ سمجھیں اپنی خطا بھی کچھ تو ایسا ہے

ردیف

جو ہو یہ دوست تو حاجت نہیں عدو کی مجھے
خدا بچائے ظفر دوستی سے اس دل کی

نہ پوچھو عشق سے کیا تم بھی کچھ تو ایسا ہے
یہ لٹوا دیتا ہے عاشق کا گھر بھی کچھ تو ایسا ہے
بسے ہیں [illegible] خانہ خرابی کو
سفر میں اپنا ہی ہمراہ اک گھڑی کٹتا ہو نہیں
نہ پوچھو اشک سے قطرہ کا عالم ابر کی میں
کہ غرق شرم ہے جس سے قمر بھی کچھ تو ایسا ہے

تعجب کیا ہماری چشم گوہر بار کی دولت
اگر تار گہر ہر ایک تار آستین ہووے

جو دیکھے کان کے بالے میں تیرے روئے روشن کو
ترے حلقہ بگوشوں میں مہ ہالہ نشین ہووے

کریگا دوربین کو کیا نظر آئیگا کیا اوسمین
صفا کر دل کو تو ایسا کہ دل سی دوربین ہووے

برنگ نقش و پا کوچہ میں تیرے پڑے رہیں ہم بھی
عنایت ہمکو اک بالشت بھر گریبان میں ہووے

نہ دیکھا تیرے دندان و لب خندان سوا ہمنے
کہ پیدا کان میں یاقوت کے دُرِّ ثمین ہووے

جگہ آنکھوں میں دون اپنی نگینوں پہ یک تصور کو
یہ اوسکے پاس پہونچے ہی گا وہ گرچہ کہیں ہووے

نہ آنکھوں میں سمائے گرچہ بحر موج زن ہووے
ظفر ہو گر سخن مشہور جو چین بر چین ہووے

پھر آب رو لا ہو دل بزم میں کسو کی مجھے
پڑی ہو کہاں سے بات اپنی آبرو کی مجھے

کرونگا خون سے نگارین میں اس نگار کے پانون
قسم ہے اس دل خون گشتہ کے لہو کی مجھے

شمیم عنبر سارا سے کیا غرض ہے صبا
کہ بو خوش آئے ہے اس زلف مشکبو کی مجھے

الٰہی چشم میں آنسو نہیں کروں میں کیا
نماز عشق میں تاکید ہے وضو کی مجھے

اوٹھاؤں کس لیے تیغ اجل کا میں احسان
نگاہ تیز ہے بس شوخ تندخو کی مجھے

ہر ایک مو ہو بدن پر مرے زبان گویا
مجال ہو جو ترے آگے گفتگو کی مجھے

ہوا نہ سیر کبھی میں طلب رہی ساقی
سبو پہ جام کی اور جام پر سبو کی مجھے

نہیں ہے جان کی پروا برنگ پروانہ
کہ اب تو لگ گئی لو یار شمع رو کی مجھے

فرشتوں نے کیا سجدہ جو آدم کو [illegible]
نہیں ہے [illegible] بھی کچھ تو ایسا ہے
[illegible] کچھ تو ایسا ہے
ہمیشہ [illegible] ظفر [illegible]
ولادت عشق کی دولت [illegible]

دیگر

سمجھنا بات اپنی [illegible] آئین ہے
[illegible] آئین ہے
[illegible] آئین ہے
[illegible] آئین ہے

جتائی ہم نے اپنی دوستی کیوں اس ستمگر کو	ہمارا ہو گیا وہ دشمن جانی اسی مین ہے

ظفر سونا زیادہ گو نہین بہتر سخنور کو
سخن فہمی آئین ہر سخن دانی آئین ہے

ہم ہنسے انسے تو گل کیا کھل کھلا کے ہنس پڑے	چٹکیاں گلشن مین غنچے بھی بجا کے ہنس پڑے
کہہ گیا کیا غیر اس کان ملاحت کان مین	ہم جو انگشت اپنی دانتون مین دبا کے ہنس پڑے
دیکھ کر مرہم کا نسخہ چارہ گر کے ہاتھ مین	زخم اس قاتل کے شمشیر جفا کے ہنس پڑے
اشک کے موتی ہوے جب یان گرہ گیر ہا	پھول جو گلچین نے چنکے وان ہوا کے ہنس پڑے
کچھ تو کی تاثیر الفت نے کہ وہ اے ہمنشین	گریہ حسرت پہ اپنے مبتلا کے ہنس پڑے
انجم شب تاب ہون کیا کیا فلک پر شرمگین	وہ جو دانتون مین مسی اپنے لگا کے ہنس پڑے

اے ظفر شاید ہوا منظور پھر اونکو ملاپ
بزم مین وہ آنکھ جو تجھسے ملا کے ہنس پڑے

دن جو گذرے ہین غم ہجر انہین مجھسے یار کے پیچھے	وہ برس ہو گئے باعث غم و آزار کے پیچھے
درد و غم رنج و الم پاس تعب یہ ہین رفیق	پاس رہتے ہین ترے عاشق بیمار کے پیچھے
دل کی قیمت مین اگر دینے ہو بارہ بوسے	دیکھیے ہونٹون کے پیچھے دیکھیے رخسار کے پیچھے
غمزہ و عشوہ ادا چشمک و ناز و انداز	دشمن جان ہین یہی میرے دل آزار کے پیچھے
نہ رہے جامہ کے کیا دست جنون سے دستار	بلکہ ثابت نہین تار انکو ہین دستار کے پیچھے

سو بار وہ شمشیر و سپر کھولکے بیٹھے
پر قتل سے میرے نہ کمر کھولکے بیٹھے

پڑ جائیں گھڑے سیکڑوں پانی کے برابر
جسوقت نہانے کو وہ سر کھولکے بیٹھے

بیہوش نہیں بیٹھنے کی جاہے یہ دنیا
یاں دیدہ و گوش اپنے بشر کھولکے بیٹھے

کون آئیگا یہ شوق ملاقات ہے کسکا
جو شام سے تم آج ہو در کھولکے بیٹھے

خورشید بھی کانپ اٹھے اگر سامنے اسکے
یہ سوختہ جان داغ جگر کھولکے بیٹھے

در پیش سفر اور مسافر ہیں یہ غافل
آرام سے ہیں رخت سفر کھولکے بیٹھے

اوٹھ جائینگے دو حرف بھی سننے کی نہیں وہ
کیوں دفتر غم تم ہو ظفر کھولکے بیٹھے

واہ تم صبح کو نکلے آئے
دن چڑھے کہکے دن ڈھلے آئے

آج کیا مجھپہ مہربانی ہے
بن بلائے جو تم چلے آئے

آئے ہے اک جلے کباب کی بو
کیا کہیں تیرے دل جلے آئے

شکر للہ کہ یاں کے آنے سے
اونکو انکار تھا وہ نے آئے

یاں کوئی کیونکہ آئے تیرے پاس
غیر جب پاس سے ٹلے آئے

میرے گھر میں وہ مہروش آیا
بارے کچھ دن مرے بھلے آئے

ابھی آئی نہیں بہار کہ یاں
دل میں وحشت کے ولولے آئے

ہے عجب آب خنجر قاتل
جسکے یہ آئے تا گلے آئے

[illegible]

جس پہ عنقا کی طرح سے گوشہ گیری ختم ہے
کی ہے جسنے یار کے در کی گدائی اختیار
جو تمھارے دل میں ہے وہ سب ہمیں معلوم ہے
جبتلک محو فنا بالکل تو ہو جاوے نہ ہاتھ
جائے پیر چرخ سے کو دک مزاجی دخل کیا
کہتے تھے الفقر فخری جس فقیری کو نبی

دونپہ ہے دام و قفس گویا اسیری ختم ہے
بادشاہی ہے تمام اُسپر امیری ختم ہے
ہم پہ فیض عشق سے روشن ضمیری ختم ہے
واقعی رنگ حنا پر دستگیری ختم ہے
گرچہ ہے یہ پیر تو ایسا کہ پیری ختم ہے
فخر دین فخر جہان پر وہ فقیری ختم ہے

کہتے ہیں اہل سخن تیرا سخن سُنکر ظفر
بس بیان طرز ظہوری و نظیری ختم ہے

سر جو زیر تیغ ہے تیری وہ اے قاتل کھینچیں گے
ہونگے ہم تصویر حیرت دیکھکے تیری صورت کو
ایک امید وصل تھا تیری دیکھیے کب تک دنیا میں
وہ ہی مکان ہو جائیگا انکے حق میں خلد بریں
لگتے ہی زخم تیغ ستم کے ہوگا اونکا کام تمام
کرنا ہے کیون سست درازی انکی زلف مشکین سے

کیون نہ خجالت سر بازو میں عاشق بیدل کھینچینگے
منہ کیا جو تصویر کوئی وہ تیرے مقابل کھینچینگے
آنکھوں رنج جدائی کے تیرے مائل کھینچینگے
تجکو جہاں آغوش میں ہم اے حور شمائل کھینچینگے
عرصہ کا ہے کو کوئی دم کا تیرے بسمل کھینچینگے
دیکھ کسیدن تسمے تیرے خوب وہ ابدل کھینچینگے

دیکھینگے تاثیر نہ جبتک دل میں ظفر کچھ عشق کی ہم
دل سے آہ بے اثر اپنے کیون لاحاصل کھینچین گے

[illegible]

کہتا خورشید فلک سے یہی ہے وہ شاہ سوار	کہ تو لیکر مری شمشیر و سپر چل آگے
دشت میں ہم نہیں لینے مجھے دیتی وحشت	یہی کہتی ہے کہ اے خاک بسر چل آگے
کہتی ہے کوچۂ قاتل میں اجل عاشق سے	تو نے گر مرنے پہ باندھی ہے کمر چل آگے
رہ فنا اسکی ہے یہ منزل ہستی سے عاشق	تو ٹھہرنے کا یہاں قصد نکر چل آگے

پھیرتے ذرا اس ابرو کا ہو تم پھر جس پر
گئی تلوار کئی بار ظفر چل آگے

دل کو دیتا ترا ہجر بلا سے یون ہے	آج ہے وصل ہوا امید خدا سے یون ہے
بخت برگشتہ کی ہے یہ بھی ہمارے تاثیر	پھر گیا اپنے جو وہ عہد وفا سے یون ہے
نہیں بچنے کا ترے ہاتھ سے کوئی عاشق	ہوتا معلوم ترے جور و جفا سے یون ہے
آئی شامت ہے ہمارے دل سودائی کی	یہ الجھتا جو ترے زلف دوتا سے یون ہے
اور بیمار کرے جیسے غذا سے پرہیز	تیرے رنجور کو پرہیز دوا سے یون ہے
گر نہو وصل تو ہو ہجر میں عاشق کا وصال	یو ہین ہو جائے جو قسمت مین بلا سے یون ہے

اے ظفر رشک سے دل کیونکہ نہو خون کہ حنا
ہاے لپٹی ہوئی اسکے کف پا سے یون ہے

دل مین وہان تمہارے صفائی کچھ اور ہے	اور اپنے یہان خیال مین آئی کچھ اور ہے
مسجد سے اٹھکے آئے جو بیت الصنم مین ہم	دیکھا تو واں ظہور خدائی کچھ اور ہے

دیگر

[illegible]

چشم ساقی کا کرشمہ دیکھنا اک جام میں
مست ہیں افلاک کے ساتوں طبق پہچانتے

یاد میں اوس قامتِ رعنا کی غیر از یک الف
ہم نہ تھے مکتب میں بھی حرف سبق پہچانتے

تم نکل بھاگے بغل میں سے کسیکی شاید آج
ہم ہیں چہرے پر تمہارے یہ عرق پہچانتے

دشمن جان ہو گئے ناحق مری اک بات پر
واہ ہو تم دوستی کا خوب حق پہچانتے

ہو گیا فیض معرفت ملک دل پر یار کا
اے ظفر ہم اوسکا ہیں نظم و نسق پہچانتے

زلف کا حلقہ نہیں رخ پہ نظر پڑتا ہے
نگر اوس حسن کے دریا میں بھنور پڑتا ہے

ہے جو منظور نظر وہ ہی نظر آتا ہے
آنکھ پڑتی ہے جدھر دھیان جدھر پڑتا ہے

طلب بوسہ پہ کیا کوئی چڑھے منہ اوسکے
گالیوں پر وہ ستمگار اتر پڑتا ہے

شام سے صبح تلک بستر آرام پہ رات
چین تجھ بن کسے اے رشک قمر پڑتا ہے

قصد جانیکا ہے کس رشک چمن کی جانب
کہ قدم جلد ترا بادِ سحر پڑتا ہے

کودکِ اشک کو دیتا ہوں جو تو گھر سے نکال
تو گلے میرے وہ اے دیدۂ تر پڑتا ہے

کمر اوسکی ہے نزاکت سے لچکتی کیا کیا
سایۂ زلف کا بوجھ اوس پہ اگر پڑتا ہے

نہ کروں کیونکہ غم یار کی خاطر داری
کام تو اوس سے مجھے آٹھ پہر پڑتا ہے

دل و دلدار کو آپس میں سمجھ لینے دے
دیکھ تو بیچ میں کیوں انکے ظفر پڑتا ہے

جلوہ نما نہیں کس جا وہ بت ہوش ربا
[illegible] ظفر دیر و حرم ایک سا ہے

دیگر

[illegible]

یہ بھید میں [illegible]

اور ہی تیغ نگہ ہے جو ہمین کرتی ہے قتل
اسکا اصل ہے نخچہ ہے وہ شمشیر پہچانی ہوئی

تیر اپنا دل مین اسکا دیکھ کر پہچان سا
گو نہین ہے صورت نخچیر پہچانی ہوئی

چھپ سکے زندان مین دیوانہ ترا کیونکر کہ ہے
طوق پہچانا ہوا زنجیر پہچانی ہوئی

ہوگا وہ دشمن ہمارا جسکے ہم ہو جائینگے دوست
ہے ہماری ای ظفر تقدیر پہچانی ہوئی

دیگر

رہ بعید مین دل یار وہ قریب مین ہے
پہونچ ہی جائیگا منزل کو گر نصیب مین ہے

عجیب طرح کا ہے عالم کہ محو ہو جاتا
ہر ایک آن کے اس منزل عجیب مین ہے

ترے مریض محبت کو جس سے ہو صحت
سو وہ دوا ہی نہین نسخۂ طبیب مین ہے

ہو میرے نالہ کو بخشی ہے عشق نے تاثیر
اثر وہ کاہیکو فریاد عندلیب مین ہے

فلک نہ اتنا ہو سرکش کہ پست ہو جاتا
ابھی تو ایک مری آہ کی جریب مین ہے

کرے ہے نالہ سے صد فوج غم صف آرا دل
یہ بات کاہیکو آواز ہر نقیب مین ہے

گلے کا ہار نہو میرے کیونکہ دست قضا
کہ ہاتھ ڈالتا وہ گردن رقیب مین ہے

ہزار طرح کی ہین یون تو خوبیان اسمین
مگر وفا ہی نہین ایک اس حبیب مین ہے

ظفر ہو کیونکہ دل ناتوان سے طے رہ عشق
کہ اتنی کاہیکو طاقت اب اس غریب مین ہے

ایسی خط مین آپکو تحریر کیا کی ہمنے تھی
خط کے کیون پرزے کئے تقصیر کیا کی ہمنے تھی

ہم منانے کو گئے تھے اور وہ روٹھے سوا
ہو گیا قسمت سے کیا تدبیر کیا کی ہمنے تھی

کیون کیا کشتہ ہمین اسنے کیا کیون ہمکو خاک
آسمان سے خواہش اکسیر کیا کی ہمنے تھی

کہتے ہین نالہ سے اہین کچھ کیا تو نے نہ ہائے
پہلے تجھسے دیکھ تو تاثیر کیا کی ہمنے تھی

جس پہ چکر ہی مین رکھا تو نے ہمکو عمر بھر
وہ خطا اے گردش تقدیر کیا کی ہمنے تھی

حال دل اپنا کہا تو وہ بھی رتے ڈرتے کچھ
تم جو آزردہ ہوے تقریر کیا کی ہمنے تھی

ہزار اے ظفر چرخ انکھین دکھائے
خدا پر نظر رکھ نگہدار وہ ہے

مناسب ہی تجھے اس مبتلا کو منہ دکھاتا ہے
گر اک دن اے بت کافر خدا کو منہ دکھانا ہے

نکال اے بیوفا منہ سے نہ حرفِ آشنائی تو
تجھے گر عاشقانِ باوفا کو منہ دکھانا ہے

اٹھا دیتا ہی پردہ منہ سے داغِ دل چھپانے کا
تو مشکل ہوتا خورشید جزا کو منہ دکھانا ہے

برابر چشم آئینہ مین خوب رشت ہین دونون
دکھائے وہ ان سے اہلِ صفا کو منہ دکھانا ہے

کبھی آغوش مین ہرگز نہ آیا ہے نہ آویگا
کہ بھاتا دور سے اس مہ لقا کو منہ دکھانا ہے

ترا غمزہ ہے ظالم وہ کشیدہ ایک عالم کا
کہ مشکل سامنے جسکے قضا کو منہ دکھانا ہے

جہانتک ہو سکے دریائے غم مین دست و پا مارے
تمھین تو اے ظفر اس آشنا کو منہ دکھانا ہے

برگِ گل کیا نازکی اسکی نازکی کے سامنے
اور ہنسی غنچہ کی کیا اسکی ہنسی کے سامنے

ناصحا بنجائیگا دیوانہ میری طرح سے
تو بھی جائیگا جو اس رشکِ پری کے سامنے

جھڑگئی سو بار شیخی ابرِ دریا بار کی
ایک پل مین میرے اشکوں کی جھڑی کے سامنے

ہوشیارون کو کرے بیہوش چشمِ مست سے
جب وہ آجائے شرابِ ناب پیکے سامنے

مارے خجلت کے زمین مین گڑ گیا شمشاد بھی
بارہا گلشن مین اس سرو سہی کے سامنے

کوئی منصف بھی نہین کر سکتا کچھ انصاف ہے
اے ستمگر اس تری نامنصفی کے سامنے

دیگر

دیگر

اہل بینش جانتے ہین عزت اہل فن
قدر آئینہ ظفر ہو دور رو کی کور سا

صفحہ سا اوراق ہین قرآن کے یون ہو رہا
اسطرح داغ محبت ہین دل سیپارہ ہین

ہو گیا ناچار قابو مین غم الفت کے دل
کیا ایسا کہ زور بس ہین آگیا شہ زور سا

اور یہ عاشق ترا ہو بیٹھا کنارا کور سا
تو کنارہ کش ہوا ایسا نہ آیا پاس تک

ہوے سر مین خط فرق سیمتن کی روشنی	ابر مین ہے ایک برق شعلہ زن کی روشنی

مطلع ثانی

آگے اس رخ کے ہے چرخ کہن کی روشنی	یون ہے جیسے صبح شمع انجمن کی روشنی
تو اگر دکھلائے دندان مصفا کی چمک	غرق آب شرم ہو در عدن کی روشنی
شعلۂ فانوس کے مانند سوز عشق سے	داغ نے پیدا مرے زیر کفن کی روشنی
اس دل سوزان کے عالم مین ہے روشن چراغ	ہر اسی سے کچھ مرے بیت الحزن کی روشنی
یون چمک ہے کان کے موتی کی زیر زلف یار	جسطرح ہو رات کو کالے کے من کی روشنی
لالۂ کہسار نے جوش چراغان کی طرح	خوب تر بیت پر پڑے اہ کوہکن کی روشنی
یون مرے گریہ سے چمکا حسن انکا جیسے ہو	صاف بارش مین ہے چرخ کہن کی روشنی
عارض پر نور اوسکا دے اگر اک ذرہ نور	پھر گل خورشید سے دیکھو چمن کی روشنی
آفتاب حشر سے کچھ کم نہین داغ جنون	تو اڑا دے جنون ترے دیوانہ پن کی روشنی

نام روشن حشر تک انکا رہیگا اے ظفر
دی خدا نے جنکو عالم مین سخن کی روشنی

رہ گئے خاموش آ گئے نالۂ پر شور کے	دو دو دل سے ہوش اڑتے ہین گھٹا گھنگھور کے
پھر زمین سے اٹھ سکا ہرگز نہ تیرا آشنا	دب گیا جو عکس سے مژگان چشم حور کے
بوسہ اوسکا لیکے چوری سے ڈرے کیونکر نہ دل	جی مین اک دھڑکا سا رہتا ہے مقرر چور کے

دیگر

ایسے جگہ کیونکر ہمین پرہیزگارون مین سے
دیکھ دل اس مست کو ہم بادہ خوارون مین سے
آسمان پر لا کے چمکا سے ہم اختر اپنے
تاب کیا اوس کو کہ شش پا کو جو ستارون مین سے
رفتہ رفتہ سے لگے ہم خاک مین جون نقش پا
جیب کو مین چاک ہو تھا رسا خاکسارون مین سے
پیارے سے لگو اسکے اپنے داغ چمکے مجھے
یہ لگے کہنے کہ تم اختر شمارون مین سے

[illegible]

[illegible]

تہ وہ کیونکہ جبین جنکے سر پہ اسے قاتل ‌‌ ہمیشہ ہوت ترے آستان پر کھیلے

ظفر وہ کھیل کھلاڑیکا پھر چھپے کیونکر
جو کرکے ظاہر اپنے اک جہان پر کھیلے

ہے ہر بات مین قاصد مجھے پیارے سوکے ‌‌ پھینک دون خط کو نہ کیون حرف کرارے دھوکے

چشم پُرآب ہو نہین اسلیے وقتِ پابوس ‌‌ چاہتا ہون کہ پیون پانون تمھارے دھوکے

تو ہو میخوار تو کیونکر نہ بھرے مے ساقی ‌‌ شیشہ و جام کو دریا کے کنارے دھوکے

نہین معلوم کہ ہے بد نظر کیا تجھکو ‌‌ ڈالتے جی مین ہین یہ تیرے اشارے دھوکے

اوس سی باغ مین پڑجاے نہ کیون سنبل پیچ ‌‌ اپنی زلفون کو وہ جسوقت سنوارے دھوکے

ماہ تابان ہے کہ ہے عارضِ روشن تیرا ‌‌ دیکھ کر رات کو کھاتے ہین ستارے دھوکے

ابرِ رحمت سے عجب کیا ہے جو کردے وہ سفید
اے ظفر میرے سیہ نامہ کو سارے دھوکے

لڑائی میری اُسکی کیا کہون کس بات مین پھیلی ‌‌ یہ آفت سب عدو کی آمد و شد مات مین پھیلی

کوئی پھیلا ہوا ہو جال جیسے صید کے خاطر ‌‌ تمھاری زلف ہے اسطرح دلکی گھات مین پھیلی

شفق شام و سحر پھولی فلک پر جسکی سرخی سے ‌‌ مرے نالون سے ایسی آگ ساری رات مین پھیلی

نہین سیلک گہر اے دل سراسر مانگ مین اُسکی ‌‌ مگر فوجِ سکندر ہے رہِ ظلمات مین پھیلی

بجاے آب خون میرا ملا اس تیغ سے قاتل ‌‌ کہ مہندی ہوکے تپلی خوب تیرے ہاتھ مین پھیلی

فانی کا پتلا ہے انسان اے ظفر اسکا برا
کرنی اچھی نہین ہے خاکساری چاہیے

دیگر

اور سکی ثنا خدا نے کہی ہے قرآن مین کبھی

دیگر

تار بارش کا کہو ابر سیہ سے باندھے
پر دم گریہ نہ ضد ابر مژہ سے باندھے

دست مژگاں سے کہاں طائر دل اڑ جائے
پر پرواز جو تو تار نگہ سے باندھے

تیرے عارض کا تصور جو بہ جاں ساری رات
ٹکٹکی ہم رہے رخسارۂ مہ سے باندھے

خوش نہو وہ کبھی گر باندھے اکسیر کی پوٹ
جو کہ پڑیہ تری خاک سر رہ سے باندھے

رکھے تعظیم سے نامہ ترا سر پہ عاشق
خواہ دستار سے وہ خواہ کلہ سے باندھے

دل کسی جائے سے ٹوٹا ہو بندھے یہ کیونکر
کوئی جبتک کہ نہ دو چار جگہ سے باندھے

چشم قاتل کو ہے منظور جو صف جنگ ظفر
صف نہ کس طرح وہ مژگاں کی سپہ سے باندھے

ٹھنڈی ٹھنڈی جو کوئی سانس ہے آتی جاتی
دل میں ہے آگ مرے اور لگاتی جاتی

رفتہ رفتہ ہمیں خاطر روش نقش قدم
خاک میں ہے تری رفتار ملاتی جاتی

عندلیبو کوئی دن اور ہے گلشن میں بہار
دیکھو ہے باد خزاں خاک اڑاتی جاتی

ہو گیا آہ کا بھی منہ سے نکلنا موقوف
دل میں ہے اپنے محبت جو سماتی جاتی

اتنی ہی اور بھڑکتی ہے سوا آتش دل
چشم جتنی ہے وہ رو رو کے بجھاتی جاتی

خط میں اپنے ہو وہ تو خط مجھے لکھتا جاتا
میری تقدیر ہے جو اوس کو پڑھاتی جاتی

بو نسیم چمن اس گل کی جو لاتی ہے کبھی
ہے وہ کچھ لطف سے ہمکو بھی سنگھاتی جاتی

اے مسیحا نفس آنے کی ترے سنکے خبر
رہ گئی جان ترے بیمار کی جاتی جاتی

ہوئی عاشق کے لیے صورت تسکین بار
تو نہ پہونچا تری تصویر تو پر جا پہونچی

کی جو اشکون نے دم گریہ کمی آنکھون نہین
تو وہین بس مدد خون جگر جا پہونچی

اے صبا ہوگا نہایت ترا احسان ہمپر
کوچہ یار مین خاک اپنی اگر جا پہونچی

پھر تو سو بار پکارا وہ نہ بولے گھر مین
کان مین انکی جو آواز ظفر جا پہونچی

ہم اُس کافر کے ہاتھ اول دل و جان بیچ ڈالینگے
دل و جان بیچکر پھر دین و ایمان بیچ ڈالینگے

ہمارے جنس دل کا گر خریدار آئے گا کوئی
نہین ہم دیکھنے کے نفع نقصان بیچ ڈالینگے

نہ قیمت دے سکینگے وہ تمھارے دُر دندان کی
اگرچہ جوہری سب اپنی دکان بیچ ڈالینگے

نہین ہم چھوڑینگے تیرے سودائے محبت کو
کہیگا تو کہ بیچو آپ کو ہان بیچ ڈالینگے

تری خاطر سے جی دیدینگے اپنا نیم غمزہ پر
ہم اس جنس گران قیمت کو ارزان بیچ ڈالینگے

تمھاری خاک پا کے روبرو کیا قدر سرمہ کی
اُسے مٹی کے مول اہل صفاہان بیچ ڈالینگے

برنگ شمع لیکر مول وہ اسکو جلائین گے
ظفر دل اپنا جسکے ہاتھ ہم یان بیچ ڈالینگے

بلا سے میری چھاتی پر اگر وہ رکھ کے سل بیٹھے
اگر اسکے نہ پہلو مین قریب سنگدل بیٹھے

ترے ہاتھون کے قربان کیون نجاؤن ہو کمان ابرو
مرے سینہ مین کیا کیا تیر تیرے متصل بیٹھے

یہ حالت ہو ترے بیمار غم کی ناتوانی سے
نہین طاقت کہ جو اٹھکر ذرا وہ مستعمل بیٹھے

مطلع ثانی

مطلع ثانی

۱۷۱

گرادونکی خاک سے بھی کاغذی ایاغ بنتا
ترستا ہین مست وہ نازک مزاج ای ساقی
تو گور نقش سے گلکا ترستا چراغ بنتا
جو آفتاب قیامت جلا کا داغ بنتا

وہ پیاسے تیرے کام کو کہ سبو جو آپ کو [illegible]
سوا نہ اسکے کوئی ڈھب نہ سراغ بنتا
بہائین چشم سے گر اشک خون تو وحشی
تو اک چمن ہمہ دامان کوہ و راغ بنتا
عجب نہین کہ ترستا دل جو تلی مٹی سے
کوئی تنور بنتا یا کوئی اوجاغ بنتا
نہ جانے تو وہ بلبل نہ بو سے گل بہکو
ترستا فراق مین ہم ایسے بیدماغ بنتا

دیگر

[illegible] عشق مین ہین یکسان
لیکن جدا جدا ہے [illegible] اپنی اپنی
آخر بین جو ظفر سا [illegible] اپنی اپنی
[illegible] سب دکھاتے تقدیر اپنی اپنی

جسوقت ہین نماز مین ہم اُٹھتے بیٹھتے / الفت کا تیری بھرتے ہین دم اُٹھتے بیٹھتے

ہم ضعف سے ہین ریگ کی دیوار کیطرح / سو بار وقت درد والم اُٹھتے بیٹھتے

ہوتے ہو چلتے پھرتے اگر آئے ہو یہان / غیر و نمین تم ہو ہاے ستم اُٹھتے بیٹھتے

بیطاقتی سے اپنا ہو یہ حال اے صنم / مشکل سے ہین خدا کی قسم اُٹھتے بیٹھتے

تشبیہ دیتے قامتِ جاناں سے ہم انھین / گر سرو بوستان ارم اُٹھتے بیٹھتے

ہو شیخ و برہمن کی رفاقت سے یہ غرض / ہو جاے سیر دیر و حرم اُٹھتے بیٹھتے

شل غبار راہ ترے ناتوان عشق / ہستی سے پہونچی تا بعدم اُٹھتے بیٹھتے

جاتا صنم کدہ مین ظفر گر ہر اصنم / تعظیم کو سب اُسکی صنم اُٹھتے بیٹھتے

کرتے ہین یار باہم تدبیر اپنی اپنی / لیکن جُدا جُدا ہے تقدیر اپنی اپنی

وہ ابرو اور وہ مژگان اور وہ نگاہین اُسکی / کرتے ہین تیز مجھپر شمشیر اپنی اپنی

دل زلف مین پھنسے تو یان ہو اسیر کاکل / پہچانتے ہین دونون زنجیر اپنی اپنی

صورت دکھادے اپنی اُن خوبصورتونکو / کھنچوائی ہے جنھون نے تصویر اپنی اپنی

گر آہ و نالہ دونون پیدا ہون ایکدل سے / لیکن الگ الگ ہے تاثیر اپنی اپنی

سنتا ہون نا جو کچھ ہین کب نصیحتونکو / بیٹھے کیا کرین وہ تقریر اپنی اپنی

یہ منزل فنا ہے اے غافلو نہ خوش ہو / محکم بنا بنا کر تعمیر اپنی اپنی

[illegible]

دیگر

[illegible]

مطلع ثانی

[illegible]

وہ الٹی کاہیکو سمجھے ہماری سیدھی بات
جو اس کے جی کی سمجھ ہو نہ ہمنشین الٹی

نصیب آپ لٹے مرے ایسے تیرے دور میں
اجل بھی پھر گئی آکر مرے قرین الٹی

کسی سے چرخ کو ہے راستی کسی سے کجی
چلے ہے چال یہ سیدھی کہیں کہیں الٹی

جہاں میں نام ہو روشن ہو راستی کے سبب
تو سر نوشت بلا سے ہو جوں نگین الٹی

جو ہوتے بخت نہ برگشتہ اے ظفر ہم سے
تو پڑتی کاہیکو قاتل کی تیغ کین الٹی

آہ کب سینہ سے اے ہمنفسان نکلے ہے
دل میں اک آگ سلگتی ہے دھواں نکلے ہے

چرخ کھینچے ہے مرے سر پہ یہ تجھ بن شمشیر
شب ہجراں میں کہاں کاہکشاں نکلے ہے

آہ سوزاں سے جلا دیتا ہے گھر کتنے ہی
جس طرح سے کہ ترا سوختہ جاں نکلے ہے

دل کی حسرت یہ نکلتی ہے ہماری تجھ بن
اک لہک خون چشم سے اور دل سے دھواں نکلے ہے

قفس و دام سے صیاد اسیروں کو نکال
کہ بہار آئی ہے گلشن سے خزاں نکلے ہے

منہ سے کیا بات نکالے کوئی اسکے آگے
واں تو اک حرف پہ گدی سے زباں نکلے ہے

سر کے بالوں میں وہ سیندور بھری مانگ ہے یوں
جس طرح ابر میں گردوں پہ کماں نکلے ہے

اہل دنیا کی ملاقات نہیں بے مطلب
کہ یہ واں جاتے ہیں کچھ کام جہاں نکلے ہے

ڈوبتا ہے جو کوئی عشق کے دریا میں ظفر
نہیں معلوم کہ وہ جا کے کہاں نکلے ہے

غنچہ کی ہے گرہ گڑھی کھلتی + پر نہین دل کی گلچھڑی کھلتی

لب لعلین پہ دیکھنا اوسکے کیا ہی مستی کی ہے دھڑی کھلتی

اوسکی زنجیر در خدا جانے آج کیون ہے گھڑی گھڑی کھلتی

باندھا بارش کا آنسوون نے تار نہین ساون کی یہ جھڑی کھلتی

کھولنا ہوتا دل کا راز تو شمع رہتی خاموش کیون کھڑی کھلتی

اور عقدہ تو سب ہین کھلجاتے نہین دل مین گرہ پڑی کھلتی

اشک خون سے مرے گلے مین ظفر
خوب پھولون کی ہے لڑی کھلتی

زیب محفل گرچہ شمع انجمن بھی ایک ہے ماہ منزل پر وہ ماہ سیمتن بھی ایک ہے

دل نہ بچے عیارگی سے کیا نگاہ یار کے فن عیاری مین یہ پر مکر و فن بھی ایک ہے

ساقیا لا جام ہم کو اب بھی بہار میکشی گل بھی ہر گلشن بھی ہے اور گلبدن بھی ایک ہے

دشت وحشت مین نہ تنگ کسطرح مجنون پھرے وحشیون مین تیری آنکھونکے ہرن بھی ایک ہے

قد رعنا کی سی تیری اسمین رعنائی کہان سرکشی مین یون تو ہان سرو چمن بھی ایک ہے

بات مین آنکے دو رنگ ہے کہ ہین جو بذربان ایک ہر اپنی زبان بنا سخن بھی ایک ہے

روز اُٹھاتا ہے زمین پر تازہ فتنے سیکڑون
فتنہ سازی مین ظفر چرخ کہن بھی ایک ہے

دیگر

دیکھے وہ یار روز خرابات مین سے

حاصل ہون لطف جنکی ملاقات مین سے

دیگر

مطلع ثانی

زور جنون بھی ہے تو زندان بھی چاہیے

کیا جان سے ہم سے عاشق دلگیر کی کڑی

نکلا نہ دم ہمارا کہ زخم تیغ تیر کی کڑی

قاصد سے ہم سے تیغ تو تقریر کی کڑی

کیا ہیں سخت خط میں آپ کی تحریر کی کڑی

دیگر

کبھی یون ہے کبھی وون ہے کبھی وون ہے کبھی یون ہے

زمانہ کی طرح حال اسکا ظفر ہے اپنا بھی

پڑتی ہے سب چوٹ سینہ پر اس تیر کی کڑی

رفتار سے کبھی اس کا پیالہ ... تیر کی کڑی

پرواز ہے ... ساغر ہو اگر کی کڑی

بھر دے ساقی ... پیالہ میں یکبار ساقیا

جتنی شراب ہے سو ہمری تقدیر کی کڑی

لاغر ہو غم سے یون تن ... جس طرح

تجار دستہ تیغ کی شمشیر کی کڑی

مطلع ثانی

دیر آنے میں جو ترے نامہ بر لگجائیگی	آنکھ کی کیونکر شتابی سے یہ دور لگجائیگی
ہوتے کیون سینہ سپر معلوم گر ہوتا ہمین	تیری شمشیر نگہ یون کارگر لگجائیگی
بھولکر بھی یاد کر بیٹھیگا گر وہ ماہوش	روتے روتے ہمکو ہچکی رات بھر لگجائیگی
ابر کی کیونکر نہ جھڑ جائیگی شیخی جب یہان	تیرے اشکونکی جھڑی اے چشم تر لگجائیگی
ناصح بیدرد جب جائیگا میرا درد دل	چوٹ کچھ دل پر محبت کی اگر لگجائیگی
گر یہی فریاد ہے اپنی تو ہان دیکھینگے ہم	آنکھ تیری کیونکہ شب اے بیخبر لگجائیگی
منھ نہ مہتابی پہ کھول اپنا شب مہتاب مین	دیکھ چشم ماہ کی تجکو نظر لگجائیگی

کیون پھنسانے ہو دل دیوانہ اُسکی زلف مین

جان کے پیچھے بلا ناحق ظفر لگجائیگی

عجب وحشی تمہارے نرگس فتان پہ مفتون ہے	کہ جسکو دیکھ کر دیوانہ بنجاتا فلاطون ہے
دہ نور اشک سے ہے اب یہ عالم چشم گریانکا	کوئی کہتا ہے قلزم ہے کوئی کہتا ہے جیحون ہے
ترا حیرت زدہ چپکا پڑا تکتا ہے منھ سبکا	نہ کہتا منھ سے وہ ہان ہے نہ کہتا منھ سے وہ ہون ہے
سسی کی جو دھڑی پر ہو جمائے پان کا لاکھا	خدا جانے کہ کسکا آج تمکو قصد شبخون ہے
تری خاطر سے کہتا ہون مجھے اُس سے نہیں الفت	کرے کیا تو مرا ناصح اگر مین منھ سے کہدون ہے
تعجب کیا پھر آئے گر زمین پر ہمکو سر گردان	کہ رہتا آپ بھی تو رات دن گردش مین گردون ہے

[illegible]

دیگر

[illegible]

ہے خیالِ گردن و چشم اُسکا جسد نشے مین
پاس اپنے اک صراحی بھی ہے پیمانا بھی ہے

کون ہے سرگرم آرائش کہ جسکے واسطے
آئنہ بھی ہے لیے خورشید اور شانا بھی ہے

منزلِ ہستی ہے اے غافل نہ پھیلا اتنے پانون
یہ سمجھ دیکھا نہین یا نہین تجھے جانا بھی سب ہے

اُڑ کے ہم پہونچینگے وان ہوگا جہان وہ شعلہ خو
جس جگہ ہے شمع اُسکے پاس پروانا بھی ہے

زیرِ محراب خمِ ابرو ہے چشم مست یار
کیا تماشا ہے کہ اس مسجد مین میخانا بھی ہے

اے دلِ بیتاب مین کیا خاک سمجھاؤن تجھے
تو نے دیوانے کبھی میرا کہا مانا بھی ہے

گلشنِ ہستی مین اتنا کھل کھلا کر تو نہ ہنس
ساتھ اس کھلنے کے اے گل دیکھ مرجھانا بھی ہے

قصۂ فرہاد و مجنون کی طرح سے اے ظفر
ہو گیا مشہور اب تو اپنا افسانا بھی ہے

الفت زبسکہ مجکو ترے غم کے ساتھ ہے
جبتک کہ دم مین دم ہے یہ غم دم کے ساتھ ہے

اے چارہ ساز زخم پہ میرے لگا نمک
رکھتا لگاؤ یہ نہین مرہم کے ساتھ ہے

رخسار پر عرق کو ترے دیکھتے ہین ہم
مطلب چمن کو کیا گل و شبنم کے ساتھ ہے

کیا دل کے باندھنے کو ہو درکار ریسمان
وابستہ تیرے کاکلِ پُرخم کے ساتھ ہے

ابرو سے ہم غرض ہے مطلب نہ قوس سے ہے
کیا کام ہمکو کعبہ و زمزم کے ساتھ ہے

جوشِ بہارِ گل کا نہ کر دیکھ اعتبار
غافل خزان بھی گلشنِ عالم کے ساتھ ہے

بہکائے گر عدو اسے ہر وقت کیا عجب
شیطان ہمیشہ اے ظفر عالم کے ساتھ ہے

برسون کے دوستونسے ترکے آپکے واسطے	آنے لگا جو آپ کے گھر تین دن سے ہے
دس بس دن ایک ماہ مین غائب رہے ہو وہ	چھپتا نہین زیادہ قمر تین دن سے ہے
اک بوسہ زلف و رخ کا وہ دیتا نہین ہمین	تبلاتا روز شام و سحر تین دن سے ہے
آگر سوم مین کشتہ کے تو اپنے دیکھ لے	برپا جو ایک فتنہ و شر تین دن سے ہے

ظالم خدا کے واسطے جلدی سے آکہین
تجھبن تڑپ رہا یہ ظفر تین دن سے ہے

نہ دیا بوسہ کبھی منہ نہ لگایا منہ سے	اور وہ ناحق ہمین کہتے رہے کیا کیا منہ سے
بل بے رنگین سخنی واہ رے انداز سخن	غنچہ لب پھول ترے جھڑتے ہین گویا منہ سے
گھونٹ گھونٹ آپکو پیتا ہے کوئی اپنا لہو	نہ رقیبو نہین لگا ساغر صہبا منہ سے
ہے زنخدان سے خجل سیب تو پستان سے انار	منفعل چشم سے بادام تو پستا منہ سے
وصف خال دہن یار مین کوئی نکتہ	نکتہ چینون مین کبھی بن نہین کہتا منہ سے
طلب بوسہ لعل شکرین پر اپنے	تجھسے کیا کیا نہین زہر آپکے اگلا منہ سے

کیا نصیب اپنے برے ہین کہ کسی بات پہ بھی
نہ کہا یار نے ہمکو ظفر اچھا منہ سے

مطلع ثانی

وہ بام پر جو کبھی بے نقاب ہوتا ہے	تو آسمان پہ خجل آفتاب ہوتا ہے

دیگر

١٧٩

دیگر

امید لطف کی رکھنا ہو تو اونسے کر دوان اے دل
ستم کا کارخانہ ہے جفا کا کارخانہ ہے

نہین ہے غمزۂ قاتل سے کوئی کیونکر بچا جان اپنی
یہ قضا کا کارخانہ ہے

نہین رکتی کسی سے یہ ظاہر شغالی دیکھ ہون آئینہ ہیرہو و نیا دیدۂ دل
جہان سے اور ہم گیا یارو کہان حیا کا کارخانہ ہے

ظفر مطلب نہ ہم دنیا کی کیسی کی کہ عقبیٰ سے
گریبان تو صبر و تسلیم و رضا کا کارخانہ ہے

دیگر

زلف کو پیچ دیا سا کہ ہم روز ہین کو رسا کھانے
خواہ کی کھاتے ہین بہت خواہ ہین تھوڑا کھانے
ناسکا پیچ ہین تن کا ہر اسا وقت ہین تری
روش مور چلا ہین مجھے تو رسا کھانے
کھاتے شمشیر ہین ہر دان دلاور منہ پہ
پیٹھ پہ زخم ہین میرا نہین بھاگو دشا کھانے
کیا پچھے یا نہین غم حضرت دل کیا جانے
پیرہ رسا کو جبین ہنس تو وہ چھوڑ رسا کھانے

اگر محبت مین تجھے ہر نظر اور ہی ہے	تو کوئی دل پہ ہمارے بھی گذر اور ہی ہے
دیکھین کس کسکو ڈبوئے ترا طوفان سرشک	آج گریہ ترا اے دیدۂ تر اور ہی ہے
میہمان خانۂ ہستی مین لگا جیکو نہ تو	کہ جہان رہنا ہمیشہ ہے وہ گھر اور ہی ہے
زلف و رخ کا ہو ترے جسکو تصور دن رات	شام کچھ اور ہی ہے اُسکی سحر اور ہی ہے
خط کیا اسنے بلا سے مرا ٹکڑے ٹکڑے	خیر قاصد کی ہو مجکو تو خطر اور ہی ہے
دامن دشت مین آندھی سے کہان اتنا غبار	خاک اوڑاتا یہ کوئی خاک بسر اور ہی ہے
آبداری کو کہان اشک کے پہونچے موتی	جوہری دیکھ یہ خوش آب گہر اور ہی ہے
کیا عجب گر رخ خورشید پہ آجائے عرق	رکھتا گرمی یہ مرا داغ جگر اور ہی ہے

کوئی تو ماہ لقا تونے بلایا مہمان
روشنی آج ترے گھر مین ظفر اور ہی ہے

حباب آسا ہو جو اک دم ہوا کا کارخانہ ہے	کہ جاری بحر ہستی مین فنا کا کارخانہ ہے

مطلع ثانی

نہ پوچھو کیا بتان خود نما کا کارخانہ ہے	نہ بت ہو اور نہ بتخانہ خدا کا کارخانہ ہے
جلا ہوتی ہے خاکستر سے یان آئینہ کو دیکھو	تماشا ہو کدورت مین صفا کا کارخانہ ہے
فریبون مین کہین دنیا کے تو اے دل نہ آجانا	ذرا ہشیار رہنا یان دغا کا کارخانہ ہے
نہین رہتی ہمیشہ ایک سی رنگت زمانہ کی	کچھ اسکے رنگ مین رنگ حنا کا کارخانہ ہے

[illegible]

دیگر

[illegible]

بہت دور کی سوجھتی ہے جو ایسی	نہیں دل کی یہ دوربین ایسی ویسی
ولا بات مطلب کی انہیں سے چُن سے	کہ ہیں تو چنان اور چنین ایسی ویسی
بتا کیا کرین ہم جو بنجائے ہمسر	محبت میں اے ہمنشین ایسی ویسی
نہ ہو بوئے اُس زلف مشکین کے ہمسر	صبا نکہت مشک چین ایسی ویسی
زیادہ ہے بُرش میں تیغ اجل سے	نہیں تیری شمشیر کین ایسی ویسی

خدا کے لیے اے ظفر اُٹھ کے آگے
نہ کہہ بیٹھیو تو کہین ایسی ویسی

بلا سے کنج تنہائی میں تنگی سے گذرتی ہے	یہاں دو چار ہیں ان تنہا خستگی سے گذرتی ہے
ہجوم خال روئے یار سے دل جا پڑا اتنا	اب اسپر دیکھیں کیا اُن فوج زنگی سے گذرتی ہے
خوشی آئے کیا زمانہ کو کسی طرز یکرنگی	عزیزو رات دن اسکی دورنگی سے گذرتی ہے
وہ صورت یاد آتی ہے تو پھر کیا کیا سر دل پر	مرقعہائے چینی و فرنگی سے گذرتی ہے
یہ ہم وہ ناخوشہ دنیا عذر کرتے ہیں سب اُس سے	دنگی کو نکی مگر خوب اس بینگی سے گذرتی ہے
رہے ہے دل سدا بیہوش یاد سبزہ خط میں	ہماری دیکھیں کیونکر ایسی بنگی سے گذرتی ہے

خدا جانے ظفر ملک عدم کے رہنے والوں کی
فراخی سے گذرتی ہے کہ تنگی سے گذرتی ہے

پہنتان وہ جو پچھیدہ ہیں بے دید باندھتے	دل سے نسی اک پیچ میں تمہید باندھتے

(۱۸۱)

اے ظفر جاؤ دلِ دیوانہ کو ڈھونڈھو کہین
ہے خدا جانے کہان مدت ہوئی اُسکو گئے

ہمنے ہے خوب اُسکی طرزِ ناز پہچانی ہوئی
چال پہچانی ہوئی آواز پہچانی ہوئی

دیتا پردے مین محبت کی ہی تو کیا ہمکو دم
تیری دم بازی ہے اے دم باز پہچانی ہوئی

کچھ نہین روئیدہ وہان ہرگز سوائے ناز بو
ہے تری خاکِ شہیدِ ناز پہچانی ہوئی

تیری طرز آمیز باتون کی ہمین پہچان ہے
ہمنے خو تیری ہے اے طنّاز پہچانی ہوئی

مُرغ دل جاتا ہو میرا اُنکے مُرغِ نامہ بر
ہینے ہے یہ تیرے پرواز پہچانی ہوئی

آسمان کرتا ہو سُن سُنکر مرے نالونکو رقص
اُسنے ہے یہ کیا صدائے ساز پہچانی ہوئی

زردیِ رخسار کو اپنی چھپاؤن کیونکہ مین
اے ظفر ہے سب کی یہ غمّاز پہچانی ہوئی

ساقی نے بھرے جو سے مینا نکے پیمانے
مستون نے کیے خالی پیمانے کے پیمانے

جو دیدۂ آہو ہین لبریز ہے وحشت
ہین واسطے وہ تیرے دیوانے کے پیمانے

صیاد خدا سے ڈر کیون کرتا ہی کم اونکو
مُرغانِ قفس کے ہین جو دانے کے پیمانے

کیون پھوڑتا ہے ایدل تو آبلونکو اپنے
پھر ایسے نہین تیرے یاد آنیکے پیمانے

اِک گھونٹ نہین لیتے پیمانے سے وہ میرے
اور ہاتھ سے ہین پینے بیگانے کے پیمانے

دل میرا اگر کاسۂ غم کھانے کو ہے میرے
تو آنکھین بھی ہین آنسو پچانے کے پیمانے

شام تو دور ہے کر قصد دیار جانان
پہونچ جانے کو ظفر تا بسر منزل دن ہے

جب حضرت غم دلکے کاشانے مین جا دھمکے — بستی سے ہم اے وحشت ویرانے مین جا دھمکے
پاتے نہ پھٹکنے ہم اے یار ترے در پر — لیکن ترے دربانکے یارانے مین جا دھمکے
گر حضرت عشق آئے دنکو گل و بلبل مین — تو رات کو وہ شمع و پروانے مین جا دھمکے
کیا دخل کہ دخت رز محفل سے نکلجاے — شیشہ سے اگر نکلے پیمانے مین جا دھمکے
آنے ہمین کب دیتے یون گھر ہین ترے دشمن — اے دوست مگر آنکے دھمکانے مین جا دھمکے
ساقی یہ ترے میکش سب عالم بالا پر — کیا نشۂ صہباکے چڑھ جانے مین جا دھمکے

مسجد سے قدم باہر رکھتے تھے نہ تم اپنا
بتلاؤ ظفر کیونکر میخانے مین جا دھمکے

جدائی مین تمھاری ہم بچشم تر جہان بیٹھے — وہان اس بارش گریہ سے کتنے ہی مکان بیٹھے
گرے کتنے گذر اور کتنے ہی پانسے گذرنے کو — سر رہ ہین برنگ نقش پاے رفتگان بیٹھے
جو تو آئے تو اٹھ بیٹھے خوشی سے ورنہ کیا طاقت — کہ او ٹھکر بستر غم پر یہ تیرا ناتوان بیٹھے
رہے جب آسمان آٹھون پہریان آپ چکر مین — تو کوئی چین سے کیا خاک زیر آسمان بیٹھے
ستمگر اور بھی تو عاشق جانباز پر اپنے — کہ دل مین بلهوس کے ڈر ترا اے دلستان بیٹھے
ستم ہے غیر کی تعظیم تم اٹھ اٹھ کے دیتے ہو — ہم آنکھونسے ہین اپنی دیکھتے اے مہربان بیٹھے

١٨٣

دیگر

غزل قطعہ بند

نہ بھرو دم بدم ظفر آہیں
چپ رہو کوئی دم خدا کے لیے

نہ پوچھو ہمسے تم دل کی حقیقت کہ نہیں سکتے — کہیں کیا اور جو ہم پر مصیبت کہ نہیں سکتے
کہا تھا ناز میں جب غیر کو کچھ پیار سے تمنے — ہوئی تھی اپنی جو اسوقت حالت کہ نہیں سکتے
خفا ہوکے جو کچھ چاہتا ہو ہمکو کہتا ہے — مگر کچھ ہم تجھے بے مروت کہ نہیں سکتے
وہ جبتک صاف تھے جو چاہتے تھے صاف کہتے تھے — اب ایسی آگئی دل میں کدورت کہ نہیں سکتے
کہیں کیا ہمدمو ہمتو ابھی حسرت بھرے بیٹھے ہیں — اگر جو کچھ ہے ہمارے دلمیں حسرت کہ نہیں سکتے
کرے ہے زلف سرگوشی ہمیشہ اور ہم کاہے — ترے کچھ کانمیں کان اپنی حاجت کہ نہیں سکتے
ہماری سوزش دل ہے کچھ جون شمع روشن ہے — زبان سے گو کہ ہم سوز محبت کہ نہیں سکتے
جب انسے چاہتے ہیں ہم کہیں کچھ حال دل اپنا — تو پھر ہوتی ہے یہ کچھ گریہ کی شدت کہ نہیں سکتے

ظفر جیسے کہ وہ مست تغافل خواب میں آیا
ہوئی ہے تب سے ہمکو ایسی غفلت کہ نہیں سکتے

برا بھی وقت پڑ پر بعضا ایسا کام آتا ہے — کہ جیسے مفلسی میں کھوٹا پیسا کام آتا ہے
نہ آئیگا مرا کیا کام دل بلکہ بگاڑیگا — مجھے معلوم ہے وہ اسکو جیسا کام آتا ہے
سمجھتے یہاں دنیا کو ہیں سب کچھ کام آئیگا — کسیکے کچھ نہیں یہ ایسا پیسا کام آتا ہے
کرے ہے ہم تجھسے وہ خود کام کو آزردہ یہ ناحق — مرے کمبخت دلکو دیکھ کیسا کام آتا ہے

[illegible marginal verses]

خواب عدم سے پہلے غم عشق کچا ہے | کیوں رکھیے صبح پر ابھی جھٹ کر نہ سوئیے
ہے مہر تیرا کتنا یہ بستر پہ ہو کے گرم | گرمی میں آپ مجھسے جھپٹ کر نہ سوئیے

جھگڑوں میں عاشقی کے ہو سونا کہاں ظفر
جبتک کہ خوب انسے نپٹ کر نہ سوئیے

جیسے اُس دلبر سفاک پہ مائل دل ہے | بنگیا میرا کشندہ مرا قاتل دل ہے
تیرے کوچہ کے سوا گر چمن خلد بھی ہو | ہوتا خوش اپنا کب اے حور شمائل دل ہے
پائے بوسی کی تمنا میں ترے اے قاتل | لوٹتا خاک پہ کیا صورت بسمل دل ہے
دیکھیے کیا ہو خدا خیر کرے پھر تنہا | فوج غم کا لیے ہوا اُسکے مقابل دل ہے
ہو گئی جان بھی کاکل میں گرفتار کمند | تیری زلفوں میں جو پابند سلاسل دل ہے
وہ اگر دل پہ مرے ظلم و جفا کرتے ہیں | خوب کرتے ہیں اسی ظلم کے قابل دل ہے
روش غنچہ تصور ہے واشد دشوار | تیرے عاشق کا عجب عقدۂ مشکل دل ہے
کیوں نہ بیدل ترے جانے سے ہو اہل محفل | ساری محفل کا تو اے رونق محفل دل ہے

دیکھنا جسکو ہو منظور وہ دیکھے دل میں
ظفر اُس ماہ دل افروز کی منزل دل ہے

یار اگر ضامن ہو دل کا کیا ہے حاجت اور کی | وہ ضمانت دے تو لیجے کیوں ضمانت اور کی
جان دوں کیونکر اجل کو تیرے غمزے کے سوا | اور کو میں کسطرح دیدوں امانت اور کی

دیگر

جمالِ گلرخان دیکھو گلستانِ الٰہی ہے
جُدا ہے رنگ ہر گُل کا عجب شانِ الٰہی ہے

کیا شکوہ نہ ہمنے اُس صنم سے اُسنے جب پوچھا
کہا الحمد للہ شکر احسانِ الٰہی ہے

ہم اُس بندہ کے قائل ہیں جو فرمانروائی ہیں
بجا لاتا ہمیشہ دل سے احسانِ الٰہی ہے

دہانِ تنگ اُسکا ہے کہ گویا دُرجِ گوہر
کہ پنہان جسمین ہے دُر رازِ پنہانِ الٰہی ہے

خوشی سے مرد روزِ عید قربان جانتا ہے وہ
محبت میں جو کرتا جان قربانِ الٰہی ہے

فقیر گرسنہ کو قربِ حق ہی سیر کر دیتا
کہ جس شب فاقہ ہو اُس شب وہ مہمانِ الٰہی ہے

کہان ایسا ہمارا مُنہہ کہ ہو جاوے ادا ہمسے
ظفر حمدِ الٰہی وہ جو شایانِ الٰہی ہے

تیرے بیمار کی ہر وقت خبر اور سُنی
شام کچھ اور سُنی ہمنے سحر اور سُنی

نیند آتی نہ تجھے شب کو کہانی میری
اک ذرا تونے نہ اے رشکِ قمر اور سُنی

بات وان ایک ٹھکانیکی نپائی ہمنے
گھر مین کچھ اور سرِ راہگذر اور سُنی

ہمنے کہدی وہ سُنی تھی جو حقیقت دلکی
کہو کچھ تمنے کسی سے ہے اگر اور سُنی

کوئی شمشیر کہے ہے کوئی خنجر کوئی تیر
تیری ہر شخص سے توصیف نظر اور سُنی

کیون کہا ہمنے سُناتے ہو ہمین کیون گالی
کہکے حاصل ہوا کیا ایک مگر اور سُنی

جب سُنی اپنی شکایت ہی سُنی اُسکے سوا
مُنہہ سے بات اُنکے نہ کچھ ہمنے ظفر اور سُنی

جو دل کہے وہ سچ ہے سوا اسکے ای ظفر
قائل نہ استخارہ کے ہم ہیں نہ فال کے

خوشی آتی کب ہمیں پھولوں کی باغمیں بو ہے | سمائی اور ہی اپنے دماغ میں بو ہے
بہا ہے چشم سے مجنون نے اشک خون شاید | صبا لہو کی جو دامانِ راغ میں بو ہے
اثر ہے گر دلِ روشن میں صحبتِ بد کا | تو کڑوے تیل کی جانو چراغ میں بو ہے
ٹپک پڑا گُلِ رخسار سے عرق کس کے | گلاب کیسی جو ساقی ایاغ میں بو ہے
ہوا نہیں ہے جو کم رنگ گُل گلستان سے | تو پھرتی کسکی صبا یہ سُراغ میں بو ہے
بسا ہے دل میں مرے کوئی شاخ گُل رخسا | برنگ گُل جو مرے دلکی داغ میں بو ہے

وہ خاکسار ہون میں بھی کہ عطرِ گُل کی ظفر
مہک رہی مرے کنجِ فراغ میں بو ہے

داغ ہے جامۂ عریانیِ تن کی بوٹی | اپنی پوشاک پہ ہے خوب پھبن کی بوٹی
چاند تارے کے سوا دیکھتے زیبا ہی نہیں | ہم قبا پر کوئی اس چرخِ کہن کی بوٹی
اڑتی حسرت سے ہو گلہاے ارم کو پامال | طرۂ الیس پہ ہو اس رشکِ چمن کی بوٹی
مارے آنسوونکے سوزنِ مژگان پہ مرے | کاڑھتی ہے مرے دامن پہ چکن کی بوٹی
انجمِ چرخ بھی ہو جس سے نہ ہمسر وہ ہے | کفش پُر زر پہ مرے سیم بدن کی بوٹی
اِن میں عاشق کے ترے دارو بیہوشی ہے | سبزۂ خطِ لب و خطِ ذقن کی بوٹی

ہم اندازِ شعر ظفر جانتا ہے کون
او ستادِ ذوق تجھ سا ہوا واقفِ مذاق سے

دیگر

ہوتا تھا کم نہ سوز جگر گرچہ رات بھر
دریا بہا رہی دم کی چشم پر آب تھی

قاتل شہید زندۂ جاوید ہو گئے
آب حیات کیا تری نیمچی کی آب تھی

دریا مین جلوہ گر تو اسے ماہتاب تھی
اور آب مین بھی روشنی آفتاب تھی

پیمانہ مہ پھر بھلائی اور برائی کیا رہی
اب ظفر جانا ہوا پوچھ کچھ ادھر کی سے ہوا

چشم عنایت اونکی نہ تھی کسی بزم مین
لیکن مجھی پہ ایک نگاہ عتاب تھی

قطعہ

پوچھے جو کوئی مجھسے کہ ہان تیغ تیغ ...
نزدیک میرے سب ہی یہی راہ صواب تھی

جلدی سے اٹھ کے محفل رندان سے شیخ جی
اچھا ہوا چلے گئے صحبت خراب تھی

ہے تو کچھ رونق صفائی مین ہے دلکی ورنہ یان
خاک ہی دیکھی کدورت مین ظفر اڑتی ہوئی

وہ ہم ہین چار طرف دیکھ بھال کر پیتے
چھپاتے سب سے ہین اور سب کو ٹال کر پیتے

پسینا یون لب شیرین پہ ہے دم بوسہ
گلاب جیسے ہین پانی مین ڈال کر پیتے

شراب کو تو بتاتے حرام ہین لیکن
ہمارا خون ہین وہ ہمکو حلال کر پیتے

لگا یا تم ہی کو منہ سے رہا نہ ہوش ہمین
کہ بادہ جام ہین خم سے نکال کر پیتے

پلاتے ہاتھ سے گر اپنے وہ ہمین شراب
زلال خضر کا ہم احتمال کر پیتے

نہ پوچھو ہمسے کہ کس طرح سامنے اونکے
ہم اپنے آنسو ہین دل کو سنبھال کر پیتے

زیادہ بنگ سے کرتا ظفر نشا پانی
جو خط سبز کا اوسکے خیال کر پیتے

ہوگئے نا آشنا تم آشنائی کیا رہی
جب کدورت بھر گئی دلمین صفائی کیا رہی

دل حوالہ کردیا جب اُس نگاہ مست کے
اپنا تقوی کیا رہا اور پارسائی کیا رہی

بیٹھے اب باتین بنائین ہم بیان ہوتا ہے کیا
بات اپنی جب وہان کچھ بن آئی کیا رہی

ہی قفس ہین لگ گیا اپنا چمن جیسے بھی سوا
ہمکو اے صیاد پروائے رہائی کیا رہی

دل کے لینے کو لیے لڑتی تھی آنکھ اُس شوخ کی
جبکہ اُسنے لے لیا دل پھر لڑائی کیا رہی

مجھپہ اک آفت رہی رنج و قلق سے روز و شب
اُس مہ بے مہر سے وودن جدائی کیا رہی

[illegible]

یہ دل بلا سے اپنا بھلا ہے کہ ہے برا
لیکن پسند خاطر یار آگیا تو ہے

کھینچا ہے جبکہ دل کی کشش نے کبھی اُسے
کھنچکر ظفر بیان وہ نگار آگیا تو ہے

لکھ اُنکو اے رفیق دل سوز خط کے پیچھے
جلد آؤ تم نہ ٹھہرو اک روز خط کے پیچھے

اُس روئے آتشین پر ہے طرفہ خط کا پردہ
گویا ہے مہر عالم افروز خط کے پیچھے

دودِ جگر سے میرے لے پہلے خط سیاہی
پھر خال رخ ہو ظلمت افروز خط کے پیچھے

عارض کے پیچھے تیرے دل خون ہو گل چمن مین
دیوانہ ہو بہار نوروز خط کے پیچھے

تیرہ گذار دل پر سرمہ کا خط ہو پہلے
پھر ہو نگاہ تیری دل دوز خط کے پیچھے

ہین سب تجھے پڑھاتے جبتک نہین خط آیا
ہوگا نہ کوئی دانش آموز خط کے پیچھے

افسوس تم نہ بھیجو اک دن جواب خط کا
لکھے ظفر پیا پے ہر روز خط کے پیچھے

دیگر

جنون نے جبکہ قبا چیر ہاتھ سے پھینکی
نکال پاؤن سے زنجیر ہاتھ سے پھینکی

تری جو خاک قدم تیرے خاکسارون نے
اُٹھالی ہاتھ مین اکسیر ہاتھ سے پھینکی

دھری تھی مین اور بھی تو آگے تیرے تصویر مین
اُٹھا کے میرے ہی تصویر ہاتھ سے پھینکی

ہوا نہ کارگر اک زخم سخت جانون پر
خفا ہو یار نے شمشیر ہاتھ سے پھینکی

جریب کا ہکشان تو نے ضعف پیری مین
کبھی نہ اے فلکِ پیر ہاتھ سے پھینکی

قطعہ

وہ پیچ و خم ... کیا جانے کیا ہے
کسی نے کہہ دیا کیا جانے کیا ہے
دل کی جا اپنی صورت آنے ہے
...وصل جانان کیا جانے کیا ہے
علاج درد دل کیا جانے کیا ہے
طبیب اسکی دوا کیا جانے کیا ہے
محبت کی حلاوت ہم سے پوچھو
کوئی اسکا مزا کیا جانے کیا ہے
کسی صورت نہیں آرام دل کو
ابھی سے ہو گئی کیا جانے کیا ہے
نگاہ ترسی کوئی برق بلا ہے
کہ ہے تیغ قضا کیا جانے کیا ہے

کیون آپکو ملال ہے انصاف چاہیے	تم بن ہوا یہ حال ہے انصاف چاہیے

مطلع ثانی

اور تمکو کیا خیال ہے انصاف چاہیے	کیا میرے عرض حال ہے انصاف چاہیے
کیونکر کہون ہلال ہے انصاف چاہیے	ہین نعل کفش پاکو تری غیرت چمن
ہو جائیگا انفصال ہے انصاف چاہیے	جھگڑا جو مجھمین تجھمین ہے مدت سو وہ ابھی
کیا خوب خط و خال ہے انصاف چاہیے	ہے روے ماہ خوب مگر روے یار پر
لطف اوسکا یہ کمال ہے انصاف چاہیے	شکوہ نہ کیجیے اوسکے ستم کا ستم نہین
یہ جاے انفعال ہے انصاف چاہیے	آئینہ بیحیا ہے مقابل جو تجھسے ہو
کچھ بھی نہین وہ مال ہے انصاف چاہیے	دانتونکو آپکے جو دُرون مین نسبت کہہ دے کیا

یوسف کے حسن کی تو ہے شہرت پراے ظفر
اوسکا عجب جمال ہے انصاف چاہیے

جسکو ہر بھی مہر کا عقد ثریا کی شکل ہے	موتی جو کانمین ترے زہرہ کی شکل ہے
ساقی کا ہاتھ بھی ید بیضا کی شکل ہے	اعجاز نور بادہ روشن سے بزم مین
اپنا مکان مقام مسیحا کی شکل ہے	جلوہ فروز جبسے ہو گھر مین وہ مہوش
یاد آئی تیری زلف سمن سا کی شکل ہے	چھاتی پہ سانپ لوٹے ہی سنبل کو دیکھکر
چشم پر آب بنگئی دریا کی شکل ہے	کیسے دو قطرہ اشک کا کیا اپنے ماجرا

[illegible]

وہ جھوٹ سے جو زمین آسمان ملا دینگے
تو پاس بیٹھ کے اُن سے ہان مین ہان ملا دینگے

مزا تو آئیگا بوسہ کا جبکہ پیار سے وہ
دہان دہان سے زبان زبان ملا دینگے

بلا سے لے دل اگر قدر وہ نہین کرتے
ہم اور تجھکو کوئی قدردان ملا دینگے

جو اشک سرخ بہائینگے روے زرد پہ ہم
تو خوب رنگ بہار و خزان ملا دینگے

کمی کریگا اگر پھیلنے مین ابر سیاہ
ہم اپنی آہ کا اوسمین دھوان ملا دینگے

نہ پائیگا کوئی ہمکو برنگ نقش قدم
ہم ایسا خاک مین اپنا نشان ملا دینگے

تم اسسے ملتے ہو جھجک جھجک کے کیون ظفر اتنا
یہ کیا خدا سے تمہین مہربان ملا دینگے

جبسے اُس شوخ ستمگر پہ طبیعت آئی
اک نئی روز مصیبت پہ مصیبت آئی

سوز دل سنکے مرا شعلہ ہوا کیا بیتاب
بلکہ شب شمع کو بھی بزم مین رقت آئی

آیا وہ سرو قد اِس ناز سے بالین مزار
سر پہ اس کشتۂ قامت کے قیامت آئی

سہے کیا کیا نہ ستم تیرے ستمگر ہمنے
پر زبان پر نہ کبھی تیری شکایت آئی

صورت آئینہ حیران ہی رہا وہ جسکو
نظر آئینۂ دل مین تری صورت آئی

زلف اُس شوخ کی برہم ہے کہان نہ چھیڑ
دل سودا زدہ ہے کیون تری شامت آئی

کثرت داغ سے دل خوش ہو نہ کسطرح ظفر
ہاتھ دولت یہ مرے عشق کی دولت آئی

بڑی تقریر کی قاصد نے پیغام زبانی مین
اگر خط سے کچھ شکل ہو گئی تحریر اچھی تھی

مرقع مین جہان کی نہین تو اچھی اچھی تصویرین
مگر اپنی نظر مین تیری ہی تصویر اچھی تھی

پھنسا اچھا ہوا دل یار کی زلف مسلسل مین
کہ اس سودا زدہ کو پانون ہی زنجیر اچھی تھی

ہم ویسا کچھ نہین اپنا نالہ و فریاد کا سینے
لگے وہ دن جب اپنی آہ مین تاثیر اچھی تھی

کیا منت کش تیغ اجل کیون مجھکو اے قاتل
اسکا تو قتل کو ابرو ہی کی شمشیر اچھی تھی

نہ نکلی بات بھی اُس بیوفا کے سامنے ہمسے
ہوا ایسا تجھکو تیری تو ظفر تقریر اچھی تھی

دیکھا

لب وصل یار کی تدبیر بھی کی تو دیکھنا
ہم [illegible] کوشش سے تقدیر بھی کی تو دیکھنا
بھی در سے ہم کاغذ اے قاصد نہ بھلا [illegible] تو دیکھنا
سوزش دل [illegible] دیکھنا

دیکھیے دیتے ہین اسپر آپ ہمکو کیا سزا
زور پر آیا ہے جب سوداے زلف پر شکن
کھینچکر کلک تصور سے پے تسکین دل
ہمسے تو کسو اسطے خم رہتا ہے ابروے یار

دیدیا دل تمکو یہ تقصیر ہمنے کی تو ہے
ٹکڑے ٹکڑے توڑکر زنجیر ہمنے کی تو ہے
یار کی طیار اک تصویر ہمنے کی تو ہے
اپنی گردن خم تہ شمشیر ہمنے کی تو ہے

گر نہو اوس شوخ سنگین دل کے دلمین کچھ اثر
پر ظفر اک آہ بے تاثیر ہمنے کی تو ہے

جو اوس بت بدکیش مین ہنگام نظارا + ان آنکھون نے دیکھا ہے
کچھ کہیے تو رہتا نہین ایمان ہمارا + چپ رہنا ہی اچھا ہے
مانی نے بھی چین مانی تری دیکھ کے تصویر + اے عالم تصویر
نقشہ ترا نقاش اجل نے جو اوتارا + قدرت کا تماشا ہے
ابرو ہے ستم ناز غضب قہر ہے غمزہ + جادو ہین نگاہین
آنکھین ہین بلا اور تری مژگان کا اشارا + آفت کا تماچا ہے
تیرے رخ روشن کو بنایا ہے خدا نے + کیا طور کا شعلہ
جسنے کہ تجھے دیکھا ہے اے شوخ خود آرا + وہ محو تجلّی ہے
میدان محبت مین عجب جنگ ہے باہم + پر دیکھیے کیا ہو
مژگان کی ہے فوج اوسکے مقابل مین صف آرا + اور دل تن تنہا

قطعہ

اے ظفر ہے غم شبیر میں روتا گردون
ابر سے یہ جو برستا ہے زمین پر پانی

بزبان بھاکھا

پیم اگن نت موہے جراوے یاکا بھید کہون کا سے
پی ہو پاس تو جی ہو ٹھنڈھا اپنی بپتا کہون وا سے
رتیان گجارون رو رو ت رو وت دن گو گجارون آٹھان پہر
میرے من کی ہو سون نپوچھو پوچھو میرے ہبتا سے
یا ہی برہا در میں ہووے یا ہی برہا سر جن ہووے
نا چھوٹے یا برہا سون نا چھوٹن مین برہا سے
نین کھلے کچھ اور ہی دیکھون موندون تو کچھ اور ہی اور
کو دوا کو سانچ نجانے دیکھی بات کہون جا سے
من کے اندر پیا قلندر تیرے ظفر وہ آن بسا
کام پڑو جب وا سون تہارو کام رہا کیا دنیا سے

مخمس

ابھی تو دل ہی کو روتا ہوں [illegible] بیٹھا
کبھی دیکھ لینا جان کو بھی اپنے [illegible] بیٹھا
تری الفت میں ہون دونوں جہان [illegible] بیٹھا
تجھے دل دے کے میں اے کافر بے مہر کھو بیٹھا
خرد کو ہوش کو تاب و توان کو دین و ایمان کو
عجب سامان عشرت آج ہے [illegible]

نگاہوں مین جو کچھ راز محبت کہدیا اپنا	تو پھر آنکھوں مین کیا کیا بھر کے خون دل پیا اپنا
کسی کا کچھ قصور اسمین نہین پایا گیا اپنا	لڑا کر آنکھ ہمنے آپ دشمن کر لیا اپنا

نظر کو ناز کو انداز کو ابرو کو مژگان کو +

نہین جاتے چمن تک آپکو محبس سمجھتے ہین	جگر کے روزن اپنے دیدۂ نرگس سمجھتے ہین
یہی ہین یار جنکو رونق مجلس سمجھتے ہین	ہمیشہ کنج تنہائی کو ہم مونس سمجھتے ہین

الم کو یاس کو حسرت کو بیتابی کو حرمان کو

نہ تڑپون خاک پر کیونکر بہ رنگ طایر بسمل	کہ مجھپر سخت جانی سی بنی ہے سخت یہ مشکل
گئی ہین ہمدم پہلو نشین اور ایک میرا دل	جگہ کس کس کو دون ہاتھوں سے تیرے دلمین قاتل

کٹاری کو چھری کو بانک کو خنجر کو پیکان کو +

فزون عزت ہو کسکی آدمی کی عزت و شان سے	شرف اس خاک کے پتلے کا جب ثابت ہو قرآن سے
اگر پوچھے کوئی مجھسے تو مین کہدون یہ ایمان سے	بنایا کب ہے بہتر اے ظفر خالق نے انسان سے

ملک کو دیو کو جن کو پری کو حور غلمان کو

قطعہ

سمجھ کے تم آشنا ہو پر تمکو	بحر الفت مین ہے ظفر سے بیر
فی الحقیقت یہ ہے مثل دو ہی	رہنا دریا مین اور مگر سے بیر

تضمین در زبان پنجابی

سب وہ ڈاڈھا لی پرواہ جو چاہے پاس کر دے | پھر جو ایسی ڈاڈھی بھی تم ہو کے تدبر نہیں کر دے
تمھاری آنکھ پڑے غافلو غفلت کا پردہ ہے

وہ تو تمہارے من وچ بسدا ہمیشہ اور سنتا | تم جو اسکو دیکھے ملیں اپنے من کے اندر
تمھاری آنکھ پڑے غافلو غفلت کا پردہ ہے

شوق رنگا رکھی جو کہ تسا نو وہی دیکھو کرنا | اسدے مکھ دا نو کھا رستہ سمجھ سمجھ کر پگ دھرنا
تمھاری آنکھ پڑے غافلو غفلت کا پردہ ہے

تمت

خاتمۃ الطبع

طبعزاد سخنور بےعدیل و بےسہیم مولوی محمد انوار حسین صاحب تسلیم

کس منہ سے خالق کے حمد و ثنا کیجیے کس زبان سے منشی نولکشور صاحب کا شکر ادا کیجیے کہ تیسرا دیوان فصاحت عنوان بلاغت ترجمان نشان گورکانیہ یادگار صاحب قرانیہ حضرت ابوظفر بادشاہ دہلی رشک صائب و کلیم و اہلی اپنے مطبع مطبوع مرقع چار سو واقع شہر کانپور مین طبع فرمایا اپنی ہمت عالی کا جلوہ دکھایا ہر مضمون بےنظیر و لاجواب ہے مختصر جو کچھ ہے انتخاب ہے
تمام ہوا دیوان ظفر جلد سوم